

# ادا س کا پیٹن

بینِ سعی جگل کی آگ میں دنیا کے ساتھے ایک تھے اندر سے ایک عالمگیر سے رکھتے ہیں۔ وہ مسلم جس کی بیانیوں نے پنکہ کو تمددا مانجا، جس نے صورتی کو فاش کر دیا تھا اور آہمیں پر کیا منحصر ہے دنیا نے ایسے کہ حقیقی دلائل نے تو جن سے رکھتے ہیں اسکا تھا جنکا حسید ہے رہا ہے کہ کمزوروں کو زندگی رکھنے کا حقیقی بینیں پڑھو تو زندگی کو رکھو کہ دنیا کی سوتھت کا خواب دیکھتے ہیں۔ یہ نہایتی مکملیک اور یہ غافلی رجحان آج یعنی بھی ہر جگہ دینی میں ہے تو۔ کئی بھی جانشیوں لیتی ہیں اسکے افسوس ایسے ہیں۔ ادا اسی پس منظر کی پنیوں دوں پر، بھی صرف نے جنگل کی آگ کی کہانی کے تکمیلے کی ترتیب دیتے ہیں اس اسی اکاڈمیاں جیسا کہ انسان ہے جو ساری دنیا کو اپنی محبتوں میں رکھتا چاہتا ہے اسکی آزادی رہات تھے اسکے شکرانی تقویں کا حاکم بنادیا ہے اس قیمتی زندگی کی اس سکے تزویجیک اتنی بھی قدومنیت پنکہ کو دہننکے خون سے اپنے بھائی کچھ سلامان مرتب کر سکتے ہے اس کی بینیں اک پیٹن اسی کے پرواق کا۔ اسکے انسان کو زنگ کر دیتے ہیں لیکن جیسا کہ اسے پہنچا ہے کہ اپنے قصور عیسیٰ کو سکیں گے کہ اس انسان اتنا تو غافل ہیں جو حکما ہے۔

وہ بہت شرمند، نیک اور دنیا کو سلیموں کی قومی کا پیغمبر ہم دیتے۔ والا اندر تسلیم۔ وہ کون ہے؟ یہ آپ کہانی میں بیرونی سکیں گے اور اسکا انجام ۲۴ جولائی کی شاہراہ کا در ثروات ہے ایک ہاؤس کا درجہ صوبہ۔ اگر ہماری یہ وہ زندگی ہے؟ سخن درجہ بیکھڑا ہے؟ اسکے پس وہ یکیسر ہے؟ ان سب اولاد تک بھائیوں کو ترقیاتی امور کو نہ پڑھے۔ اس کا محسوس ہے؟ اجازت نہیں جتنا لر پیدا ہے؟ اس کیسے ہوئی بہت پر اشتان پڑھا ہے؟ اس کا محسوس ہے؟ اجازت نہیں جتنا

پڑا سحر لر قتل

بیلینوں کی بھٹکی مچ رہی تھی۔ فریدی نے ڈکھ بڑھا کر رسیدور اٹھا لیا۔  
دو سیلو ۱۰۰۰ بی

”فریبی!... میں عرفانی بول رہا ہوں... بول رہا عرفانی... میں خطرے میں جیل ہے  
کیا بات ہے؟“ فریبی سمجھے پوچھا۔  
لیکن جواب نہ اڑا۔ سسند منقطع نہیں ہوا تھا۔ فریبی نے پیسوں کام سے لگتے کہ  
”میلو.. میلو.. عرفانی صاحب... فریبی بول رہا ہے؛“ فریبی نے رو بارہ کہا۔  
لیکن پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ اور پھر فریبی نے لایکس ہلکی سی گوارا کی۔ اُسی  
کے ساتھی کوئی سمجھنے کی آغاز آئی۔

”فائز،“ فریدی آہستہ سے بڑھا گیا۔ اور اُس سکھ ملے ہیں وہ کھو دیا۔  
”جیسا!“ اُس نے حمید کو آواز دی یہ تو براہ راست کے کمر سریں اپنی پا جھوٹ پھوپھا کر  
اختر شیرافی کی کوئی نظر نہ تارا مختا۔  
”فریادیتے؟“ اُس نے اس دھن اندازی پر جو اس سکھ نے نکر کیا۔  
”جس!“ جیسیں جلدی بعد فریدی نے اُس کے کمر سکھ کا دروازہ کھول کر کیا۔  
معراجی صاحب نظر سے میں میں نہ  
”ہوں گے جس دن سے بے پرواہی سکے کیا۔“

فریضی اسکا بازار پکڑ کر سمجھوڑا۔  
فریضی چون کھورست سے پریشان تھا، تم تھاں لئے جیسا نہ فیاد ہے۔

پہے۔ آئی۔ جی اُس کے خلاف ہے فریدی کے لیک بندگ عرفانی قتل کر دیتے جاتے ہیں۔ دشمن کی جاتے قیام کوئی بھی نہیں جانتا۔ شہر کے ہنگامے لیک بنا لفڑیت کی وجہ ساز ہے میں قتل و خون کا زار گرم ہو جاتا ہے اور فریدی لیک پہاڑ کی حرجمدند طار اُن کا مقابلہ کرتا ہے جنگ میں بھی ہوتی ایک نمی اور بھینگ لک ٹوپیا بھی اُسکے ارادوں کو متزلک نہیں کر سکتی اور ایک وقت تو ایسا بھی آ جاتا ہے جب درجنہ جید بھی اُس کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے جید اور فریدی کاوشن یہ ایک عجیب بہ پات نمی۔

بکھی نہ پھر سختے رہیں اس کہانی میں قاتل کی حماقتوں اپنے کمی عین میں جھوٹ لکھتا ہے!  
جیسا کہ دردشیدہ کا چند گھنٹوں کارروائی، بڑے بڑے یا لوں والے ان بانس،  
تل کے اوکھے تریکھریچا آصف کی پریشانیاں اتنا یک پھیاںک انسان کا خونی  
راہکاری فریب رہتے رہے۔

ابن سقی این حصہ پر میں سے یہیں جن کے لئے شاہزادہ اور کارن مٹھے کے  
دن خواب کرتے ہے معلوم ہوتے ہیں ان کی کمائی کی مناسبت قفر یعنی کھانا دب  
کو نہ لے والوں کی خوبی کرنی ہوگی۔ ہر ماہ ان کی بہادریوں کیلئے لاکھوں نگاہیں رات  
نکتی رہتی ہیں مگر صورت میں پچھا، پورا ہے، ہر طبقہ اور ہر مزاج کے لوگوں میں جوہ بکساں  
مدد پیدا ہیں۔ اُنی کے تجھیں لگتے ہوئے دو کردار آج عام کے زندہ ہر درجہ بکھر جاتے ہیں۔  
یہ مقبولیت اور یہ اصر از کمی بھی صفت کے لئے ایک ریکارڈ ہے اور یہ صرف  
اکن سعی کا انجام نہیں ہوا بلکہ چیلنج کی صورت میں عالمی حیا سوسائی ادب میں اپنا وہ  
مقام رکھتا ہے جس کو اس کی گردگی بھی نہیں پہنچ سکتا۔

二

جھلک کی سیکھی

۷

”عرفانی صاحب بالدار آدمی ہیں ا۔“

”ہاں اکٹھا ہے“ فریدی پھر خاصیتی ہو گئی۔

سرخ سے لگا رہا تھا پھر تھے مژکیں مندان ہر قی جاہی تھیں۔ ساتھ ہرگز اگر وہ بھنے کی وجہ سے تاریکی پچھا اور پڑھ کی تھی۔

کیڈی کیلاش برچ کو پار کئے شہر کے ایک ایسے حصوں والے جہاں گھنی آیادی ہیں تھیں، حال خال ایک آدھ عمارتی نظر آجائی تھیں جی کی طریکوں میں پہنچی ہوئی دستیں روشنی اور حورے خوابوں کی با دکی طرح اونگھری تھیں۔

فریدی نے ایک عمارت کے منتهی کیڈی اور دو تاریکیں پہنچے اتے۔

پائیں با غم میں اندر ہیں اتحاد عمارت کی کسی کھڑکی میں بھی روشنی نہیں تھی۔

”کاڑی سے نارنج نکال دوئے فریدی کی نئے کہا۔

جیسے دلپیں چلا گی۔ نئے میں فریدی برآمدے تکہہ بہنچ کیا تھا۔ اسے کہیں بھی کسی قسم کی آواز نہ تائی دی۔ وہ چند لمحے ساکت درست کھڑا۔

جیسے دلارچے کے کردائیں آگیا۔

وہ آمدے میں چار دروازے تھے ان میں سے ایک کے دونوں پہنچنے ہوئے تھے دلارچ کی روشنی ایک طویں را داری میں تھی اور یہی ہی وہ اندر داخن ہوتے انہیں خراقوں کی آواز تھا ایسی دی۔ روشنی کا دارہ آوانکی مستحکم گیا باتیں طرف ایک بھوٹا سا کمرہ کھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اسدا ایک ضغیض المحرک دمی کے خرائی کو پیچ رہے تھے۔

”خوب کیا۔“ فریدی امداد سے بارا۔

ہدوہ پھر اسکے پڑھنے کے اس کے کرس سکے عدا وہ انہیں بھر کرے میں تھا اور بد نظر آئی۔ صندوق کھلے ہوئے۔ سایں بھرا ہوا۔ جتنی کہ فرش پر بچھی ہوئی

متاسب تھا۔ فریدی کو اتنی جلدی تھی کہ اُس نے اس سپینگ سوٹے بھی نہ اٹھنے دیا۔

کیڈی پھانک سے نکل کر ایک طرف کو ہوئی۔

”کوئی خطرناک ہمچوہ ہے“ جیسے پوچھا۔

”لیکن اخترناک ہی ہو سکتی ہے۔ عرفانی صاحب خطرے میں ہیں۔“

”کون عرفانی صاحب؟“

”وہ ایک طرح سے تم اہمیں میرا استاد بھی بکھر سکتے ہو۔“

”اپنے پہلے بھی لاٹھ قسم کے کسی اُدھی کا تذکرہ نہیں کیا“ جیسے کہہ دئے گئے۔

”اوہ...“ تم نے لھکے کے اڈیوں میں کبھی نہ کہی اُن کا تذکرہ خروشنہا ہو گا۔

ہمارے سکھ میر دوں میں وہ کا فی مشہور تھے۔

”اوہ سمجھا۔“ — فریدی بوزھا تو انہیں جسے نیچے رنگ کا جھٹپتہ ہے۔

”میکھا بچھے؟“

”یکن وہ اپنے استاد کس طرح ہوتے؟“

”شروع میں اہوں نے اکٹھر میری رجھاتی کی ہے۔ والد مر جم کے دو سوں ہیں سے

یہیں ہر ہی عالمیہ رجھات کے دہان میں وہ مڑی سیکڑہ مردوں سے تعلق تھے۔ ریشارٹ ہوتے کے بعد سے اگ تھلک رنگی لگزار رہے ہیں یہیں یہیں میں سوچتا ہوں...“ ایسا

شخصیں۔ سمجھ میں اُسیں آتا کیا محاملہ سے اہوں نے فون پر بچھے سے اتنا بھی کہا کہ میں خطرے میں ہوں...“ میں خطرے کی تو میت پوچھنی چاہتی ہیں لیکن جواب نہیں ملا فون

ڈیکھتے ہیں کیا گیا مختا پھر میں نے فارم کی آفیس اور ایک بھلی سی روپخ...“

”کیا وہ گھر پر ایک بھی ہیں؟“ جیسے پوچھا۔

”قریب۔“ فریدی نے پرتوں میں بچھے میں کہا۔“ ایک تو کہہ وہ اتنا بھرہ ہے کہ جب تک اُس کے کام میں قسم نکال کر بیخنا نہ جائے ہمیں کسی ملتا ہے۔

لٹک پڑا۔ عرفانی صاحب بُجھے خون کر رہے تھے۔ فائز کی آواز سے جھونے لئے صورت میں اس کے علاوہ اور کہا جا سکتا ہے بھرم حمدہ آرڈن نے تھکر کا سامان اُٹ پٹٹ دالا۔ کریمیوں کے گذشتہ بُجھ پڑا دستے کے۔

بھید کچھ تپولامیں کی نظریں محلی ہوئی تجوہ ہی پڑھتی ہوئی تھیں۔

”ایکو...“ بھید پولا ”حمدہ آرڈنے اپنیں نظر انداز کر دیا۔

اُو نے تھوڑی کے سامنے قریشی پر بکھرے ہوئے خود کی طرف اشارہ کیا اُنکے قریب کچھ زیر دست بھی تھے جس میں قریشی پر بکھرے جا رہے تھے۔

”بھرم سے ناکہ بھیں کہہ سکتے“ فریدی نے کہا۔ ”وہ مرے کروں میں بھی ہی تھی تھی سامان بکھرا ہوا دیکھتے آئے ہیں یہ۔

بھید کچھ نہ پول۔ صاف فاہر تھا کہ حمدہ آرڈن کو کمی خاص بھیز کی تلاش تھی۔ اسی بھیز سے کری کے گدوں میں بھی چھپا یا جا سکتا تھا۔

”لیکر کو چکانا ہا بھا بنتے دیجید تھے کہا۔

فریدی کچھ سرچنا بھاوس کی طرف مردا۔ چند لمحے اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا پھر آہستہ آہستہ دروازے کی طرف پڑھا۔

اوٹوں تو کرکے کمر سے میں آئے وہ اپا بھی اسی طرح خرائے سے ہاتھا۔ فریدی نے سب روشی کر دیا۔ جیسا سے بھیجنہ موڑ رہا تھا۔

”لیا ہر میں کیا یا نہ ہے؟ بُجھا کھڑا کر بُجھا بھٹکا۔ آپ کون ہیں؟“

پھر اپنیں اُسے سب بُجھاٹے میں پڑی دشواری پیشی آئی۔ جھٹکے بھیجنے بھید کے گلا بیٹھ گیا۔ دن اُس کمر سے میں سے آئے جہاں اُنہوں نے خون ریکھا تھا۔

بُجھے کی محلی بندھ گئی۔

”صاحب... بُجھ... کہاں میں یہ ماں نے پکلا کر پڑھا۔

کلینیک مکانی پڑھی تھی فریدی بھر کمر سے کا بدلہ دش کرنے جا رہا تھا۔

آئڑی کمر سے بھی جیبلک شاپیوں کے علاوہ ہبھیز نہگ کی لفڑاں نیچے پڑھے۔

شلا فریخز، دھواں پر تھے صرف نیلہ پیٹھ تھا بلکہ اُس کے شیشے بھی نیچے ہی رکھ کے تھے۔

وہجاں دھواں پر نیچے رنگ کا پالش تھا، میں نیلگوں ٹونگاں میں وہ اُسی چکر کو نظر اندازی کر گئے۔

گلے اُنکا تھری پتھری پڑھنی چاہتے تھی کہ بھول کے پھر مرستے گدوں والے بھری ہوئی

بھریز مل کی بُس کے سامنے کوئی ایستہنیں تھیں تھی یہ تھے خون کا ایک بہت بڑا دجدہ تھا جو لکھنے کی بُری بھیز کے نیچے فرش پر لٹکا رہا تھا۔

رونوں سنبھا بک دوسرے کی طرف سمعی بھری نیڑوں سے دیکھا۔ ایکو... بھکر پھر بھوٹھے ہیں۔

بھر فریدی کی نظری خون کے پیسوں پر جم گئیں جو بھیر کے سامنے دامنے پر جھوٹی گیا تھا۔

”اُسے تو پہ کیڑچ بھی بھیں جھا سکتی ہے، فریدی نے کہا اور بھک کر خون کے دنچے کو دیکھنے لگا۔

خوتوری در بعد وہ پھر سردار صاحب کا ہو گیا۔ اُس کے پھر سے پہلے بھری تشویش کے

اکار نہے اور اگھیں بھستر باہ ادازی میں گرد بیٹھ کا جائزہ ملے رہی تھیں۔

”عرفانی صاحب کی زندگی میں قویہ ناچالکی تھی اور وہ آہستہ سے پہنچ دیا۔“ دسی آڑی بھی بھر کی حالت اس طرح بھیں یکاڑ سکتے تھے۔

”تو کیا...“ جیسے کچھ بکھٹکتے ہے۔

”اگر لاٹی کیا ہو گی؟“ فریدی پر تشویش بھیجیں پول۔

”دش...“ بھید پونک کر پول۔

”یہ خون ہے“ فریدی نے خون کے دنچے کی طرف اشارہ کیا۔ ”اریہ پیسوں جو بھر سے

"کیونکہ ان کے احمد رحیمان نے عراقی صاحب کو فراہم ہونے میں مددی تھا  
کیا مطلب ہے؟" حیدر چونکہ پڑا۔ "ابھی تو آپ کسی لاش کا بڑا کرہ کرنا چاہتے تھے؟"  
یہ لامی خالی فقط حکایات فریدی چاروں طرف مخصوصہ تکروں سے دیکھتا ہوا یاد کر رہا تھا  
لگر ہو سکتا ہے کہ جملہ اور لاش بھی پہنچنے ہمراہ مسکنے ہوں۔ حیدر نے کہا۔  
وہ نہیں کہنے کی ذات اس راستکی تردید کرتے ہیں۔ "فریدی بڑا مشا... راجہ تو  
اس دنمازے کا پردہ ہٹا تو۔"

حیدر وہ ہٹا کر کھڑا چکا اور واقعی وہ نشان کسی اڑھا آدمی کے لئے بھی واضح  
تھا۔ دروازے کے ایک پشت پر فرش سے قریباً دو ڈنڈ قٹ کی اوپنچانی پر خون کا ایک  
ڈڑا سا درجہ تھا جس سختی تسلی کی لیکر یونچے نلک بہسا تھیں۔  
وہ گولی شاندی پشت پر لگی تھی۔ فریدی پڑا یاد۔ وہ یونچے سے گھستہ ہوتے ہوئے ہی باہ  
تلک آئے۔ کچھ دیر دروازے سے نلک لگائے ہوئے تھے۔ پہنچ رہے... پھر،  
فریدی دروازے کی تھمنی کی طرف دیکھنے لگا۔ بوگری ہوئی تھی۔  
ہو سکتا ہے کہ وہ پھر اسی دروازے سے نکل سکتے ہوں۔ ذرا نارجی پھنسا

دینا۔ اور یہ چھڑا گی۔  
فریدی قاتی نظریں بہرہ سے توکر پچم لگیں۔ جو دروازے میں کھڑا ہنسی ہوئی تھی  
تقریباً دیکھ رہا تھا۔  
حیدر اسے پڑھ کر اس کے کام بھی تھیں۔ لگا بدقیقت تمام وہ اُسے سمجھا پایا کہ  
اسکا ماکس مڑا ہنسی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ نکل گیا۔ وہ اور اسے اپنے کہرے میں اُسی  
وقت تک خاموشی پہنچا چاہتے جب تک کہ پولیسیں نہ آجائے۔  
فریدی دروازے کھول کر درسری طرف نکل گی۔ تھا کہ کروں پس زیج کو حیدر نے  
بھی اس کی تصدید کی۔

فریدی نے اُسے اپنے قون والا واقعہ بتایا۔

"قیری۔ صاحب کا خون؟" بیوڑھا کر بیک انداز میں چھٹا۔ اور پھر ایسا معلم  
ہوا جیسے وہ چکر اکڑ پڑے۔ لے۔ حیدر نے اُسے پڑھ کر اسے سنبھال لیا۔

قیری پندرہ بیس منٹ تک اُس کی حالت غیرہری۔ بھی وہ جیسے چاہتا تو  
بہترانہ کمی پہنچنے لگتا۔ بڑی مشکلوں سے فریدی اُسے گھٹکوکر سپر آمادہ کر سکا۔ اُس  
تے بیکار آج کوئی لا تھا۔ بھی نہیں آیا تھا اور وہ عسپ کھول کا برس سے قریبت  
پانے کے بعد اُسکے سونے کے سے چلا گی تھا۔

فریدی نے دو چار سو لات اور کسے اور جو ایسا سے اُس نے اندازہ لکایا تھا  
عراقی کے ذاتی معلمات میں دخیل نہیں تھا۔

بہتر قبیلی پہنچ کر اس کے کمرے میں پہنچا دی۔ فریدی نے حیدر سے سمجھا۔  
چھڈ کے جانے کے بعد پھر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ اُس نے دروازوں کے  
پر حصے ہٹاتے دیواروں کو بھٹکارا اور پھر اسی یونچر کے قریب پہنچ آیا۔ جس کے  
پیچے خون کا دلچسپ تھا۔

حیدر کی دلچسپی پر اُس نے آہستہ سے کہا۔

"فائز کرنے کے فردا یعنی کمرے کی روشنی ملی کر دی اگئی تھی۔"  
حیدر کی پہنچ بیوڑھا۔ حیثیت تو یہ ہے کہ اس کی تھوڑی میں نہیں آرہا تھا کہ کیا  
بیسدری و اندر اُس پر اچا بکھرنا دل ہوا تھا وہ اس وقت آرام سے اپنے بنے  
پہنچا کر رہا ہوتا۔

اور حملہ اور وہ بکھرے شکار سے زیادہ اُس چیز کی تلاش کی تھی جس کے  
لئے انہوں نے گھر میں اپنے بھیٹالی ہے۔  
دیر آپ کیسے کہ سکتے ہیں؟ حیدر نے یونہی کچھ سوچے کیجئے۔ یونہی بیان بلادی۔

فریدی کی نادرت کی بدنی کمرے کے فرش پر پارہی بھی۔

« بلا پسند وہ اس کمرے سے گزرسے تھے... یہ رہائون ہے ۔

بدشی کو دارہ دوزنک فرش پر لکھا چاہیے۔ ہر چیز وہ سانتے والی دلواڑ جو اور گئی اور انکھیں خواب تاک مداریں پر جعل ہو گئیں۔

پڑاک گیا فرش سے تقریباً چار بیانج فٹ کی بندی پر ایک اور بڑا سادھی تھا۔ « ویر... ہو گئی ۔ عرفانی اپنے آہستہ پڑا رہ تھا۔ فٹ... ری... دی... ۔

« یہ درد اڑا... ۔ فریدی نے دھنکا دے کر دردھانہ گھول دیا۔ یہ بچکی... نن... ان... نیشن... بندک... نی... بیشل بندک ہے ۔

وہ بہرے ٹھیں میں وہ دو توپ پایس باغ کے دابنے بازوں میں تھے۔ روشنی کا دار پھر اس کا سارا جنم حیر خدا نہ لگا۔ اور... گردن یک جھٹکے کے ساتھ وہ مردی

بڑی تیزی سے تاریکی میں ادھر ادھر گردش کر رہا تھا۔

پائیں باخ کی حالت ایتر تھی۔ ایں معلوم پوتا تھا جیسے بہت عرصے اکٹھے ہو ۔ عرفانی صاحب ۔ فریدی نے اپنے تھیکھوڑا « عرفانی صاحب ۔

خہر نہیں لی گئی کیا یہوں میں خلک پر دسکم سنتے اور بپنڈی کی یا ٹھیس ڈڑھکنے۔ عرفانی ہوش کے لئے خاموش ہو چکا تھا۔

بے تیزی سے ادھر ادھر پھیل گئی تھیں میاں صرف خود رنجبار یا ان سرمنیر کھا شایر پنڈہ یا بیس منٹ سکھو دو یا جوت پس کھڑے رہے۔

دست بڑی تھیں، درختہر طرف خزان کا راجح تھا۔

« زمین مختپے، فریدی بڑا یا۔ فہ جھکا ہوا قسموں کے لشنا ہاتھ لاش کذا ۔ کیا۔ معاملہ ہے؟ مجید نے آہستہ سے کہا۔ نیشنل بندک... آخر اس کا کیا ہے؟ ۔

وہ کیا؟ ۔ وہ فرشا جیسا ہے؟

پائی کی خود رنجبار یاں ٹھیکیں، اندھیں پل رسی تھیں۔ فریدی کی سیدھا کھلکھل اہوجاگر ۔ « اس پر پھر عورتی کے و فریدی نے دیوارہ کمرے کی عرف جانتے ہوئے کہا۔

اپنے بھی کو دارہ ہی بھی بچا لیوں یہ پڑھتا۔ دلخواہ جھکا یہوں سے کسی آدمی کا جیحدہ بھی، اس کو کیونچھے تھا۔ لیکن اب اُسکے نیکہ نہیں تریجی تھی۔

واردات والے کمرے میں پھر فریدی چندٹے خاموش کھڑا رہ۔ پھر بولا۔

فریدی بچا یوں کے قرب بہت سچھ چکا تھا۔ اور پیرا ہاؤں نے ایک جھر تراکر ۔ « انہیں کسی پھر کی تلاش تھی اور وہ پیز دوست ہنہیں ہو سکتی ورنہ وہ ان توڑوں منفرد بھی۔ پر تھا عالمی بچا یوں کو اپنی تھیں یوں میں جکڑے پڑتے۔ یہیں اور کوچھ مدد پورا تھا جو اس کو صرف تھے جاتے ۔

ہاتھ پر روح رہ تھا اس کی تھیں بھتی جھوٹی تھیں اور پھر ہر قریم کے تاثرات تھے عالم۔ « کیا پھر ہو سکتی ہے؟ جیحد پر بڑا یا۔ فریدی کو کچھ پڑھا۔ وہ پھر کمرے کی چیزوں کو

دھرمی صاحب ۔ فریدی بے اختیار اس پر جھک پڑا۔

عرفانی کی آنکھیں کچھ اور کشادہ ہو گئیں۔

رہت دیکھنے لگا۔

وہ نہیں وہ فریدی نے اُس سے مخاطب کیا: "نہزادی کیو تو دیکھا عرفانی صاحب کی  
قیض کی جیب مخدا لائے ۔  
کیا مطلب ہے؟" تھید حیرت میں سے بولا۔  
"چلو چند ہی کرو۔"

جیسی کچھ سمجھا اسی پیش مرجب مخواہ پر نے اُپ کا کیا مطلب ہے؟  
واہی۔ اُدھیجو قیض میں جیب اور جو ہے یا نہیں ۔ وہ حید کی طرف تاریخ  
پڑھانا پڑا بولنا۔

حید رضا گیا۔ ذوبی بڑھی میز کی دمازیں کھوں کر دیکھ رہا تھا۔ سمجھی کمی  
بولتے تو کر سکتا رہنے کی آواز حمارت میں جو بخ اٹھتی تھی۔  
خوشی دریں بعد حید را پس آگی۔

"شاہد انہیں نے عرفانی صاحب کو بھی پالیا تھا۔ حید نے کہا۔  
"کیوں؟"

"اُن کی ساری بھیں اُنہی ہوتی ہیں اُنہیں اچھی درج دیکھا گیا ہے۔"  
سرمیں نے تمیں قیض کی جیب دیکھئے تو یہیں تھے۔ ذوبی نے تیر زدیجیں کہا۔  
"قیض کی جیب اپنی جگہ پر ہے؟" حید تھہلا کر لے دیا۔

"تب تو یہ فریدی حید کے پیچے کو تھرا انداز کر کے بولا۔ یہ مکروہ کسی قیسے کی جیب ہی<sup>1</sup>  
معلوم نہ تھا۔۔۔ اور یہ ورنہ نہ کہا۔"  
فریدی میز پر رکھے ہوئے کچھ سے کے گردے اور ملا قاتی کا نڈکی طرف اشارہ کر دے  
تھا۔ یہ دونوں فرش پر شے میں ملا قاتی کا رُنگ کرے پیچے تھا۔

"تو یہ کام مطلب ہے کہ خاصی چید وہ بھی، موٹی ہے۔" حید کچھ سوچتا ہوا بولتا۔  
وہ یقیناً اسی کا رُنگ پر ہاٹھ کی حسبیو مگر فتنے کے نت نات ہیں یا فریدی نے کہا۔

"اور یہ کاموڑ کی بوزفت پر ڈکا ہے جو سو رنگیں میں رہتا ہے ۔"  
"سرخ! ما دعائی حید کا پھرہ چکا اٹھا۔  
"اپ تم کو تھی فون کر سکتے ہو" فریدی بڑھ رہا۔  
حید شیفون کی طرف پڑھا۔  
"بنیں ۔۔۔ فریدی اتنا اٹھا کر بولا: "اس سی بونی رہنے والے تھوڑے ہی فاسٹے  
دیکھ دوسرا حمارت ہے رہا فون مزد بوجا ۔۔۔  
حید کے چہرے پر پچکا بارٹ کے آثار اٹھا رہے تھے۔  
"اُنہ کہا، تم شب تو اپنی کے بیاس میں کسی شرائی اور لی کا دروازہ نہیں کھلھلایا  
اہتے۔ فریدی صارا کر بولا: "غیر تم ہمیں بھڑو۔۔۔ میں جاتا ہوں ۔۔۔  
حید فریدی کے قدموں کی آواز سنت رہا۔

## گرامیں ہم

دوسری بجھ کے اچھاتاں نے عرفانی کے پاؤ اسراز تک کے متعلق بڑی بڑی ملکی  
بانیتی عیسوی۔ لیکن ایک ہاتھ حید کی پھٹیں اڑی تھی کہ آخر نہ اٹھی کی دیکھتے کے  
طہیں اسی کا اور فریدی کا تامہ کوں نہیں یا گیا اٹھا۔ اس کے رکھنے پر کے متعلق وہ  
نی کے کوکھرے کی سی اور اسی سے پوٹھیں کو بھی مطلع کیا تھا۔  
چھ بھی اپنے جرم انکام اس کے لئے بریشان کی تھی۔ اس کا مظہب ہی تھا کہ  
یہ اس کیس کو بانداھ دیا گئے رہنے کے تھمیں سے جکھے۔

تھا۔ اُسی نے معاشرے کا طرف رکھتے ہوئے کہا۔

”انھی سوئے! الجی تو پھلیاں تائیتھے سے بھی نمارٹ نہ ہوئی، ہر ہی کیا!

”لیکن میں نے ابھی تائیتھے نہیں کیا!

”مردی خوش ہوئی، قائم منکر کر دیا، تو پھر تم سوئے ساتھ لاتھا کرو۔“  
قائم کی کوڑ کا تام سے کچھیں لے۔

”اسے تم بالگھوں کی طرح جنتے ہوئے شرم بھی نہیں آئی۔“

”پھر کیا کروں۔ اپنے سٹھے کوں؟“

”خشنی کروں، نہیں رکھتا۔“

”خشنی!“ قائم جھینپ کر دیا۔ پھر خشنی بھاتے ہوئے شر رآتی ہے۔  
جس دنستھے دکا قائم اپنے خادات اور طلاق کے لحاظ میں غصہ ہے، اسی پر دینی قتل  
فرمادیگا۔

”لیکن ابھی یوں ہی سے،“ جیسٹے پوچھا۔

”اس تکڑت کوہ پھر دو جس دیجاتی ہے،“ قائم علیکم، اوزیں بولا۔ پھر اپنار جسید  
کے سلستے ذکر کر دیتھے دکا۔ جس دنستھے اسے مکھوڑ کر دیکھا۔  
جس دن سراغ سانی سے دریپی ہو چلی ہے،“ قائم نے کہا۔ اسی قتل کے متعلق ہمارا  
کیا خالی ہے؟“

”چھاؤ آپ بھی بھے یوں کریں گے،“ جسید انگھیں نکال کر بولا۔ ابے اسی ویر  
سے تو میں محض سے بھاگا ہوں گا۔

”میں اک قائم جسید بھاتی، اک قائم تھوڑی سی بندگی تو میں سراغ سان بیستا ہوں گا!“

”شٹ آپ!“

”اچھا مٹوا میں نے کیا راستے تاکہ کی پہنچے۔“

اُس نے بھجنلاہٹ میں اپنے مزبر دیوار پر تھیڑ رکھتے اور اپنے کرشم خانے کے  
طرف چلا گیا۔

آج اکار تھا اور اُس نے پروگرام بنا یا تھا کہ اپنے گردیلی احمد دست قائم کے  
ساتھ چھبیسوں پاٹکار کیتھے جائیں۔ عالم انہی فریڈی نے بھی جس کے کسی دام میں فریں گیٹھ  
تھا، پھر بھی ہے اپنے موڑ کی حافظت خطرے میں قدرت آتھے گل تھی ابھی اسکا درجہ ڈیا اچھا تھا۔  
اور وہ دن رات نئی نئی شترارتوں کے ایجاد کے چکریں رہتا تھا۔

اُسی نئے نئی تیزی سے جیوکی پر پر تبدیل کئے اور ناشتے کی پرواہ کے بغیر کھرے  
بلکہ اپنے دو جانشی تھیں کی میز پر تیزی کوئی نہ کوئی دام خروہاں کے سپرد کر دے گا۔  
اُسی کی موڑ سا تسلیک بڑی تیزی سے تھا، قائم کی اقسامت گاہ خان و نلکی طرف جا رہی  
تھی۔ تاکہ کوہاپ، خان پر بردھا کم شہر سکھ بہت دلے سے سرہایہ دلدوں میں سے تھا اور  
قائم اسکے اکٹھا طرف کا تھا خان و نلکی طرف۔ قائم اوس کی بیوی کی بہت تھے اور ان کی  
ازدواجی لذتی تھی لذتی تھی... اور اس کی بیوی کی بیانی دیکھنے پہنچے ہی لذت سے تھے پڑی  
تھی وہ بھی قائم کی حالت کی بیانی وہ پہنچے دھتوں میں کراذیں احمد کے نام سے  
مشہور تھا اگر کوئی کا جیاں تھا اس کے جسم کی نشوونما کے ساتھ میں زیخاری عقل غذا۔ تھی  
رہی تھی اور اس فریں اس کوہی جسم رہیں گیا عقل صاف ہو گئی۔

بھر سالی قائم شادی ہو جانے کے بعد بھی اکٹھا پاٹریوٹ پریٹ اور کہا کرتا تھا کہیں  
ابے بھی کھانا اپریں ہے۔ سندھ اس کے دو سوں کے ساتھ خاصی دبھیں کا موضوع تھا۔  
قائم نے جسید کو دیکھ کر ایک گھن کرچ قوم کا قتھرہ لکھا یا وہ سمجھ لے جائے وہ بکھر رہا

لے تا جو کے حلات اور اسیں ما تھوں کے تھے جا سوئی دینا کا خاص نیزبر دن کے بھوت ملا خدا نے  
لے اس پر پہنچا، داستان کے تھے بھیں بونسٹ کی بھرت تھے۔

غرق کر دیا جاتے۔ مارے جبوک کے مارے میری جان بھی بخاری ہے۔ ہر معلم میں بگ  
اڑاتی ہے اپ وہ باوری سے اُبھر ری جوکی... آو چلو...  
وہ دونوں خانے کے قریب میں آتے۔ میز خانل پڑی بھی قائم اُسے ناقول نہ تھوڑی  
سے پیٹھ پوچھنے لگا۔ کہاں مر کئے سب۔ بھی تک نہ شستہ...  
وقتھ ایک ذکر درشتا ہوا کمرے میں آیا۔

”ابے او بتاش کی اولاد۔ تاشتہ قاسم حق پھار کر چخا۔  
” وہ... بیگم صاحب! تو اکر سکلا یا۔  
” بیگم صاحب کفر ان پان میں ڈالو۔ میں کہتا ہوں ناشتہ“  
” میر کارا! وہ خود حلوہ تیار کر رہی ہیں“  
” ناچیں! اے خود تیار کر رہی ہیں! قاسم بیگم پھار کر یوہ! ایسے میں جلوہ کیب  
سے لکھنے لگا ہوں“

” میر سے سنتے تیار کر رہی ہوں لی! ” حسید سکرا کر یوہ۔ ہر قاسم اُسے قبر کو دنظروں  
سے چھوڑ کر رہ گیا۔  
” اے تو جو کچھ تیار ہو رہی لاوے! قاسم کر جیا۔

لوز کی پلاٹی۔  
” اسی سنتے تو وہ تم سے گھرا تی ہے۔ ” حسید نے کہا۔  
” وہ کیا اس کا بایس بھی چڈ سے گھرا تی ہے! قاسم اکڑ کر یوہ میں نے تو چاہا تھا۔

کوہہ بیٹھے بایس کے پائیں جلوہ جاستہ لکھی وہ استہ بھی نہیں منظور کرنی یا  
وائٹ ناگم کی تھوڑی گلگی جو لوٹی۔ ” حسید بھیجا! میں تو اسی مر جاؤں گا۔  
” شہزادت کا درجہ سے کامیابی! ” حسید پر والی سے یوہ۔  
” میں ہرگز کتوں ادا نہیں مر سکتا! ” قاسم پھر بھر کیا۔ میں ایک آدمد کا خ... بخوبی...“

” بگو! ” حسید پر زاری سے یوہ۔ اس کی بھوک چک اٹھی تھی۔

” اخبار دا لوں نے کھا ہے کہ تاکوں بھگی چزر کی تکاش تھی۔ قاسم عکارہ نہ ملک میں  
پہنے گوں گول چیزے پھر اکر یوہ! اُنہوں نے کر سیوں کے گرتے بگ پھاڑ ڈالنے کے  
چجز ہو سکتی ہے؟“

” وہ سوالیہ نظروں سے حسید کی طرف دیکھنے لگا۔

” اصل سلاچت! حسید بخسید گی سے یوہ! پھر پڑ کر بھنگ کا ناشتہ میں کتنی  
ٹھیک ہے؟“

” یادیں سلاچت کیا چجز ہے؟ ” قاسم نے موضوع لفٹنگ بدل دیا۔ اسی سنجھا  
بوجھ کر ایسہ بھیں کی بلکہ اس کی عادت تھی۔ کوئی راک بات شروع کر کے نہ  
صینیات میں اٹھ جایا کرتا تھا۔

” میں ناشتے کی بات کر رہا تھا! ” حسید نے کہا۔

” بھیں پہنچے سلاچت بھیں بھچن ہی سے اس کے اشہزادات اکثر سائل میں کا  
اکر رہوں۔ سچنے بھیں، اماکر یہ سے کیا چجز؟“

” دیوی سے پوچھنا!“

” ماٹی میں پوچھو سکا! ” قاسم گھری سانی سے کریلا۔ ” چھوڑ جسید جھاٹی اس کے  
تذکرے کو۔ میں تو یہ کہر رہا تھا کہ... خوفاں سکھو! اس کو کہیں سیرا تھا۔ پہت!“

— شاید مر جی کے ناشتے کے یوں یہ!“

” ہو سکتا ہے کہ وہ تریوڑ سکے پر ایسا ہو! ” حسید بھنگ ملا کر یوہ۔ لیکن میں نے  
انجی سمجھ ناشتہ بھیں کیا اسی میں جا رہا ہوں!“

” ادارے نہیں... ” بھی بھی، یہ پہنچے تو قاسم ہنسا پھریک۔ ایک آسے غصہ!“  
اُس نے پھر تھی ہر قی اکثر میں کیا؟ ” یہ بیوی سالی، اسی کا بھی ہے تک راستے یہ تک پہاڑ

”ایں، تہیں بکھر معلوم ہوا۔ قاتم ملکیں پھر کر بولا: ”اکا قوم تو مومنی کی  
سر اغز سان ہو۔ کیا تمام تھا اسکا... ادنی... وہی... چلک شومن... قاتم  
تو اس سے بھی آگئے پڑ جائے۔“

وہ چلک خاموش ہو گیا۔ کچھ نکل اس کی بڑی کمرے میں داخل ہجتی تھی انکھیں پہنچے  
لکھتے کی رہا۔ بھی وہ حیدر کو برسدا آئینا نہیں مسرا تی وہ حیثیت ایک پیاری  
کی گزاری تھی بھی تاکہ انہم اور کافی خوبصورت بھی۔ قاتم اور اس کا جو تروپیں  
بہادر اور گلبری کا ہوتا تھا۔

”معاف بیکھتا کا آپ لوگوں کو انتشار کرنے پر ۱۵۰۰ روپی نے کہا۔

”کوئی بات نہیں ظاہر ہے لہ ایکم پر جو سکے ہوں گے وہ حیدر مسکرا کر لوٹا دے گا  
آپ کی بڑی تعریف کر دیستے۔“

”اگر اس سے تو پہلے خود کمی کر لیں چاہئے“ قاتم کی بڑی نے سینہ دیتے ہے۔

”کیا؟“ قاتم اسی طرح اچھا بھیستہ چھوٹے دنک مار دیا جو۔

”میں نے آپ سے تو کہا تھیں۔“

”ماں ایم ساری“ قاتم اسی صورت بند کر رہ گیا۔

بیرون پاشہ چوپانی دیا گیا۔ قاتم کے ساتھ نہیں کیا۔ سلم ران اور ایک پورا

مرغ عطا۔ حیدر کو اس پر حیرت نہ بھی کر سکد وہ اس کی خواک سے بخوبی دھت تھا۔

”آپہ کے لئے تو پھر درسری کا سماں ہوتا ہو گیا“ قاتم کی بڑی نے حیدر سے کہا۔

”میں نہیں سمجھتا۔“

”کیا آپ نے آج کا اخبار پہنچ دیکھی؟“

”اے۔ باجھے اسی تسلی سے کوئی ترسو کا رہنیں۔“ جھکھے میں ایک دھمکی توہنیں ہیں۔

”اے، تو حیدر بھاگا۔“ قاتم کمرے کی نالہ ادھیر تراہو بولتا۔ میں یہ کہہ رہا تھا۔

کر... کر... کا کوں کا مسی بھر سکی نالش تھی اور وہ انسان سے۔ دوچار۔

خون اسی اور بھوکے۔

”کیا آج ہی تم ملکی اور قاتم کے ترکھے چھوڑ جائے ہو؟“ حیدر نے پوچھا۔

”اوچھر دکرم کیوں بندا جائیں۔“ حیدر بھی بگدی۔

”لپڑو کرام بندا تھا۔“ قاتم تھنچھا کر بیٹا۔

”بھی کوئی دوست بھی نہیں۔“

سلسلہ

گے ہے

”میں واپس لے لوں گی۔ قائم عربیا میں بھی نہیں بھیجے جلدی ہے۔“

”نہیں بھی! اور تم میں بھیجا جائیں...“

”کر دو فون!“ قائم عربی پھاڑ کر چھینا۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔

”بھی بات ہے۔“ وہ اُسے دھمکاتا ہوئا ہوں۔ بعد کرنے سے چلی گئی قائم بر جو اسی میں طرح طرح کے منہ بنا کر اُسے جلتے دیکھتا رہا۔

”لے چلنا! آخڑ کیا حرج ہے؟“ حیدر اُس کے کام سے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولتا۔

”یار حیدر بھائی! مجھے تو مت بھی نہیں آتی ہے۔“ قائم نے پہلے بھی سے کہا۔

”او قائم! لڑکاگ! اخڑا مجھے کچھ بھی غلط کرے۔ اسے تم اس قسم کی باتیں کرتے ہو!“

”کیوں؟“ قائم کو پھر خستہ آگیں۔

”انتہی بھم خشم اور طاقتور اگی پہ کر خور ووں کی طرح خود کو کتنے پڑتا۔“

”عذر تو ان کی طرح؟“ قائم چھینپ کر دیتا۔

”چلو جلدی کرو اساری تفریخ مریاں ہو گئی!“

”اں اور کیا!“ قائم حبلہ سی سے بولا۔ پھر آپہر سے کھٹک لگا۔“ ایسا جان

سے صرد شکایت کر دے گی؟“

”تو کیا ہو گا؟“

”گزر ہو گی۔ گزر ہو گی۔ ہو گی حیدر بھائی!“

”ابے پل! میں مجھے کسی سرگزی میں لوگری دلوادیں گا!“

قائم پوچھتا ہے۔ اس نہیں ہنسنے لگا۔

”کیوں پیغیرت! اس حیدر سے شراحت آئیں کہ اسے کسے ساختہ کہا۔“

”تم۔ میں۔ اپنے افذاخ والیں لے جائیں۔“

”نہیں! حیدر بھائی کو ساختے“ وہ ایک ایک لفڑ پر زور دیتی ہوئی دل

باہر جانے لگی۔ تو قائم کی بیوی نے پہنچا۔ اٹھیاں میں پہنچی نہست۔ کا دروازہ کھولا

”بیس بوریت ہوں!“ قائم کی بیوی نے ہٹتے ملا کارا۔

”بھی ہاں! آپ بوریت ہیں!“

”آپ کو شرم آنچ چاہتے،“ اُس کی بیوی لاہور کچھ اور تیز ہو گیا۔

”نہیں آنچ چاہتے... آپ بوریت ہیں!“

”میں بھی آنچ چاہتا کو فون کر دی ہوں۔“ قائم کی بیوی نے روپا نسی آواز میں کہا۔

اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے قائم کی روچ فنا ہو گئی ہو۔ قائم کی بیوی اُس کے

باپ کو چاہا جان کہتی تھی اور قائم دنیا میں اپنے باپ کے علاوہ اور کسی سے خیلی ڈھنڈتا تھا۔

قائم کو چوٹوں پر تربان پھیر کر رہا گیا۔ وہ ناشائستہ کر پہنچنے تھے اور تو کرپن ان اخھاکر

ڑالی میں رکھ رہا تھا۔

”آپ کو اپنے افذاخ والیں لے جائیں گے،“ اُس کی بیوی بڑھتی تھی۔

قائم کچھ رہ پوڑا۔ وہ چھت کی طرف دیکھ رہا تھا اور حیسے کو اُس کی بگڑی ہو جعل

سالت پر نہیں آرہی تھی۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے قائم کو فی مشین ہو اور اچانک

اُس کا کوئی پرزا نہ ہو۔

”آپ اپنے افذاخ والیں لے جائیں گے!“ قائم کی بیوی اُسے گھوڑ کر یوں۔

”حیدر بھائی!“ قائم نے بھرا تھی ہوئی اُس کا ذمہ تھم فدا دوسرے کے

میں پہنچے جاؤ۔“

”کیوں پیغیرت! اس حیدر سے شراحت آئیں کہ اسے کسے ساختہ کہا۔“

”تم۔ میں۔ اپنے افذاخ والیں لے جائیں۔“

”نہیں! حیدر بھائی کو ساختے“ وہ ایک ایک لفڑ پر زور دیتی ہوئی دل

آپ نے اُن کے سامنے میری توہین کی وجہ۔

”اے۔ اے۔ اے۔“ قائم کام پر مکالیا ہے حیدر جاتی تو مجھ سے کہتے ہیں کہ

”خانہ پر حاکروں“

”میں تھیں آپ سے زیادہ جانتی ہوں“

”رہائیوں کی مغلب۔“ قائم حیدر کو مکھوستے لگا بھی وہ اپنی یوں کو گھوڑتا تھا اور بھی حیدر کو پا اڑائی نہیں کہا۔ کیون حیدر جاتی میں کیا مٹی رہا ہوں“

”حیدر کی گھوٹی میں نہ آ کر وہ کہتا ہے قائم کی دہنی رو کو بیکھتے دیر تھیں لگتی تھی وہ اپنی یوں کے انہیں بھجتے کہ جاتے ہیں بچھا ہو۔“

”یوں ستر کروں تھیں“ قائم صحن پھاڑ کر تھیا۔ یہ تھیں کس طرح جانتی ہے۔

”اپنی زبان سنبھالنے قائم کی یوں بھی تھی۔“

قائم کار سے اُتریں۔

”تم ہوش میں ہوئے تھیں“ حیدر نے کہا۔

”ہوش کی ایسی تھی کہ تباہی تھی۔ یہ تھیں کس طرح جانتی ہے۔“

”میں یا تباہی۔“ تھیں سے پوچھ دیتے حیدر کو تھی آہی تھی۔

”ٹھیک ہے!“ اپنی یوں کی کرف موڑ کام کس طرح جانتی ہوا تھیں۔“

”وہ غصہ ٹھیک ہے یا تھیں؟“ اُسکی یوں کو گرج کر گولی ڈاپ کیا کہتی ہیں؟“

”میں تو یہ تھیں سمجھتا۔ قم تباہی کے جانتی ہو۔“

”چھوڑ بار“ حیدر نے پھر دھن اندازی کی۔ ”مچھیاں...“

”مچھیاں کیں؟“ تھیں ایسی رُخراپ آدمی ہوں۔“

”اچھا تو پھر“ حیدر نے ایسی رُخراپ کی۔

”کوچھ؟“ قائم اسے کہرتے لگا۔ اگرچہ ثبوت میں کو تھیں زندہ قن کرو گنا۔

”کیا کیک دیتے ہیں؟“ اپنی زبان سنبھالنے قائم کی یوں تیز پڑی اور پڑتے

انہاں دریخت گئی۔ قائم اور حیدر اگلی سیٹ پر تھے۔

”میں تھیں جاؤں کا!“ قائم کا روک کر گل گیا۔ اور حیدر نے تھہدار لگایا۔

”ارسے میں اپنے الفاظ والپس بیٹا ہوں یا باقا مگنے اپنی بیٹائی پر ماں ہمار کہہ کر کہا۔

”تو اسکا ہملا بہت کریں یوریت ہے میں میں: اُس کی یوں نے خیدگی سے پرچا

”حیدر اُنہیں اُنہیں!“

”تو پھر بچھے لے پچھے میں کیا تباہت ہے؟“

”ارسے... مارڈا لو... بچھے مارڈا لو!“ قائم اپنی ٹانے سے اپنی گاہکوٹنے لگا حیدر سے برقت نام اس کے مکھوں سے شاہ کے دو قوں سر پر پھر دیتے۔

”اوپ تھیں سے جانا چاہتے تھے؟“

”ہمیں اپنے نہیں!“

”میں خوب سمجھی ہوں: وہ پھر کریں!“ بچھل کے شکار کا بہانہ ہے اوریں نہ ہے سے کہہ سکتی ہوں کہیں شکاری سورہ بیوگ کلب کے ٹھاٹ کے قریب، کھیلائیت کا چہاں ایکلیں اُنہیں لکھوٹی یا تھوڑے کر تھاٹی ہیں۔

”لکھیں!“ ارسے لاحول ولاء۔ قویہ قائم پر مکالیا۔ مکلوں تھیں مومنگ قدریں...“

”لکھوں!“ اس سے مکلوں ہی کہیں گے۔ اس کی یوں بدنی۔

”ہرگز تھیں!“ لکھوں! بالکل ایک جیزے سے اس میں اپر کا حصہ کہاں ہوتا ہے؟ جو اسی یا انہوں کا جو جہاں اسے حاصل شکار کا جہاں چھے؟

”آپ کو قفلٹ فہی، بُونی سے!“ حیدر نے صفا تی پش کی۔

”سماں کیجئے کا حیدر جاتی، آپ ہی اُنہیں پریا در کر رہے ہیں!“ اُنہیں اسماں تک پہنچا۔

چانے کیا کیا پڑھ رہتی کار سے اُنکر کاندھی حلی کی جمید کتاب بُری طرح عقصہ آگیا تھا لیکن  
فاتحہ پر قایو پاتا آسان نہیں تھا وہ اپنے بھی مجھے کھلا جید کو پھر اور نظروں سے گھور رہا تھا  
و فتحا جید کو اسکی ذمہ ہوئی ہوئی رُس کیا داکی۔  
و تم بالکل عورتوں کی طرح ملکی ہو۔ دھمل ولاقوہ جمید پر ما سامنہ پنا کر لے ل۔

”عورتوں کی طرح“ قاسم بیل کھا کر رہ گیا۔

”عورتوں سے بھی یہ تردد ہمیں بشرط آتی چاہئے تھیں لیکن ہے تم اسی قابی ہو وہ  
تم سعد نفرت کر سے تم نے اسی وقت سچ مجھے اُس کی قسم کی ہے۔“

قاسم اسے احتقون کی طرح دیکھا رہا تھا ایک حصہ تی جینی سی مسکراہٹ اُسکے  
ہوتوں پر توار ہوئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا یعنی وہ توئی بہانہ تراشنا چاہتا ہو۔  
اور حیثیتی سی ہوا جی ہے۔

”تو پھر تباہ!“ وہ ہمہ پوچھ لے دیکھ طرح پیچھا پھر راتا ساری تفریح پر باد ہو کر  
رہ جاتی۔“

”وہ نہیں جاؤ صفائی مانگو۔ اُس سے!“

”صفائی ہرگز نہیں! قیامت تک نہیں!“

”اگر اُس نے تہدار سے بای پ سے حکایت کر دی تو!“

”پیدا تم کیوں! میری تفریح پر باد کرنا چاہئے ہو تو! قاسم بُری طریقہ اکار میں دیکھ  
لیا ”اگر چیز تہیں کس کا مرد دیکھا تھا، تھیں یاد کیا۔ بیک پارکی تصویر ہمیں...  
ما رہے بڑی کاری گوئی!“

## سوئمنگ کلب

سی شر سوئمنگ کلب کا گھٹ صرف گیروں کے لئے تھا اور یہ دلوں اُس کے باقاعدہ  
نہ تھا آج چونکہ اور تہدار اس لئے یہاں تھا صیب پیشہ تھی اور خاص طور سے غیر ملکی لوگ  
زیادہ نظر آتے تھے۔

کام کھاٹ پر پہنچتے ہی باختہ ملکی گیا۔

”جمید جھاتی!“ اُنکے سچے سکری ہے: وہ اپنے بُری طریقہ پر زبان پھیڑتا ہو، پر بڑا ہا۔  
اشارة ایک اسی حرمت کی طرف تھا جو سوئمنگ دیس میں کسی ڈیچلی ٹانگوں پر گھر سے  
ہوتے ہندے کی طرح گلکر رہتی۔

اُسی پیشہ میں شیخنا کم ہی سے زیادہ قدر جمید تھا اس سلسلہ سب کی قدر اُسی  
طرف اُندر ہی تھیں جمید کوڑا لعنت آئتا تھا لیکن اُس کی تفریح زیادہ دیر تھا۔

برقرار رہ سکی کیونکہ اچانک اس پیشہ میں ہوا ایک اسی سچھرہ دکھاتی دیا جس سے پیشہ  
کوہ یہاں آیا تھا یہ فریبی کا چھرو تھا جمید اُسی نکلوں سے پچھے کی کوشش گھٹکا ہو جو

سما جھا کا اگر فریبی کا یہاں کیا کام و کوئی کمک وہ اسی قسم کی تفریحات میں کوئی دلچسپی نہیں  
یافت تھا حالانکہ وہ ایک پاہر تھا کہ تھا لیکن عقل کھلے کیلئے عشقی نے سچھرہ پر قدم نہیں  
لکھا تھا اس سے پہنچنے جنم کی غائبی اُسی ملکی ہوئی تھی پھر اگر وہ یہاں کوئی آیا تھا؟

جمید پچھر جا رہا یہی اندر کا فریبی کی نظر اس پر پڑی اُنکے اور خدا تو قع جیسیت اُسی  
کے پیہر سے پچھل جاہٹ کے آثار کے بجائے مسکاہٹ دیکھی۔ ایک صحنی پیچر سکا۔

پھر فریبی نے اُسے اپنی طرف آنے کا اشناہ کیا۔

وکی آپ کا خیال ہے کہ وہ کل رات کو عرفانی کے مکان میں آنے لگتا  
وہ نہیں وہ کی تھے یہ کہ تم نے یہ سال کھو دیا کیا۔“  
”قابل آپ اسی چیز کے نتے کلامی میں پہنچا ہے میں جو وہ عرفانی کے مکان سے ملے  
اگر وہ کمی نتے تو یہ مزودی نہیں کروہ چھر چور فرنی کے رہان مری جاتے۔“  
”اسے چھر چور ہو۔ اچھا تو یہ چلا جیاں رکھنا۔ وو گھوٹیں سمجھ قبیل وہ  
سود لکھ لین میں داخل نہ ہونے پائیں۔“

فریدی نے سکارا کیا چند ہے زین پر اندری چلاتے کچھ سری۔ بچھر دھنڈتا ولیں  
جذبہ کیتے ملکی کیا جیسے کہ نہ سندھ شیخ مجاہد کس طرح اپنی رہنمائی کے دامداد اس  
تھے کہ اکتوبر تھا کہ ناشرودع کردیا جواں دوستان میں کسی جیسا سلسلہ سوچا لگا  
سے وہ ہمیک عمارت کے اندر چلا گی ہو وہ میں تھہر کے اسکا انتہا رکھتا۔  
اُس کی نقوش چور فرنی پر اس کی روی کے تعاقب میں نہیں پڑت پڑھا اس  
پہنچا یہ سال کا ایک بُلا چلا اُدمی تھا لیکن چال دھنال سے کم و نہ کم والا نہیں  
معلوم ہوئا تھا اور اس کی بوی؟ اُس کے لئے اسی کہتا کہ فی جو کہ الحض اسی کی  
وہی سے محبت اتنے ہفتے دل سے ان دلوں پر نکاہ رکھنے کا دھوکہ کر لیا تھا  
درست وہ اُج کی سکاری کام کے موڈیں بالکل نہیں تھے۔

چھر ڈیر بعد قام حسب کی عمارت سے نکلتا ہوا وکھانی دیدا اس تھیں دل کی کاپیں  
وہ کہ یا تھا حالانکہ اُسے تیر بایا ملی نہیں آتا تھا اور تھا اس نے بھی بایا میں قدم لکھنے کی  
ہمتت ہی کی تھی۔ وہیے وہ اس کلب کا باقاعدہ میر تھا اور بیان کے سامنے جبرا اس  
سے بخوبی دافت تھے اور وہ بھی اس سب کو جا تھا کہ کلب کے درست پروردی کے تعلق  
تھیں کیا مدد و مدد وہ بھی میں تھیں بہتر وی کروہ بالکل بھی نہیں چاہت تھے  
”کام کم اُج کی سکاری کی بوی کی طرف اٹھ کر کے جو اُج کو کون ہے؟“

”جسے ترقی نہیں تھی کہ تم بیان میں جاؤ کے“ فرمی ملکہ اگر بول۔  
”چھٹے میں بھول جاؤ کا آپ سے بھے بیان میں تھے“ جسے اسے ملکہ بکہ کہ پہ  
”پہنچ کس روکی کی ناگہی پسدا میں تھا اسے تو...“

”صفہ فی پیش کے سکی مزورت نہیں“ جسے اس کی بات بحث دی۔ ”آپ بھی  
اُن رسمی بیان میں بھول جاؤ کر۔“ میر سے خیال میں اس کی مزورت نہیں  
”سلو، مزورت میں بیان ناگہی دیکھنے کے نتے نہیں آیا میں گوشٹ جو مزور بیان  
کے دام حملہ بھیکوں پر کرو اور کام کی پاتیں کرو۔ اسی بھوری موچھے والے اگر بھیکو  
دیکھ سہت ہوتا۔ اور وہ مزورت جس سخن ٹیکوں درسوئیک دریں میں رکھا ہے۔  
”چھر سے“ جسے تھا اس کے لواہ وہ جوزف پیریز تھیں ہے۔  
”تم خیلک سمجھ۔ اور وہ مزورت اسی کی بھوی ہے۔“

”وہ اس سے خیلک ہے۔“ پیدا گما سامنے بن کر بیان میں دیکھا ایک جا تھے میں کہ میں  
بھوکا بیساکھ بھوکا بھوکا بھا کا تھا۔  
”اُچھی طرح“ فرمی تھا کہ ہونٹوں رخصیت سی ملکہ امیر نور الدین میں۔ بیکن  
تمہاری یہ حقیقت ہے کہ کام بھارا بیجا نہیں چھوڑنا اگر تم اس وقت بھتمن بھی بھی رنج کرتے  
تو میں تھیں وہیں ملدا۔“

”چھر بھی ہے۔“ اور میں جس بچھر کو اُرھ کا رنج نہ کرتا۔  
”خیر چھر ہو۔“ تھیں کی اُنکو درکھنے ملک ان دلوں کو جھیعن روشنستے فرمی  
جیسے سکاری کیس نکالتا ہو چکا۔  
”وکیوں؟“

”میں ان کے نکانے کی بیس ضریب لکھا ہیں پہنچا ہوں۔“

جیدریہ سوچ ہی سما تھا کہ اس سے دفعتاً ایک عجیب و منع کا الگین نکالی دینا چاہئے  
اپنے سر پر باریں مکریں توں کی مدد رہگ کی مددی یا اندر ملی تھی لیکن بعدی باریں  
اگر یہ دی ہی کام سمجھا اس نے پیشہ مانچے پر نکل بھی رکار گھا تھا اور چھر سے پر یہی اسی  
معصومیت تھی جیسی کوئم بڑھ کے جھسوں میں پائی جاتی ہے۔ وہ بڑھے شاہزادہ انتہا میں  
اہستہ اہستہ چلنا ہوا اسی پھتری کی طرف چار ہاتھا جس سکھی تھے جو فیضیا مانچے ہے تھے۔  
”قائم ہو“ جیدریک بیک بولا۔ یہی قائم سے بھی جانتے ہوئے تے پیدھے بھی ہیں دیکھ  
قائم اسے دیکھ کر یہ تھا شرمنے لکا پھر بولا۔ یہند توں کی عقل کرتا ہے ساٹھ  
جیدریہ کی بڑا خوش قسمت ہے ایسی حسین حسین دنیوں کے باختوان کے بالدوں  
میں آتھے ہیں کہ بس ”قائم اپنے ہوتٹ چانٹے لکا۔  
”دھ کسی علاج“۔ جیدریک پوچھا۔  
”ہاتھ دیکھ کر قسمت کا حال بتانا ہے“۔  
”کیا تم نے اسے یہاں اکثر دیکھا ہے“۔  
”بھی کمی وحاظی دیتا ہے، تاکہ کرو فاتح و دیکھو لو نڈیوں کو کوئے سکے پر گئے  
اس کے چیخے ہلکتے گئے ہوتے ہے۔ لا قسم کی اعتماد ہے اور اپنی قسمت تو شاید  
سودی دال سے لکھی گئی ہے اسچیں بھی، اس سلسلے کا اتنا فاتح دکھلوں گا۔  
پنڈت نہ اگر یہ جوزت کی پھتری سکھی تھے پھر کوئی لگیا اس کی بھی نہیں تھیں  
کہ جیب طرح کی آغاز نکالی جوزت بھی کھرا ہو گیا تھا۔ جیدریہ کو رہا تھا کہ اس کے  
اس روئیتے کا غرک اسٹرام کا جذبہ نہیں بلکہ خوف تھا۔  
پنڈت نہ اگر یہ نکالی اس کی بھی کامیابی نہیں تھیں اس سے کہ کھر بڑھتا فریاد کیا  
اس کی قدری سختی پر بھی ہوئی تھیں اور ہوتٹ اہستہ اہستہ بیل رہے تھے ساٹھی  
جوزت کے پھرے پر ڈونکے اکار اور زیادہ گھر سے ہوتے جا رہے تھے۔

”کہیں؟ ہے نا... زوردار... لکھنگڑی ہے... قائم ہو توں پرندیاں پھر کر دے  
”کیا تم اسے جانتے ہو؟“  
”لکھنگڑی اس کا نام تھا ہے اور میں اسے پیار سمجھو گیا ہوں تا  
دیپو بکھرے ہوئے جیدریہ میرت سے کہا۔ ”کیا وہ قم سے ہے تکلف ہے؟“  
”میریں تو۔ آج تک لکھنگڑی بھی نہیں ہے۔ میں ۲۰۰۰ یو نجی بیس دل ہی دل میں پتو  
بکتا ہوں“۔  
”دہوں بازار وہ اس کے ساتھ پھری موجھوں فدا کوئی ہے؟“  
”وہ اس کا شوہر ہے جو زندگی کا شدید بھی شوہر ہوتا“  
”کسی قتل زادی کے تا

”قائم سے کوئی جواب نہ دیا وہ بڑی توجہ اور لکا دش میں پیدا کی طرف دیکھ دیا  
پیدا اور جوزت رہت پھٹا کی کی پھتری کے پیچے سمجھے ہستکھے پیدا کافی حسین تھی اور  
ترکی کے باریں تو وہ بالکل پیٹھی کی کڑیا حملوم ہو دی جو جوزت کی قدم اسکی طرف نہیں  
لے سکی وہ پانی میں جھپٹا تو ہوئی کروں کی طرف دیکھو۔ ما تھا اور جیقت ہے کوہیسا قائم  
لے سکا جو بھیسے جنم کو کھو دی بھی۔ اسکی وہی نہیں کھاٹ کی درجنوں کی لگا ہوں کا  
مرکز قائم بی تھا۔

جیدریہ پاپی میں تیک کو بھرتا ہے اسوچ رہا تھا کاش قائم پر قوف اور ڈپاک نہ  
ہوتا۔ کاش اسی عورتی سے لکھنگڑی کرتے لی صدی ہوتے ہوئے۔ عورتی کے عاطم  
آر وہ ضرورت سے زیادہ ڈپاک در قیہ رہا تھا اور کمی کی عورت سے لکھنگڑی کو جھیلے اہل  
شہری کو تھا اور کی جاتی بچا بیوی وانی عورتیوں سے لکھنگڑی کرتے تھے اسی پر طرح  
اسی سانس پھولتے لکھنگڑی جسے دی کسی پہاڑی پر جو تھا۔ اور الفاظ ازیان سے ادا کرنے  
کے بھارت صحن سے لکھنگڑی تھے وہ اسے بار بار حکومت لکھنا پڑتا تھا۔

دوسری پوکان اُس انگریز ہجتی کے کروکھلا بھٹے لیں۔  
حیدر نے دیکھ کر ہزار فڑی تیرزی سے اپنا سامان سیستھا ہے۔

”دیکھ رہے ہو حیدر بھائی؟“

”قائم“، ”حیدر نکلاستے ہوئے پہنچے ہیں یو لا“، ”کیا یہ اپنی کار پر مسیئیں؟“  
”کالیا!“

”کار پہنچاتے ہوئے؟“

”ہاں کیوں نہیں۔ سرخ زنگ کی اپنے شش کاہتے ہو جب وہ سرخ زنگ کے امکنے  
میں اُسی پر پہنچتے تو ایسا سوہنہ تھا کہ سیسے پر ہر ہولی یہ یہ ہوتی سماں ہو۔“  
”چورا بھائی سا کی کاروں کا،“ حیدر قائم کا انتہا کر کر پہنچنے ہوا ہوا۔  
”دوسری تیرزی سے اُس شڈی کی طرف بڑھتے جس سکون پر کاریں کھڑی کی جاتی ہیں۔“  
”کی عمارتے؟“ قائم نے روکھلاتے ہوئے ہے میں کہا۔

”یہی پہنچے دوسرے قائم اُس کی کاروں کا روپیں والیں پڑھتے جانا چاہا تھا۔“  
”شڈ کے سچے ایک سرخ زنگ کی اپنے شش پلار کے علاوہ دوسری نہیں تھی۔“  
”وہی سرخ زنگ والی؟“ حیدر نے پوچھا۔

”ہاں! لیکن کیا باشدہ؟“  
”کچھ نہیں؛ اس اب تم والیں جاؤ۔“  
”آئیں جاتا؟“ قائم پھیل گیا۔

حیدر تیرزی سے کاسک طرف بڑھا اس پاں قائم کے علاوہ اندکوئی موجود نہیں تھا  
پھر بھی اُس نے احتیاط چاہا بعد طرف نظری دوڑا تھی اور پھر کار کے امکنے پہنچ پڑا۔  
”قائم!“ اُنکیں پہاڑتے اُسے کھڑا۔ تھا۔

حیدر کی واپسی پر وہ تھرک ملک کروٹا۔ ”کیوں؟“ پڑا اسڑی کر دیا قائم تھا۔

میں نہ پوچھو۔ رُلکیاں، اسی پر تو جائی رہتی ہیں۔  
و مگر قبضے سے ذہنا نہیں۔ قائم بیداری بھی دیکھا۔ چند لمحے کچھ سوتا رہا۔ یہ یہ پہلے  
اُس کی آنکھیں پیکھتے تھیں اور وہ جھپٹنی جھپٹنی سی ہنسی کے رہتے۔ اگر دو تین  
پُکڑیں ہیں تو وہ توکی سی رہتے ہیں۔  
ابس مرد ہی آجاتے کامیابی جیسا اُس کی پیٹ پھٹکتا ہوا بولتا۔ تو واقعی بڑے  
عقلمند بھی اس وقت ان لوگوں پر خصہ آ رہا ہے جو تہیں یہ گرفت کرتے ہیں۔  
ہر سر اتوال چاہتا ہے کہ سا لوگوں کے سر توڑوں پر قامی دامت پکنگا کر دیو۔  
م اچھا تو جاؤ۔ مگر زیادہ نہ پہن۔ پھر میں جسمیں حشمت کرنے کی! اُنکی نتے گزیتاں کلکا۔  
تم نہ پیدا کے۔ تو قام کے کہا اور سوتھے چلا سفر کا۔

”بہیں؟ میں تو روپی پر ہوں۔“  
”لا میں۔ اتوار کو بھی لیتی ہیں۔“

”جاوہیجی یا رے۔ ورنہ وہ چلی جاتے گی۔ یہی نہ اسے تمہارے نے منتخب کر لیا ہے۔  
قام احتقنوں کی طرح ہستا ہو۔ کلب کی عمارت کی طرف چلا گی۔

اپ جمید ہزارف اور اُس کی بڑی کی طرف متوجہ ہوا۔ دو ڈال سایبان کے نیچے  
و ہر جو دنگھے اور جو گرفت کار کے انجن پر بھینکا ہوا تھا جمید سے طینان کا سانس پیدا کیکی  
وہ پا پا کچھ پھٹکتے تھے۔ ملکی نہیں رہ سکا کیونکہ اب جو گرفت انجن بند کر کے مڑک  
کی طرف ہنچا جا رہا تھا اس کی بڑی بھرگھات کی طرف دالیں اگر ہی تھی۔

”لیکسی!“ جمید نے سوچا۔ یہ یقین و فیکسی کرتے کام۔ لا کامیکی میں کمی تو۔  
اُس کی بھی میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کیا کرے۔ آخر اچاک اُسے ہر جاں سے  
خست ہو جاتے کا خالی کیسے پیدا ہو۔ کیا وہ جو تھی؟۔ کیا اُس نے اُسے کوئی  
دردی خبر سناتی تھی؟ وہ جو تھی کون ہے؟

یہاں انگریز جو تیسی ایک بھی لاکھیوں کے رُنگھیں تھا جو گرفت اور اُس کی بیرونی کی وجہ سے ہے۔  
پہنچنے اور بہ وہ موردا سے سایبان کی طرف جاتے ہیں واسے تھے جیہد نے لکھیوں سے  
قام کی طرف دیکھا جو بہت زیادہ ہے۔ چین نظر اکراہ تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ  
گرفت سے تباہی پیدا رہے۔ اگر جیہد اُسے معلمی کی نویسیت کیجیے دیتا تو شاید اُس  
یہ چاہتے کہ اس قسم کی جذبیاتی اُجھیں میں مبتلا ہتھا پڑتے۔  
جمید نے سوچا کہ کسی طرح اس کی تو چڑھوڑ اور اُس کی بیرونی کی طرف سے ہٹکنے چاہئے  
مرتا تھا۔

”هر ڈال۔“ قام کی پھٹکتے سکنے کی غیر ایسا۔  
”تو کی تو کچھ جس سراغ سماں بلنا چاہتا ہے ہو۔“  
”نہیں!“ اُس کی غرائبیوں کو قی نہیں نہیں ہوتی تھی۔  
”جیل جاؤ گے!“  
”خوا جمید جھاتی۔“ پھٹکنے سے فیر کی آواز پڑتی ان کو رہی ہے۔ وہ جیسا۔  
کار اسارتہ نہ ہوگی۔

”اپ تم اس واقعیت کو بھوپی جاؤ۔ دیکھو، وہ لڑکی۔“ جس کے بال آگرفت کی  
رنگت کے ہیں وہ تہیں کھوڑی دیکھ مکروہی ہے۔ مگر اسی ہے۔  
”ایں۔“ یہ کہا جاتا ہے۔ قام سے سارے سر مرد ہے۔ اور۔ مگر اسارت کی نیت کہاں ہے  
جسی کی ورنگ۔ نہیں۔ بھی نہیں۔ لکھیوں کو چھوڑنے جیسوں ہیں۔ اسے اُس نے تو  
منہ پھر پیدا جمید جھاتی۔  
”پھر دیکھ ل۔“ اس نے سرپری گرفت دیکھو۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا ہوا۔ ایسے  
موافق پہاڑی۔ آنکھیں سختی کی اشیل بیا بکرو،  
۔ اسی سے کیا ہو گا۔ تھام کر لے۔ پس سہارا زدرا نہ پہنچے میں پڑھتا۔

دوسرا سے لمحے میں حبیدر طبی تیرزی سے کلب کی عمارت کی طرف چاہ رہ تھا۔ انہوں داخل پر کو اس نے قاتم کی طرف بھی ہنپیں دیکھا جو ایک گینجنے سے سر نکالے طرح طرح کے منڈ بندک اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ بیرون ٹیکھوں اپر تیرزے کمرے میں چڑائی پیٹھیکوں قاتم کفرزی میں ہے جو حفظ پڑھ کا فون بڑے نلاش کرنے میں دشواری ہنپیں ہوئی کہ دکھنے میں کوئی پھر ہوئی مولی جلد ہنپیں تھی اُس نے بڑی تیرزی سے نیڑہ ایسیں کئے اور دس سینوں کا ان سے لکایا۔

وہ میلو ۱۰۰ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ہبھر انگریزوں کا ساتھ۔

”کوئی بولی رہا ہے؟“ حبید نے پوچھا۔

”بڑوڑ پھر رہا،“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”میں ڈاکٹر زینو بولی رہا ہوں۔“ سمجھے کہ حبید نے اندر صبر سے میں تیر خالی۔

”اوہ۔ اچھا۔ حبید۔ کیا بات ہے؟“ اس پار پولے والا اڑو میں بولوا۔

”گڑ پڑ سی نے بہت کوشش کی۔ لیکن وہ چل پڑا۔ تھا۔“

”کتنی بات ہنپیں۔ آئندہ میں بھی اب چاہ رہوں۔ قہاری سعادت مددی کا شکریہ۔“ گریر طبقہ جنم نے اس وقت اختیار کیا ہے مذوقش بھی ہے پوکتا ہے۔ کریم رہا جان موچا رہا ہے تھا۔“

حبید نے بڑا سانس بنا کیا اور لمبیور کھکھل کر باہر نکل گیا۔ اس کے سر پر سے ایک بھروسہ اور کیا تھا اور اب اسے زندگی پہنچنے کی طرح حبید نظر آئے گی بھی۔

ہلی ہلی پھر وہ قاتم کو نلاش کرنے لگا۔

”آؤ۔ آؤ۔ میری جان۔“ حبید بھاٹی تھا کہ ایک گینجنے سے منڈ مکان کر پولے۔

اُس کی آنکھیں مطرزا کے حد تک شیل ہوئی تھیں جبید نے اندازہ لگایا کہ وہ کتنی پچھے چاڑی پر ہے اور وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ قاتم اسی محلتے میں باہل اناڑتی ہے۔

## بھیج پہنچ

حبید نے اپنی والستہ میں بڑا تیرہ را تھا۔ انگر اب اُس کے بخوبی بھل رہے تھے۔ نشے کی حالت میں ایک پہاڑی حصیسے آدمی کا سنبھانا آسان کام ہنپیں تھا۔ اوپر معاملہ قاتم کا تھا جس کا ذہنی قوازن بھی بھی پتے بنیزی بھی مگر جاتا تھا۔ بہر حال اب اُس نے پڑی صد و مدد سے اُنھے کا تقاضہ شروع کر دیا تھا اور تھیس سوچ را تھا کہ اُنہیں یہ مکاٹ پر بچکر اُو دھم نہ پھاسائے۔ جب اُس نے اس طرح فرمدی جان

شروع کر دیا کہ دوسرے لکڑ کو شکایت کرنی پڑی تو جنہاً حسید اٹھ۔ اُس کی آج کی شرط انہیں بھائی کے سے نہ ہو جان ہو گئی تھی۔

قاوم نے باہر نکل کر حسید کو لپٹ کر دننا شروع کر دیا۔  
”آج تو ہے بہت بُورا... اُنیں حسید بھائی... کارمیں لکھتا کر دیا... ہے چُڑو... بیرون عرق کرو یا“  
بیرون عرق کرو یا“  
بیرون عرق کرو یا“  
بیرون عرق کرو یا“

بھیرتے سے لوگ چونک کرنا ہنسیں گھوڑے نے لگ۔

”قاوم ہے کیا یہ بُورا ہے... حسید اُس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتا ہوا لوگ  
”بُجھے... رویے نہ دو... ہے پُر... بیرون عرق کیا“

کس نے کسی طرح حسید خود کو چھپرا کر لوگ ہٹ گیا۔ قاوم پھر فلکر انہا ہر اسکی طرف بڑھ  
”حسید بھائی... بیرون عرق سے نہیں ہے... پُر کوڑا رنگ کے بھائی... کارمیں کر دیا  
بھائی... بیرون عرقی اُنھیں بھی نامشی... آخر دوڑ... ہے آخر دوڑ“

ہستے سے لوگ ان کے گرد اکٹھا ہو گئے ان میں عدیتیں بھی بھیں حسید کو عدا  
تفاکر کے کاش زمین ہی چھٹ جاتی۔

”پُر... آآ...“ قاوم سندھارن کی طرح من پر بھائی کو کفر نہ کیا پھر جن جن  
کر پکنے لگا۔ یہ دیز بیز جنگلیں ادم کو ہوتے سے کس نے نکال ریا... حسید بھل میں  
اُس نے لوگ کر پیٹے گردھر میسے ہوتے لوگوں پر اچھی سی کفر دالی اور مدد وبار بخدا  
”او سوہہ تو قاوم ہے... کسی سنبھلے سے کہا“ خان ہمدرد عاصم کا لایپر

”ہاں... ہے تو پھر قاوم سینے تاں کر کرنا ہے جو گیا چند لمحے خاکوش رہا پھر حفاظت  
سے بھس کر پولات مسوں چلے... الگیاں... دل اٹھا دے... دل اٹھا دے... اور اسے یہ  
بھائیو... حسید... بھائیو... پُر کوڑا رنگ کا پیرا... عرق ہر کیا... کارمیں کھانا  
ہو گیا... آخر دوڑ ہو گیا... کسی کے بال آخر دوڑ کی طرح سخت ہیں... کسی کے گال رُنگ

شروع کر دیا کہ دوسرے لکڑ کو شکایت کرنی پڑی تو جنہاً حسید اٹھ۔ اُس کی آج کی شرط انہیں بھائی کے سے نہ ہو جان ہو گئی تھی۔  
وہ آنھیں بند کر کے حسید کو خلامی نہیں نہیں کیا۔ اس کے ساتھ وہ بڑا بڑا بھی جارہ  
خاتا پیار سے حسید بھائی... تم شوق سے بیرونی کو ہو چکا نہیں کیا۔ مگر تم جسے پُر کر دیا  
بیرون عرق کرو یا“

حسید نے بھائی کا اب بیان غیر ناممکن نہیں۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ قاوم نے  
اُتنے کے بعد اُس کی جان کو آ جاتے گا۔

لوگ پر اٹھے کافی دور پیسیل چلتا ہے۔ یہ بھی الواقع ہی تھا کہ ایک خالی ٹیکس  
مل کئی درمیاس طرف تو حربی والی ہی کی میسیاں آتی تھیں۔  
سب سے پہلے وہ خان و لاگی کو نکر دیا۔ اس کی موڑ سائیکل تھی۔ بہر حال وہاں  
سے گھر کی طرف واپسی میں وہ سوچ رہا تھا کہ اُس نے اس اکابری جو تھی کو نظر اندازہ  
کر کے عقائدی کا ثبوت نہیں دیا۔ اُس کی ظاہری حالت ہی ایسی تھی کہ عام اُوپی بھی  
اُس کی شخصیت میں پُلپی سے ملکتے تھے۔

حسید کو بھائی تھا کہ جو زفت اُسی جو تھی ہری کے کسی بھجھے پر پوچھدا کر دیا سے جو گا  
خا جو تھی کی شخصیت اُس کی خود میں پُر اسرا رہتی چاہی تھی۔ لیکن اُس نے اُس  
اس سے قابل بھی نہیں دیکھا تھا تھی کہ بھی تھریزیں لکب میں بھی نہیں۔ قاوم کے  
بیان سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اکثر وہاں آتتا تھا تھا۔ قاوم! حسید کی بھجھد ہٹ  
مار دھگی یہ سب کچھ اُسی کی بدوست بہا تھا۔

اُس کی بھیں نہیں اُسی تھا کہ وہ فریڈی سے اُسی جو تھی کا رکھ کر لگا۔ اُسیں  
سالات ایسی تھی جل بنایا پر فریڈی اُس سے پوچھ سکتا تھا کہ اُس نے جو تھی کا تھا قب کیوں ہیں کیا  
فریڈی اکھر پر موجود نہیں تھا اُس نے سوچا چلو غذمنہ ہے۔ ابھی وہ پر کرے بھی نہیں

اتار پا یا تھاکر شیخوں کی گھنٹی بیجی۔ اُس نے صحنہ کر کر اس تھاکر کی طرف علیحدہ یا جانکر کی طرف علیحدہ۔ لیکن رشک آتا تھا رشیدہ تو سچی ہی خود اُس کے خوبیوں کی تجیر تھی جسے حالت نے اُز کے سعیدور تھر حال میں اٹھانا ہی تھا بوسکتا تھا کہ دوسری طرف فربی ہی ہو۔

و کیا فریدی صاحب ہیں یا دوسری طرف صاحب آزاد آئے۔

وہ نہیں۔ ”جیہد گردن جھٹک کر بولا۔

”میں افڑیوں رہا ہوں۔“

”بُوسلے چاڑا میں منجھ نہیں کرتا۔“

”کیا جیہد ہے؟“

”تمہیں اس سے کیا عرض ہے؟“

”فریدی صاحب بہاں ہیں۔“

”کوٹ کی جب میں تو نہیں ہیں ہو سکتا ہے میز پر ہوں۔ یا پھر جو لوے سے تباہ کوئی

تھیں لیں چکے ہوں۔“

”تم سیدی طرح بات کیوں نہیں کر سکتے۔“ یہ ہو دے۔“

”اچھا بھی۔“ جیہد مڑخ ہو کر بُوسلے تیر تھر بول رہے ہو۔ ہمیاں دُھنی بھول کی

”بیس پوچھوڑ ہا ہوں فریدی صاحب بہاں ہیں۔“

و اُبے کیا میں فریدی صاحب کی قدم میں بندھا رہتا ہوں۔“

”پوش میں ہو رہا ہیں۔“

”میں بھلا کیوں پوش میں رہنے پڑتا۔ ایک سورت کی کمی کھا تاہوں تا۔“

دوسری طرف سے سلسہ منقطع کر دیا گیا۔ جیہد نے بھی یہ سوہنگہ دیا۔

جیہد کو اپنے کھوٹی بھٹکوپڑی فرشت جوڑی تھی۔ رشیدہ کے سسٹے میں تھوڑا پروٹھ

کر کے وہ تیزش خوش ہوتا تھا۔ ویسے حقیقت تو رسیدہ کے جیہد کو ان دونوں کے علاقہ تبدیل

ہے اسی اور رشیدہ کے ارتقا جی حالت کے لئے جا سکی دینکے لائل یہ سحل ہیں اور جیہد یہ زرد پڑھ

جیہد کپڑے اُنداز کی طرف خاصتے کی طرف جادہ تھا کہ فون کی گھنٹی پھر بیجی۔

اور اس پارکاں رسپور کرنے وقت وہ بُری طرح دانت پس بہت مختال ہیں اپ کی

دوسری طرف سے نسوانی اگانگی تھی۔ جیہد نے دانت پس بہت بند کر کے سانس نہ والی دیوار کو انکھوں پری

”رسو! کیا جیہد صاحب بول رہے ہیں؟“

”فریائیت... اُپ کون ہیں؟“ جیہد کے بھی میں ٹھہر کی نہری پرہری تھیں۔

”رشیدہ!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”اوه!“ جیہد طبلی سانس سکر بولایا تو اپ تم پور کرو گی۔“

”تمہیں بہت دونوں سے نہیں دیکھا سخت بے پھر بھیں ہوں۔“

جیہد پر اس امنہ بتا کر رہ گی۔ وہ اپنی مرح سمجھ رہا تھا کہ انہوں نے اخبار کے لئے کوئی

ایسی خبر چاہا ہے جو کسی دوسرے انجامیں نہ ہو۔

”اوہ!“ جمیل خاموش کیوں ہو گئے؟“ رشید صفائحہ پوچھا۔

”میں یہ سوچ رہا تھا کہ اُمر کیستے ایک ایسا شیخوں ایجاد کیا ہے جس پر پونے

والوں کی شکل بیگی تو حملہ دیا کرے۔ پہلا قبیل اس کے کروہ نامدار بیجا وہاڑے سے

سہماں تک پہنچے میں مر جانا چاہتا ہوں۔“

”اوہ! تو کیا واقعی یورہ رہے ہو تھا رشیدہ نے پوچھا۔

”نہیں تو اب میں یہ کوچ مر ہوں کہ تمہاری سانگہ پر تمہیں کی تحریر دوں۔“

”مشکر!“ تمہیں میرا اتنا خیال ہے۔“

”اں رشیدہ،“ جیہد اس طرح بو لا جیسے اُسے کچھ یاد آگیا ہو۔ یہ میں خود کہوں تو ن

کر کے وہ تیزش خوش ہوتا تھا۔ ویسے حقیقت تو رسیدہ کے جیہد کو ان دونوں کے علاقہ تبدیل

رانفل کا اتنا نہ بنایا تھا۔

”چاراں کا کام۔“

”کوئی کیا بات ہے؟“

”کچھ نہیں۔“

”خاص بات نہیں۔“

”ضرر کچھ پچھا رہے ہے۔“

”ایسا تو دوں مگر پھر سچنا ہوں کرم پیٹ کی رنگی ہو۔ انور سے ضرورت دلگی کا  
احاہک دیاں سمجھ کیوں یہاں کا خالہ ریحی حالات تو ایسے ہمیں تھے جیکی بنا پر اس کی دہائی  
نہیں۔“

”میں یہیں یتاذ کا۔ الفون کی خیر کے چکر میں ہے اُس نے ابھی ایسی بھجے  
فون کیا تھا۔ ہو رکتے ہے کہ تم دلوں کی سارش ہو۔“

”حمدید فریز پیڑی۔“

”ہمیں مجبوری ہے۔ میں کچھ نہیں یتاکہ۔“

”تم پڑھے ملکل آدمی ہو۔“

”جودل چاہے کرو۔ میں فریدی صاحب کے جانبت کے لیغز نہیں یتاکہ۔“

”تو ان سے پوچھو ہونا۔“

”اچھا۔ میں ان سے پوچھ کر تھیں مطلع کر دوں کا۔“

”اگر تیری جو ترقی سے واقعہ ہو جو ہمارے کے پندت توں کی سی سری پڑھتی یا نہ ہتا ہو۔“

”بلکہ قبضہ واقعہ ہو۔“

”اوہ جو!... جیر الدشاستری!“

”کیا کہا۔ میں نہیں سمجھی۔“

”اچھا۔ شیدہ میں بہت مشغول ہوں۔“

”حمدید سوچ جیں پوچھ کر اگر وہ حق تھا جیر الدشاستری ہی تھا تو اس پر کسی فسر کا پڑھ۔“

کہ بکاری تک درست ہو گا۔ حید نے اپنے تک مرد اس کا ہم ہی سنا تھا شہر کے تعليم یافتہ  
طبیعت میں شایدی کوئی ایسا رہا ہو جس نے اس شریق پرست اُنگریز کے متعلق کچھ  
سماں پر وہ سفیر کرتا بہت بڑا عالم اور جو شہر کا ماہر تھا ہندوستانی پر اُس کی  
کھری افسوسی سفیر کرتا اور جنہوں نے ملکیتی کرنے والے طباہ اُس سے درد مکمل تھے  
اسی پر خوب کر کر پوئے ہو گیا ہے اسی پر دھرم اور بھی تھی۔ اور وہ وجہ تھی کہ ذریعہ علم  
اسی کے پھر سے درستوں میں سے تھے جید یعنی الجھنی میں پڑ گیا تھا مگر واقعات۔ آخر جزو  
ایسا کہ وہاں سمجھ کیوں یہاں کا خالہ ریحی حالات تو ایسے ہمیں تھے جیکی بنا پر اس کی دہائی  
نہیں۔ میں یہیں یتاذ کا۔ الفون کی خیر کے چکر میں ہے اُس نے ابھی ایسی بھجے  
اچانک روانگی کو قریب تیاس سمجھا جا سکتا ہے اور اُسی یوں توڑے احمدیان میں سے موسم کا  
طف افشار پڑھنے تھے اور اسی وقت تک شاید انہوں نے یا انیں یا کوئی خوف طبعی نہیں لکھا تھا۔

”یہیوں کی ملکیتی پھر تھی۔ اس پر بھی رہیں ہی تھی۔“

”تم نے تیری والے کے متعلق کیوں پوچھا تھا؟“

”میں مجبور تاریخ پیر کر پوچھا۔“

”تم رہی زندگی کی دلیل ہو۔“

”رہو گی۔“

”بھر سو، یہیں اور سبھر کر نہ بنتا تھا۔“

”وہ میں وحدہ کرنی ہوں۔“

”حمدید پھر عسکر یا۔“

”وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ انہوں نے وہ رہیش کو دو مختلف شخصیتیں رکھا۔“

”جافت ہے اسی وجہ سے بھی ممکن تھا کہ اس وقت بھی فون پر گفتگو کرنے والا انور ہی رہا۔“

”کوئی کہ وہ اس ایڈیشن پر پوری طرح قادر تھا۔“

”چخاریشیدہ،“

”حمدید بھی سانس سے کروں۔“

”وہ بارے فتح میں ہے۔“

”کیا پھر ہے؟“

» جالا کا اس اسٹپ کی شکل کا ایک پئیں کا اسٹپ جس کے پھون پر جیر الٹ شاہزادہ نہ تھے وہ ادی فتو نصب ہے ؎

» مذاق نہ گرو ॥

» تمیر اوقت بر بار کردی ہو رشیدہ جمیڈ بکر بولا اور قویں کا سدر منقطعہ بہاں کا تھا اسی میں بہاں آیا تھا اور پھر وہ ریسورڈ کر ہٹا ہی تھا کم پھر کھنڈی بھی اسی بار بڑا کھان کروہ ٹیڈیفون کی طرف ہے ۔ موت کا سبب ॥

» کیوں خواہ خواہ بھیجا چاٹ رہی ہو جمید ماٹھ پیس میں حلقی پچاڑ کر جینا ۔

» کیا بکراں ہے ؎ دسری حرف سے اوڑ آئی لیکن یہ کسی مرد کی فتی ۔

» اور ۔ معاف کیجئے گا جمید بکر بولا اپ کیا چاہتے ہیں ؎

» سول کھنک ایں میں فوراً پھنسو ۔ میں فریبی کی بول رہا ہوں ॥

جمید ہمیلو ہمیلو ہی کتارہ گیا لیکن دوسرا حرف سے سدر منقطعہ ہو گیا ۔

جمیک جھلاہٹ ثباب پر جتی ۔ گروہ کریمی کیا ساتھ تھا لیکن نہ کسی پھر نہ کر بولا ۔

» کوئی حورت ॥ جمید پر توٹ پر زبان پھیر کر بولا ۔

اُنکا ذہن اُس کی کھوبڑی سے ایک فٹ کی بلندی پر پھاڑ کر ہے تھا ۔ سوہنگری مدارت کے سامنے کے سامنے کے سامنے اس نے موڑ سایکل بک دی ۔

فریبی اندر جو ہو دھا اُس نے بڑی صد بڑی سے اسکا "استقبال" کیا پھر اس کو کیا وہ حورت پوری مدارت میں اپنا سر کھجاتی پھری ہے ؎

دونوں ایک کرے میں داخل ہو رہے تھے ۔

جمید کے فرستے میلی ہی ججخ نکل گئی ۔ جالا نکر رہیں پرچت پڑھہ رہے آدمی کی دو قویں آٹکیں مکھی پر جو تیجیں میکن ہیں میں تھیں جمید کو ایسے شومن ہو گیا تھا کہ وہ ۔

» جوز فر پریلی ॥ ش سچی اُس کے پرانت مکھی کے تھے اور اُنھیں پھیٹ کی طرف گواری پھیٹنے پر خوف دہرا اس کے آثار بخمد ہو کر رہے تھے ۔

» یہ کیسے ہجایا ॥ وقعتاً جمید نے فریبی کی طرف پڑ کر پریز قسم کی سرگوشی کی ۔

» اُس کی بیوی والیں آئی ۔

میرا بخیال پہنچے کرو اُن معاملات سے علم ہے۔

«کن معاملات ہے؟»

«کیا تبیس ہمیں معلوم کریں نے یہاں کی تلاشی کیوں لی تھی؟»

«میں فیض روان تو نہیں تھا جیسے بھائیا۔

اور ہری منزل پر ہمچکہ وہ اُس کمرے میں داخل ہوتے جہاں پہنچا گیوں میں سڑاے پڑتی تھی۔ اُن کی آہست پر چونکہ اُن سے سراغتیا۔ اُس کے چہرے پر قلم کے بھجاتے ترق کے آہستے آنکھیں سرخ ضرد تھیں لیکن یہ واقع کے ساتھ ہمیں کہا جاسکت تھا کہ ورنے ہی کی وجہ سے سرخ ہو گئی ہیں۔

«امن ضرور ہے، کیا تبیس کسی قبضہ کا وہ جیسے باد نہیں ہو ہیں عرفانی صارف۔ لیکن افسوس سے کہیں جیسا کہیں دے رہا ہوں نافریت نے زرم لے جیسے ہیں کہہ کے یہاں ملے تھا۔»

«اوہ۔ تو کیا؟»

«تجھے وہ تیش یہاں مل کی ہے جو لا جیب قاتیب ہے خابا جو وہ جیسے دل دیا ہے عرفانی صاحب کا وہ تیش پر ایسی تیش ہو تو فتحا جو اس سے اسی تیش کو فتح کر دیا جائے۔ اُنہوں نے بالکل بھیک کہا تھا وہی ہوا۔ فری ہوا۔ کوئی بھیک کر دیا جائے۔ فری ہے تو میں را پھر لایک چونکہ کربوں میں بھیک میکے دیا جائے جو حکم میں فری ہے۔ کیا کہا تھا۔ فری ہی بولا۔

وہیں پہنچنے لے لپکی ویدن آنکھیں بُرخیاں انہاں میں فریتی کے رامنے شکنپر چلتے رہا پھر اپنے اُنہوں نے کہا تھا۔ کہ آج تم دونوں کو کھرسے دنکھنا چاہتے تھا۔ اُج کا دن ہمارے تھے اُتھا تھے اُتھا خطرناک ہے۔

«اوہ۔ اس سے اسکا کیا مطلب تھا؟

«اوہ۔ مطلب ایسا ہی مطلب تھا کہ باقی مدد کے متعلق سمجھوں گا۔

«اوہ۔ پہنچ کیا بلے؟»

«اُسکے متعلق عدوم خصوصاً منکرت اور خستہ سے وشیق ہے۔ الگستان کے ایک سورج نکار سے تعاقب رکھتے ہے جوں اکتا ہے علم کے شوق میں اُس سے اپنا خاندانی عروزی پہنچوئے جھانی کو سوتیکر مشرق کی راہ میں دردندہ دے دیں وہ اس وقت کا راڈ اُندر جیر الدین فرانزا دا او پورہ۔ تو کیا وہ لارڈ جیر الدین کا بھائی ہے۔ جیسے جو راستہ میں کہا۔

«قطیعی! اسے جلوایا۔ بھی ایک بار پھر بڑا تھا کی جو ہی سمجھا۔ مل پڑے کہ جس

کی تھیں معلوم ہے کہ اُس نے بھلی رات ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ کیا۔ پھر اُنچھل کو کھڑی ہو گئی۔ اُنکھیں خوف اور جیزت میں تھیں۔

یک بیک وہ جنگ پڑی: تم بھوٹے ہو۔ جو فی مہاتمیہ رہ کا پتچار و تھا۔۔۔ یہ بکواس ہے۔۔۔ بُنے لگا۔۔۔

۔۔۔ تک جاؤں سے: پھر وہ پا گوں کی طرح حلتوں پھاڑ پھاڑ کر جپنے لگی یہ وحشیوں: صرف دلے نے نیشنل بنک کا نام صرف می ہے۔۔۔ یہ علیکوں کی بُنی ہے۔۔۔ خاطر ہے۔۔۔ مہاتمیہ ہیں نہیں پیدا ہستئے عطا۔ کیا وہ جیز فاتموں کو نہیں مل سکی۔۔۔ کہیں عرفانی نے اسے میشن بنک میں زیکا ہوا: "میرا خیال ہے: حیدر پلا: جوزف کی موت عرفانی کی مرتبہ میں بھی زیادہ پُر اسرار"۔۔۔

۔۔۔ آخر دہ بال کیسے تھے؟

"پتہ نہیں... تیکریہ تو صاف ہے کہ جوزف محض رات دری کے لئے رائیگا مازن شہریوں لیتھن تھا کہ وہ ضرور کرو جائے گا!"

"بُر ساخت ہے کہ انہیں اس بات کی اطلاع ہو گئی ہو کہ آپ ان کے مکان کی

دوسری صحیح رجحت حیدر اور اپکسٹر فریڈی، جیز الدشمنزی کی قیام کاہ کی طرف اتنی سے رہتے ہیں":  
جاءہے تھے فریڈی نے اتنی سمجھی سے دنیوں پر عالمت ہجامت کئے تھے کہ اُس کے جزوں: "ہم۔۔۔ یہ تو یہدی کی بُنی ہیں اخراج کیا جزء تھی جس کے نتے اتنا بُنکار جو اپنا ملس انجھر آتے تھے اور اُس کی آنکھیں سامنے ترک پر گھور رہی تھیں جید نے اُسے سے تلاش کرنے میں اسے منہک ہے کئے تھے کہ وہ عرفانی کو بالکل ہی جوں کے تھے اُن کھیبوں سے دیکھا اور نکھنے پھلا کر دشہوں شوں ڈالنے لگا۔ پھر اچاہک چونکہ جوزف کے سے باہر نکل گیا۔

"کچھ میں نہیں آتا کہ یہ سارے سماں گیر رینڈھست کیوں ہوتے جاہے ہیں؟"

"اوہہ اُسے فی الحال بھوول جاؤ گیلے تھیں ہے کہ اسکا قاتل اُس کے نہ ہو جرف

راویا بلکہ حیرت انگریزی تھا۔ اولاد کی موت اتنی جلد اتفاق ہوئی کہ خوف دیکھ کر قاتل

ہندے سے قبل اُس کے چہرے سے رقع نہ ہو سکے، اور اپنے انتہا نت مردہ کے بعد بھی گھوڑہ

جید نہنے لگا۔ اور پھر اُسے قاسم والادا قعدہ ہر ابھی پڑا۔

"تمہیں سینکڑوں بار بھا چکا ہوں کہ دوسروں کو ایسے معاملات میں شریک نہیں

"عام نظریہ ہے کہ جوزف کو لکھوٹ کر مارکیں یا کیا پُرست اُن کی پوچھت کو" فریڈی بولا۔

"بھوڑی تھی: حیدر اپ میں تبا کو جھتا ہوا بولا۔۔۔

کیدڑی تیز رفتادی سے رامز طکری تھی۔ تھوڑی دیر تک شاموشی برپا ہے: جیسے پہچا۔

## ہرگز اسرار جو تھی

"ہرگز اسرار جو تھیں کے ساتھ نہ رہت کی تھیں؟"

"ہم تے آج جیسی قوں پر تمہاری شکایت کی تھی؟"

"اُس تے جید نہنے لگا۔ اور پھر اُسے قاسم والادا قعدہ ہر ابھی پڑا۔

"تمہیں سینکڑوں بار بھا چکا ہوں کہ دوسروں کو ایسے معاملات میں شریک نہیں

"عام نظریہ ہے کہ جوزف کو لکھوٹ کر مارکیں یا کیا پُرست اُن کی پوچھت کو" فریڈی بولا۔

"بھوڑی تھی: حیدر اپ میں تبا کو جھتا ہوا بولا۔۔۔

کیدڑی تیز رفتادی سے رامز طکری تھی۔ تھوڑی دیر تک شاموشی برپا ہے: جیسے پہچا۔

”میر اخیال ہے کہ وہ درسرے بُرگ بھی زندہ ہی ہوں گے جو۔ چونکے ساتھ تھے۔“  
”بھی خٹک بچے میں بولنا۔“

جیدنے چلتے خاموش رہ کر کہا: ”جو زندگی کی موت اسی سلسلہ تھے جو تی کہ کہیں  
میں اُس سے کچھ معلوم نہ کر سکے ہی چیزیں بھی کئے جیسی ہے ظاہر ہے کہ تم  
مرے لوگوں کا پتہ نہیں لگائے۔“

”اویسیا سے پولیس کچھ دلجم کر سکے گی۔ اسی سلسلہ وہ اب تک زندگی پڑھ لیتی  
کہمہ بہرہ زیور قوفت اور لاپرواہ اُدمی تھا اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اُس قبیض کو ضائع  
ہوتا رہے زہقی طور پر حقیقتاً اس سا ہی رہا۔ ہمگا کر پولیس کو اُس سے کافی مدد ملتی تھی۔“  
”بالوں میں اُپ سے کتنی نہیں جست ملتا؟“ جیدنے اکتا کریات ختم کرنے کیلئے کہا۔  
”ویسے کم کشی میں تھی جو سستے جیت تھے ہوں، فریبی سکا کر ہوں۔“

”اوہ! انخوب یا داکیا!“ جیدنے کہا۔ ”اُپ فری اٹا تین کشوں کے داؤں بیجے  
رافت ہی ہوں گے۔“  
”واہ! کیوں؟“

”عنقریب فری اٹا تین کا ریکا دنگل غزوہ ہوتے دا ہے متری ٹاکم  
کیلواں بھی اُس سہی میں۔“

”پھردا!“  
”ایں تاکم کو کسی سے دلتے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ وہ اس میدان  
کا ایک غیر معروف اُرثی سہے اس سلسلے میں کا دلپیٹے پیدا کر دیں گا۔“

”اچھا! یہ پڑھ لب سے اختیار کیا ہے؟“  
”لیا جو رجھے اسی میں کچھ حقیقیں سے کچھ درپے وصول کر دوں۔“  
”کس طرح وصول کرو گے؟“

”نہیں۔ وہ پر پورٹ قطعی درست ہو گی۔ ابھی تک میں معاملات کی نوعیت  
کو نہیں پھر سکا۔ اس نے طرفی کا متعینی کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“  
”آخر پورٹ میں ہو گا کیا؟“

”موت کی وجہ، دم حکمت کے جاتے ہوئے تکب کا اچھا کب نہ ہو جانا غاہر کرے گی۔“  
”اور یہ پورٹ سچی ہو گی؟“ جیدنے پڑا۔ لیکن وہ نشانات چاہیں کی گردان پر  
پاسئے گئے ہیں۔“

”ہاں نشانات بھی تھے لیکن موت خوف کی شدت سے داقع ہوئی۔“  
”حکومتی دیوبند خاصیت ہی پھر فریدی سے پوچھ۔“

”اُس کی بیوی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟“  
”ہے ہے! چاند کا ٹکڑا اسے خالیت۔“

”ہوں!“ فریدی نے ہونٹ پہنچ لئے۔  
”اُپ نے تو دیکھا تھا۔“ جیدنے کہا۔ ”حصہ کے پولے“ حصہ کے پیاس میں۔ لکھ

سندھل جسم ہے!“

”ایسے ٹکریں میں اُس کے جھنے کے باسے میں پچھرا ہوں۔“ فرمی ہوئی جھنڈا گیا۔  
”اُپ پوچھیں یا نہ پوچھیں۔ مجھے بھی یا سے کوئی روک نہیں سکتا۔“ جیدنے

”میں بھی ہیں پول۔ چنانچہ خاموش۔ رہا پھر کہتے رکا۔“ مجھے اس پیاس پر چوتھے جھنڈی ہے۔  
”مجھے تو اسی میں شیر ہے کہ جو زف حیثیت اُس کا منور ہے۔“ فریدی نے آہنے سے کہا  
”درہ ہے اسی پر رہا ہے۔ لیکن اسی پر بات پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ  
وہ جو زف کو کچھ سے واقع نہیں تھی؟“

”کسی نہ اپنے کہہ رہے ہو۔“  
”اُس پر کہ وہاب تک زندہ ہے۔“

» کچھ نہیں، فریدی بھروسی سے بولا۔ تو پھر میر اوزینگ کا مذاہر پہنچا دو۔  
 » تم اپنی قسمت کا حل مل دیا فلت کرنے آئتے ہوئے۔ انگریز نے برا اسائنس ٹانک کو پوچھا۔  
 « داں... ملائی۔ »  
 » تو میں بتاتے دیتا ہوں۔ تمہاری پوری قوم کی قسمت کا حال۔ تم بھی شہرِ مغرب  
 کے غلام رہو گے۔ تم جو ماحصل کو لمحیٰ لکھ رہیں ہیں تھیں۔ بکھر جو۔ بکھر جو۔ »  
 » سمجھا میں، فریدی مشکرا کر بولا۔ کیا یہاں تمہارے اور بھیرالا کے علاوہ اور  
 کوئی نہیں رہتا۔ »  
 » ایک بوڑھی خادم بھی ہے اور بیٹھے بھی۔ اُس حرامی کی پولوت اجھی اوقات  
 خدا کے فراغن انجام دینے پڑتے ہیں وہ کہیں کافر نہ نہادن کی تلاش میں رہے اس نے  
 زیادہ تر بیویات ہیں پڑھانا۔ کبھی کبھی بیٹھے بھیر سُورق بھی صاف کرنے پڑتے ہیں۔ »  
 » آپھر تم یہاں کیوں پڑے ہوئے ہو، فریدی نے سچھت سے پوچھا۔  
 « میں بھیردہ ہوں... وہ ولادِ حرام میر بابا پاپ ہے۔ میر بابا۔ یہی ہے۔ . . .  
 میر بابا اُنھیں  
 « اُو ہوں بھی فرید۔ تم سہول کر بڑی خوشی ہوئی۔ مسیح مسما فلم کے نئے لا تھبڑے  
 ہو بڑا ڈی کی تم بھی شماری ہو۔ »  
 » بچھے عقدہ نہ دلات۔ یعنی خلا میں مکاہر اکو جنمہ بیٹھے مرثی کی ہر جزو سے نظرت  
 « تیس تو پہنچ گہر سے دوست نایت ہوئے گے۔ جسید نے اسکا شوہمعتی پا کر کہا۔ بچھے  
 مغرب کی طاریاں بہت پسندیں کیا تمہارے و ولادِ حرام نے کوئی یہاں نہیں دیا کی  
 « یہاں کیا؟ »

« اونہ مسٹر اکھر۔ یہاہ کرم میر اکارٹ پہنچا دو۔ فریدی جلدی سے بولا۔  
 نہیں نے کارڈ سے لیا اس کے چلے جانے کے بعد فریدی نے گردے کے کہا۔

» قاسم کی بھوڑ پر شرط پیدا کرنا۔ »

» جنگل رہا نہیں، لیکن جھسے کیا چاہئے ہو۔ ۱۹

» آپ قاسم کو فریدی اٹیل کے طریقے بتاتے ۲۰

فریدی کچھ غرزوں اسے بھیر لڑکی قیام کا ہر سکھا اور کسی سب بچھے لگتے تھے فریدی نے  
 کیٹھی ہاک کو کہا۔ اس کے بعد سے جو اس کے بخاستے چالاں ہی پر روک دیا اور وہ دو قبول  
 ہر کوکا اندھے چلکر کئے پر اسے میں کوئی نہیں تھا فریدی نے آس کے روکھ کو تھنھی بھائی۔

مختصر یہ ہے اس کو قدموں کی آوازِ منافقی وی درود اور ذرا سکھنا اوناں کس دوبلہ  
 پتکا انگریز جس کے لاکوں کی پڑیاں ابھری ہوئی تھیں مرتباً کر کر آمدے میں دیکھنے کا۔  
 فریدی نے اپنا ماتفاقی کارڈ نکال کر اُس کی عرف برداشتیا جسے وہ سے کو کچھ پر بڑا  
 ہوا نہ چلا کیا۔

» اس کے ذکر بھی انگریزی ہیں ۲۱

تم اس کے کفر پڑی بچھے اپنا درعاذه پھر کھلا اور وہ خلا پتلا قبر رسیدہ انگریز  
 برآمدے میں نکل آیا۔ اس نے فریدی کا کارڈ اُسے داہیں کر دیا۔

» کیوں؟ ۲۲ فریدی نے مسٹر نظر ویس سے مکورتہ ہوتے ہوئے کہا۔

دریں خادم نہیں ہوں۔ بچھے تم؟ ۲۳ اس نے تختہ پھلکا کر منہنے بھتے کہا۔ ۲۴  
 اُس حرامی کا پر اسوبیت سیکر ٹھی ہوں۔ بچھے تم؟ ۲۵

» سمجھا میں، لیکن میر امدادی اس تک کوئی پہنچا نہ گا۔ فریدی نے جگدا  
 کہا۔

» میں ہمیں حرامی پہنچا دیں گے لیکن میں خلا میں نہیں ہوں ۱۷

» نہیں چاہیے تم قراچہ نہ ہو۔ ۱۸

» کہا، انگریز نے پھر تختہ پھیلتے۔

اوپر چھر سے پیر اسی کے اشانت پیدا کر کے بولا تھا جہاں سمجھو تو  
وہ دو فوٹ کمرے کے اندر چلے گئے۔ یہ غالباً اڑاٹک روم تھا لیکن جہاں فرنچر نہیں تھا  
انہیں قائمین کے فرش پر بیٹھا پڑا۔ جہاں دو چار لاڈ مکنے بھی پڑے جسے تھے دیواریں  
چھاتا تھا پورا تھی داس، کیمروں اس، میرا، کامن جی وغیرہ کی پڑتی پڑتی تصویریں آؤتیں  
تھیں ایک طرف بخور داں میں وہ خوشیات سنگ بڑی تھیں جو ہون میں استھنا  
کی جاتی ہیں بہر حال ماحل کچھ عجیب ساختا۔

محموری دیر بعد چھر الڈا کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کے جنم پر معیند سوت مختا اور سر  
رہی بیماری وضق کی یعنی ملڑی تھی اور ساق پر تلاک بھی موجود تھا۔ چھر الڈا کا چھرہ بھی خستہ  
چھر کا نہ اٹھا۔ اُس کے چھر سکے خدو خال الدائیکھوں میں ہم آہنگ ہیں  
تھی۔ اُس کی آنکھیں چھر سے بالکل ہی بے تعلق نظر آتی تھیں خدو خال میں بیکھے  
لے سجا تھے تراہٹ تھی لیکن آنکھیں... ان میں تو کچھ نہیں تھا خالی خالی کی... دب  
آنکھیں... جن میں چک نہیں تھی لیکن چھر تھی یہ کسان بھی تھا کہ وہ شیشے کی ہل اور  
آن کے آر پار دیکھا جا سکتا ہے ایک لٹکے کے لئے وہ آنکھیں اُن کے چھروں پر پڑتی  
ادھ پھر پہٹ کر بخور داں پر کم لیں۔

محید سوچنے لگا کہ کیا وہ اندر چاہتے۔ پیر الڈ کے ہون توں پر مسکا بہت خود اور پہ  
یکن اُس کی آنکھیں پرستوں بخور داں پر کم لیں۔

فریدی اور محید کھڑے ہو گئے۔

”اوہ ہو تشریف رکھتے!“، چھر الڈ بڑی صاف مٹاف اُرد و میں بولا: ”آرام م  
جو تے اس تارک تشریف رکھتے۔ قیچے اپنے مشرقی سہایہوں سے مل کر ہنی خوشی ہو چکا  
”جیسے انس ہے کہیں ایک بہت ہی اہم مuttle میں اپ کو محموری تھی تکلا  
دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں!“ فریدی نے کہا۔

”واقعی تم پڑے شکہ ہو۔“  
”نہیں اپ پیر سے بنگ ہیں ہا جیسے سعادت منداز امداز میں شرم کر پولے  
چھوٹا شتر کہا جیجے“  
فریدی مسکا اک خاموش ہو گیا۔ اندر وہی راہداری میں پھر قدموں کی آڑت  
رہی تھی سیکھ اس بارا یک ایسا آدمی اندر سے نکلا کہ وہ دو فوٹ چونک پڑتے۔ آسند  
حکوم اس تھنڈا لیکھ پھر خیف سی مسکرا جوست کے ساتھ پولے۔ ”جسے پورا فیریز۔“ مادر جو  
”اوہ ہو تشریف رکارڈ!“ فریدی نے پسکر کہا۔ ”ڈا میری تھیں تھیں میں اسچال لیک  
لیکر پیدا ہو گئی ہے۔“

”کہیں وہ موت کی نہ ہو!“ برتاؤ نے کشوٹ کی ہیچے میں کہا۔  
”نہیں مشریز ناڈا بیگی میں کیسے مر سکت ہوئی۔ ابھی اس شہر ہیں بہترے ہے  
باتی ہیں جن کے خلاف پوریں واضح قسم کے بیوت نہیں فراہم کر سکی ہے تو  
”خوب!“ برتاؤ مسکا اک پولہ۔ اکریہ چوت پھر پہنچے تو میں شاید پولیں کوڑ  
تک اپنی سے گذابی کا یقین نہ لاسکوں گا۔“  
”نہیں مشریز ناڈیں نے تم پر چوت نہیں کی!“ تم پر بڑے معز زادی ہو۔  
”مچھ سے بھی زیادہ معزز!“، محید اپنے سست پر ہنچ مار کر بولا۔  
”چھر بول!“ برتاؤ مہنت اور ہنچ مارتا چھا چلایا۔

”یہ جہاں کیسے تھا؟“ جیسے تھا۔  
”ملک پہنچے یہ بھی بڑھت ہو گیا ہو!“ فریدی نہیں کر پولے۔ اوہ۔ مشریزی اور  
لار پہنچے ہیں۔  
”میں نے دروازے سے مرنکاں کر کہا“ چھو۔ اور بچہ تیری سے والپی کے  
ڑو گیا۔ جیسے کہ فریدی اُس کے پیچے جا رہے تھے ایک کمرے کے سامنے وہ ڈک

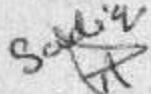
مشکل کر کہا۔

جیسکے اندر اب بھی جیرالٹکے چہرے پر تھیں اور اُس نے اس کے چہرے پر اب تک کی قسم کا جذبہ اپنی تیرتھیں محبوس کیا تھا۔ حقیقت کے مکار سکوت و وقت بھی اُس کی تھیں پہنچنے ہی کی طرح پیٹھ رہی تھیں۔

”اہر دو صریح بات یہ جیرالٹ خود کی دیر بعد بولو۔“ وہ آدھ فی خود بھی تھا تھا۔

اس کے ہاتھ کی ایک بکریہ بھی بتاتی تھی:

” مجھے اسی کا فنوس ہے“ فریڈ نے پہنچتے ہوئے پہنچے میں کہا۔ جب مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ قاتل ہے... تو وہ خود قتل کر دیا گیا۔



”کیا بتوت ہمیں ہو گیا تھا۔ جیرالٹ کی وجہ۔“

”لعلی! اُسے مشتعل کی بھوی ہدت نہ ملتی۔“

”عجیب بات ہے کچھ کشت و خون کا جانشین رہتا جا رہا ہے۔“ جیرالٹ بول دیا

تباہی کی طرف جا رہی بھتھر نصیری۔ خصول میں جیسے ازیت پسندان رہنمایت کی

لکیری تفریقی ہیں۔ جہا تا یہ حد کی تعلیمات عام کرنے کی اشد خوفوت ہے۔“

” مجھے خوشی ہے کہ انگریزوں میں بھروسہ دارم بھی تیری صیپیں مل رہی ہے۔“ فریڈ نے

سر کا کرکہ دیا۔ پراناڑ بھی بھروسہ زام سے متاثر ہے۔“

” وہ آہست آہست راہ راست پر آ رہا ہے کیا اُپ اُسے جانتے ہیں؟“

” جی ہاں! اچھی طرح۔“

” وہ اب ایک اچھا آدمی پہنچ کی کوشش کر رہا ہے۔“ جیرالٹ نے کہا۔ ” حالانکہ

اُس کے ہاتھ میں بھی لکیری ہیں جو اُس کو قاتل ثابت کرتی ہیں۔“

” انگریزوں ہے کروں۔“ تھک کی لکیریوں والے علم سے پس بہرہ چھوڑنے کی وجہی مکلا

کر دیا۔ میکن بنا کر جھری اپنی راہ نکالیں کرے گا۔“ وہ راہ جو پیٹی کے چھنگنگ جاتی ہے۔“

” اور ہو... فرود... بیٹتے آپ کے کارڈ میں آپ کا ہمہ ویکھا۔“  
وہ تینوں ٹاؤن کے سے تک کرنٹ میٹھے کے جیلیں پر متوجہ جیرالٹ کے چہرے  
ہوتی تھیں جو انہیں دو ٹاؤن میں سے کمی کی بھی طرف نہیں دیکھ رہا تھا اب اُس کا  
بخوردانی سے ہٹ کر میرزا کی تصویر پر جگئی تھیں۔

” میں ایک آدمی کی مرتوں میں پناہ مرا طریقے پر واقع ہو گئی۔ پڑیں اس کا  
پریشاں ہے۔“ فریڈ کی بول۔

” پناہ مرا طریقے پر جیرالٹ اب میں سے بولا۔“ اگرچہ اُس کی بعد انش کا صحیح ادا  
وں اور تاریخ معلوم ہو جائیں تو میں اُس پناہ مرا طریقے پر دو حق ذائق کاں کا  
ہمیرا خدا ہے کہ اُپ اُسے جانتے ہیں۔“ فریڈ کہے کہا۔

” میں جانتا ہوں۔“ جیرالٹ نے موالیہ انداز میں مہر بیا۔ اب اُس کی نظری میرزا  
تصویر سے ہٹ کر بھی گردان پر قائم کی تھیں۔

” بھیجا ہاں!“ اگر فریڈ پر جسے آپ سے مل اُس کے سبقتین کے متعلق کچھ بتا ہے تھا۔

” ہمہریت!“ جیرالٹ بے شیری سے اتحاد اٹھا کر بولا۔ بیٹھے دیکھ دیں کیونکہ ایک  
میٹھیں ہے کہ وہ ایک عجیب و غریب ہو جو تھا۔ میں نے ایک بوجوان جوڑتے کے

دیکھتے تھے اور انہیں بتایا تھا کہ اج کا دن اُن کے نئے تھرٹاک بنتے اور میں آئے  
کو پیتا دن مرد کے ہاتھ کی ایک لکیری بتاتی تھی کہ وہ کمی بلیب و غریب اور نہ سے کہا  
ہو گا۔“ اس دن تھا سے کہہ رہتے تھے وہ خوس دن ہی ہی ہے۔

” اور اُس کی بیوی دیہیں رہ گئی تھی یا فریڈ کی بول۔“

” میں نے مولیں سے کہا تھا کہ وہ طکڑے جائیں۔“

” کیا ستاروں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اُس کی مرتوں مکھری می پر واقع ہو گی۔“  
” جناب احمد! اور کمیں نہیں تھی ساتھی مقدر اس اُنی ہوتے ہیں۔“ جیرالٹ

”اوہ کوئی رات نہیں تھیں“ جیر الدین حکر گرجوٹی سے ہاتھ ملائیں چاہیو۔ ”چھر بھی مت  
رہتے ۴۔“

”اپ کی شعیت اتنی پرکشش ہے کہ میں ہمی پڑتے گا“ فریدی نے سکا کر کہا۔ دیر  
کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ بروز کو کب سے جانتے تھے؟

”یہ آپ کیوں پوچھتا چاہتے ہیں؟“ جیر الدین نے ہنس کر کہا۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں  
میں ہمی وہ درندہ تھا؟“

”معاف کیجئے گا! میں آپ کی بہت قدر کرتا ہوں“

”شکریہ... بروز کو میں زیادہ نہیں جانتا تھا لیکن مجھے اس کا علم ہے  
وہ بھی یہ صحت تھا!“

”اوس کے باوجود بھی اس نے عرفانی کے قتل میں حصہ لی“ فریدی کا ہمیشہ

”عرفانی!... وہ تو شاید بھی حال ہی کا واقعہ ہے؟“

”میں ہاں اغالاً آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوا کہ کیا آپ کا علم ہے تباہ سکتا ہے؟  
عرفانی کے قانونوں کو کس چیز کی تلاش تھی؟“

”انہوں کوہ بات میرے علم کے احاطے سے باہر ہے“ جیر الدین کہا۔ لیکن

آپ کا تھوڑا کچھ کوہ بڑا سکتا ہوں کہ آپ اس کیس میں کامیاب ہوں گے یا نہیں

”شکریہ! تجھے اس سے پہلی نہیں“ فریدی تھک بھی میں بولا۔ میں خود ہی یہ

ماحد کی تکریر بناتا اور پہلے کارہتا ہوں۔ میرا لا تصریحی توفی ارادی کا پابندی

”تسپ تو آپ واقعی یا کمال آدمی مصلوم ہوتے ہیں“ جیر الدین سجدگی سے بولتا۔

”حققت قریبی ہے کہ بکریوں کا بینا بگڑتا ہا اور کے خلافات پر مستقر ہے بالحمل آن

کے لا تصور میں مالکی کی بکری نہیں ہوتیں؟“

”اچھا! اب اجازت چاہوں گا“ فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ ”نکیف وہی  
معافی چاہتا ہے؟“

## عرفانی کا راز

مریٹ حیدر آفس میں زیادہ ترقیتیہ تاؤں پر صادر تھا اُس کی میر فریدی کی بیز کے  
سامنے ہی تھا۔ اس وقت بھی وہ اُردو کے ایک چیلنج مسئلے نام بلکہ خستہ کارے عشقی  
تاؤں میں مگر تھا اور فریدی ایک ایسے چھوٹے سھپریکٹ کو اُر فریدی میں مشغول تھا۔  
جو انہی اچھی رسمیتو پرست سماں کے نام آیا تھا۔  
وقت حیدر اُس تاؤں کو یونیورسٹی سے چاہیا۔ چھر اُس جو بڑا تو فریدی چوک کر  
اُسے دیکھنے لگا۔

”کیا یہ بودگی ہے؟“ فریدی جھمکھا کر بولا۔  
”میر بودی میری نہیں۔ لیکن اُن بیویوں کی سہی جو اس تاؤں کے لئے میری جسے لگتھے  
ہیں سے نہیں ہزا میار منع کر دیا کہ اُسیں تاؤں تریسا کرو۔“  
”میں سے نہیں ہزا میار منع کر دیا کہ اُسیں تاؤں تریسا کرو۔“  
”میں سے نہیں ہزا میار منع کر دیا کہ اُسیں تاؤں تریسا کرو۔“  
”تم ان تاؤنوں کو پڑھو کر خون گرم ہوتا ہے غصہ آتی ہے اور مر سے مارنے کو دل چاہنے  
لگتا ہے اب اسی تاؤل کا آخری منتظر ہا طحلہ قرار ہے۔“ سورج پہلا یہی کے پیچے چھپ  
گیا۔ دُرصد بھیل کی۔ دو حصے سے مارتے ایک دوسرے سے پچکے ہوتے پہاڑ کی پار

پتھروہتے تھے۔ وہ دادر ہوتے گئے اور سرجنٹ جیڈا تو کام پڑھا چلتا ہی رہ کیا کہ  
بیرے ساز سختیں رہتے تو دیتے جاؤ یا۔

فریدی چھلاہٹ کے باوجود بھی مسکرا پڑا اور جیڈا بتارہ کیا میں ساختے تھے تین دفعہ فریدی اُنس میں بہت ہی کم بیٹھتا تھا۔

اس لئے خرچ کرایا پڑی کہ بیرے اور بھی پہاڑی پر چڑھ جائیں۔ اس ناول میں ہے اسرا «نہیں مگر تھیں» فریدی برآمدے میں پوچھ کر بولا۔ نیشنل بنک وقت بہتر کم ہے۔  
لایپ دھوکے سے بیرون کی ماں سنتے شادی کر لیتا ہے جب بی را لکھتا ہے تو انکا دل جیں تیر چلنا پڑتے گا۔

ڈوٹ ٹاٹ کر برا پر پرد جاتے ہے اور وہ نامہ قمر کے ایک اور شادی کر لیتا ہے لیکن آئیں تیشن بنک کے نام پر جیڈا چون کا یہی دو سوچ رہا تھا کہ اب تیشن بنک چانے سے وہ بھی بیرون کی ماں نکلتی ہے اب یہاں سے کسی پس شروع ہونا ہے آئندہ کی تصورات کو چلا تھا تھوڑا کا صلی ماں کرن بھی بیرون کو اماں کہتا تھا اور آخری جب بی را لکھتا ہے تھیقات کو چلا تھا بلکہ ایوس بھی پوچھا تھا۔

سرد سے قبل عرقانی نے تیشن بنک کا نام دیا تھا اس لئے جیا اور بیسا جما تھا کہ لکھ  
ہے عرقانی نے وہ پُرانا صاریح جس کی کافلوں کو سماش بھی تیشن بنک میں بھروسہ ہو  
لیکن وہ اس تھیقات کا شکر یہ لکھا تھا کہ وہاں عرقانی کے بعد پہنچنے والا جمع تھے لیکن اُس  
نے کوئی چیز سمجھ کر نہیں ہی میں بھیں رکھوائی تھی۔

فریدی کی گئی تھی وہ سڑک پر فرائٹ جوہر بھی تھی اداس وقت سچھ اُس کے  
دل چاہ رہا تھا کہ ٹرینیک پولیس کے دیک آرک کا نیشنل کو جان ہی سنتے ہو رہا تھا۔  
لکھوں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کیا اس پیٹک سے کتنی فریاد بڑی بڑی ہوتی ہے، جیڈا نے دافت پر دات  
تو فریدی کا لیکھی خون ہو جا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں پہنچ پڑتے ہو جائے۔  
نہیں مانوئے تو میں دھکے دے کر باہر نکال دوں گا، فریدی نے کھذات  
پیٹک سے جیست جیسی میں رکھتے ہوئے کہا۔

پھر جیڈا نے اُسے مصطفیٰ پانہ انداز میں پہنچ دیکھا۔ کیا یار ملک کر اُس نے  
کرنے کے لئے ریسیور بھی اٹھایا ایسکی پھر رکھ دیا۔

کیا بات ہے، جیڈا نے سمجھ دی سے وہجا۔  
«کھل جیلوں گے، فریدی نے فریدی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ بھی بھی بی بیجے تھے

وکی اب ام جما ہے، جیڈا نے پھر بکری پر چڑھ ڈالتے ہوئے کہا۔ ابھی بھی بی بیجے تھے  
مرت بور کرو، فریدی نے پھر بکری پر چڑھ کر کہا، عرقانی صاحب مر نے کے بعد بھی

اپنی زندگی کا ثبوت دے رہے ہیں۔

"ہائی، تو کیا وہ بہرام کی لاش تھی تے حیدر اچھل کر دولا۔"

"یکوں بند کر دے یہ دیکھو! فہری نجیب ٹوٹ کر ایک کا غز نکالا اور حیدر کی طرف پر ہادیا۔

کاغذ پر تحریر مختا۔

"فریبغا! اگر بچھے کوئی حادثہ پیش آجائے تو اُسے نیشنل بنک کی سیف مدد نکالیں۔ تھی اور سیف کسی کی رسید وات کر دیا ہو۔ اگر میری اکشنگی کی خوبصورت کم از کم ایک ہجھنگہ استھان کرو۔ اگر سیری طرف سے تمہیں کوئی اطلاع ملتے تو اُسے دیں، رہنچھتا۔ اگر سچھتے کے بعد جیسی میرے تعلق پکھڑ دشوار پھر تمہیں احتیار رہے۔ اُسے ضرور بالصرور نکال دیں۔ لیکن رازداری فریبھے کی کو کافی کام نہیں ہے بودہتہ میری بھی طرح تمہیں بھی وصیت کرنا پڑے گی۔"

پیشے عرفانی کا قائم تحریر مختا اور اس کے پیچے تاریخ تحریر مختا۔

دریے تاریخ اُسی دن کی ہے جسیں رات عرفانی کو حادثہ پیش آیا۔ "فریبھی وو۔"

"یعنی اُسے پچھھے ہی سے خبر سے کام سمجھاتا ہے تھا اس سمجھاتا ہے تھا اس سمجھاتا ہے تھا اس سمجھاتا ہے تھا اس سمجھاتا ہے تھا۔"

"اگر نہ ہوتا تو پچھھے یہ سب کچھ سچھتے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔"

"اچھا ہا۔ دوسرا بیانت! "حیدر دیکھ دی کو کاغذ داں دیا اور خلیل شیخ کو کہا ہوا ایسا ہوا۔ "ایسا ہے کہ وہ چھر۔ بعد اکشنگی میں ہے اور اُپ کی کھیل تھیقات کا مصالحہ تھا کہ عرفانی نے نیشنل بنک کی سیف کے میڈیسیں میں کوئی پیغام رکھوادی ایسی بیندیں تھیں۔"

"شیکھ ہے افریزند! اسی لئے تو کہا تھا کوئو قتل صاحب سرنش کے بعد جیسی اپنی زندگی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ نیشنل بنک کی لفڑو بھری اپنکے احمد کمال فریبی کے ہم سے کو اسکے بھی تھیں۔"

"یہ کیسے معلوم ہوا اپ کو۔"

"تم قیوٹ ہو کیا؟" فریبی بیٹھ کر دیا۔ "کیا رسید پر تجوہی حاصل کرنے والے کا نہیں لکھا جاتا۔"

"رسید پر اپ کا نام ہے، حیدر نے اتحادوں کی طرح پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ ہاں یا فریبی جھنگالا گیا۔ اب یہ بھی پوچھو کر تھام کے بجھے کیا ہیں۔"

"اب دیکھا! تجوہی سے خونی پیر بات ہوتی ہے یا لکھتا جس سوس،" حیدر متفکر اٹانے والے انداز میں بولا۔ "تو ماپنگ کی بندی ناکلتی ہے یا پی۔ کے چھوٹیں گم یا تھام جائز؟"

"ہے اسے اپ تو کسی نہ خومنی بیوہ کی طرح لکھ لارہے ہیں،" حیدر سیستھ پر پاٹھ مار کر دیا۔

فریبی دانت پس کردہ گما اور حیدر نے بھی اسی میں عایقیت سمجھی کہ اب خاموش ہی ہے گوئکہ ابھی ابھی تکیدی ایک تھوڑا کاری سے مکرتے گوارتے پی تھی۔ بنک بند

ہوئے میں طرف اکھد ٹھنڈہ ہے گی تھا اور اس وقت سیف کسٹڈی کا معاذر گھٹائے

ہی میں پڑ جاتا۔ اگر فریبی نے میغز کو اپنے کام کی سرکاری اہمیت نہ کھانی شروع کر دی ہوتی۔

رسید پر پڑ سے ہوئے بیز وائی تجوہی کھوئی گئی۔ ایک بڑا سماں غافر برآمد ہوا جس پر فریبی کا نام تحریر تھا حیدر اُسے ہاتھ پر رکھ کر اس کے وزن کا اندازہ لے کر یا اور یا

یا لو ساز انداز میں ہونٹ مکوڑ کو فریبی کی طرف بڑھا دیا۔

والپی پر میغز بول دیسا ریاضیاں ہے کہ مشر عرفانی کے اکاؤنٹ کے متعلق تھیں کہ

اسے آپ ہمی تقریب ہتھے تھے۔

"جی ہا۔" فریبی نے کہا۔

" تو یہ کرم یہ تباہی کے یہ چڑھ کب تک چلتا رہے گا؟"

"کیوں؟"

دو مواد پر پس اپنے تابے "جید مصطفیٰ" اور "امیر" اکبر عرفانی خود کو

"خوب ہے بھیگ کر۔ فریدی بڑا یا۔"

وائپری پر حمیدی کو دکھلا ہٹیں قابل دید تھیں۔

"اسے تو جھوٹے نا اس افلاست کو اس نے کہا۔

"کبھی بھیگ کر۔ فریدی بڑا یا۔"

"اوہ۔ یہ بات ہے۔ میں آپ کو جھوٹا ہوا بولا۔ اسے تو جھوٹے نا اسے تو جھوٹے نا۔"

"آپ نے اجڑات میں تو عرفانی کے متعلق پڑھا ہوا بولا۔ فریدی بڑا ہوا۔ اُن کے قاتھوں کو چند نادر و نایاب اپ بیرون کی تلاش تھی لیکن وہ انہیں نہیں مل سکے۔ اب خالہ دہی لوگ مختلف بیکوں میں پتہ لگاتے پھر رہے ہیں۔ اُن کی راستت میں

عرفانی سے انہیروں کو کسی بتابہ ہی میں رکھ چھوڑا تھا۔"

"اوہ۔ یہ بات ہے۔ میں آپ کو جھوٹا اطلاع دوں گا۔ آپ کا قون نیز جھوٹے نا کے فیر بکھرا دیتے۔

وائپری حمیدی کو دکھلا ہٹیں قابل دید تھیں۔

"اسے تو جھوٹے نا اس افلاست کو اس نے کہا۔

"خوب ہے بھیگ کر۔ فریدی بڑا یا۔"

لہ چاہوں میں دینا کا بھراؤ کیا ناول پہلوں کی مکمل" دیکھتے

"میں عاجز آگئی ہوں۔ لیکن پوچھتے والے صرف یہی پوچھتے ہیں کہ عرفانی تھے میں کہتے ہیں تو کوئی بھراؤ نہیں رکھوائی تھی۔"

"کیا میرے علاوہ بھی کسی نے پوچھا تھا؟" فریدی نے پوچھا۔

"پرہنہنیں لکھنے آئے اور مغز پاٹ کر چھکے گئے۔"

"اوہ۔" فریدی سکارکیس نکانہ ہوا بولا۔"کیا پوریں والے تھے؟"

"بھی نہیں۔ عرفانی کے بھائی بھتھے ابھی بھنے داماد نہ مانتے اور نہ مانتے کیا کی اولاد۔ میرا اور دل تو اتنا پریشان ہو گیا ہے کہ اب میرے پاس آئے وہ میرا دلی میں پوچھتا ہے کہ وہ عرفانی کے ماکوئی رشتہ دار کو نہیں؟"

"اوہ۔" فریدی سرپاکر بولا۔" اچھا اب یہ یقین۔ اگر اب اس فرم کا کوئی آدی آئے تو اسے روک کر بھے فون کر دیے گا۔"

"آخر معاملہ کیا ہے۔ عرفانی کے اکتوٹ کے متعلق کوئی کچھ نہیں پوچھتا۔"

"آپ نے اجڑات میں تو عرفانی کے متعلق پڑھا ہوا بولا۔" فریدی بڑا۔" وہ اصل اُن کے قاتھوں کو چند نادر و نایاب اپ بیرون کی تلاش تھی لیکن وہ انہیں نہیں مل سکے۔

اب خالہ دہی لوگ مختلف بیکوں میں پتہ لگاتے پھر رہے ہیں۔ اُن کی راستت میں

عرفانی سے انہیروں کو کسی بتابہ ہی میں رکھ چھوڑا تھا۔"

"اوہ۔ یہ بات ہے۔ میں آپ کو جھوٹا اطلاع دوں گا۔ آپ کا قون نیز

جھوٹے نا کے فیر بکھرا دیتے۔

وائپری حمیدی کو دکھلا ہٹیں قابل دید تھیں۔

"اسے تو جھوٹے نا اس افلاست کو اس نے کہا۔

"خوب ہے بھیگ کر۔ فریدی بڑا یا۔"

وہ مواد پر پس اپنے تابے "جید مصطفیٰ" اور "امیر" اکبر عرفانی خود کو

«کیا تمہیں ادا کوئی کام نہیں» فریدی مختک بھی میں پوچھیں تینجھے اخلاق کرنے کی تکلیف نہ رہوں گا؟  
جید پر اُس کے بھی خلی کا کوئی اثر نہ ہوا۔ قلبی تاش کے پتوں کو دیکھتے ہی اُس کی سیندھی کی رخصت ہو گئی تھی اور وہ اس بُری طرح مختک مذاقہ کے موڈیں آگئی تھا کہ اگر اس وقت اُسکا اپ بھی ہوتا تو وہ اُسے چلکیوں میں اڑا دیتا۔

»رونوں پر چوپ پر لامیں ہیں!“ دنہایت مذکورہ انہار میں پر پڑا ایسا ہر ایک پر روشن کن تصویر ہے اور درسرے پر لطیفی کی۔ فریدی صاحب محمد حمل ہو گیا اپسے نہ اور وہ کی ہندادی کا سایہ تو پڑھی ہی ہو گی۔ اسکا پہلا تصویری سبق ہار کیجھ۔ اب دیکھتے ان پتوں کی طرف اُسے رکا اور لام سے رکا اتی۔ یعنی سبی رکے مٹاتے ہیں جوانی کو جو ان ہو گر۔ اُف فود زندگی کا خلسلہ حمل ہو گیا۔ ہماری صاحب میں ہماری عظیم روح کو سام کرتا ہوں۔ یہ بات پیدا کر دی ہے تم نے۔ یعنی رکے جوان ہو کر فوج میں بھری ہو جائے ہیں!“  
”یکے جاو فرزند!“ فریدی سکا کر پوچھتا ہے تمہاری بکواس بھی بھی کار آمد شاپت ہوئی ہے۔

»لام سے لٹا مٹگیش بھی ہو سکتا ہے لیکن میں فی الحال لام سے لگ گئی پوچھ کر یہ بھی میں ہا کئے راما کو تربیح دوں گا۔ ہمارے سامنے دو لام ہیں۔ اس نے ایک شعر سخنہ دوں گے لاموں کی تشریح ہو جائے گی س

رس دلت دکھانی ہیں کہ اس لام کو دیکھو  
ہم کیش دکھاتے ہیں کہ اسلام کو دیکھو

ہم اور یہ سادی ڈاٹری کی طرف اشارہ کیا۔  
»بلوں بزرہ آتی ہے۔ اگر اپ مول ایکھنی میں کئے تو جا لیں فیصلی کیش ہے۔  
اور دوسری بات یہ کہ بھی کچھ یاد رہتا ہے کہ ابھی ہم نے شام کی چائے ہیں پی۔

گردی کو قریب سندھیکھنے کی تہمت نہ کر سکوں گا!“

”کیوں؟ کیا خاص بات ہے اس میں“ فریدی لاپسنانی سے بولے۔

”اُس کی اگھیں۔ خدا کی پناہ۔ اس پاپھر دنیا کا آٹھواں چھوپ ہے۔ لمحوں میں

مناد پر دوسرے خداویں کی فرمیتا تھی کا دار مدار بتاتے گردان دوقن میں بدلے۔  
اسکی خوفناک اور پھر سکے دوسرے خداویں معصومیت کے حال ہیں!“

»اپ ہے تو کچھ بسی ہی باظر ہی بڑا ہے۔

گھوہ بھکر قریب سے لفڑا کھانا۔ سل توڑی اور لفڑا کھون کر اُس کے اندر کی ایسا

میز پر اٹ دیں۔ سی قلبی تاش کے دو پتے تھے اور ایک چھوپ جیکل پاٹ ڈاڑھی۔

»ماں تیرستھ کی۔“ سید پاپر پریٹ کر چھا۔ یہ کس چاہو کی تاول کا پلاٹا ہے۔ ان بھٹکتے

ہے چڑیاں کی ایسے کیں اور پڑھتی کا خلام پھوڑ کر قلبی تاش استھان کر لئے شروع کر دیں۔  
فریدی سندھی جان لیکر نریا۔ دوسری بیڑی سے ڈاٹری کے اراق المث رہا تھا۔ میک

وہ سب کے سب سادھے۔ کسی صفحے پر بھی کوئی تحریر نہیں تھی۔

جید قلبی تاش کے پتوں کو لٹھ پڑتے تھے۔ کام کے یک طرف حروف تھے اور درسری

طرف تصویری۔ تصویروں میں سے ایک پر دو مختلف فرجوں کی راٹی کا منتظر تھا اور درسرے

پتھے کا پشت پر طرف ایک نیخرا رکے کی تصویر تھی جس کے ہاتھیں قلبی تاشوں کا پیٹھ تھا۔  
طرف ایک سبھی تھا۔ اور یہ حرف تھا۔“

فریدی سندھ ڈاٹری رکھ کر پتے جید کے کھصصیتے وہ بھی جلد ٹھوں لیکر اپنی مل

پیٹھ کر دیکھا۔ پھر بھی نظروں سے جید کی طرف دیکھنے لگا۔

»میں سوچتا ہوں۔ کیا ہماری تجھے سمجھی نیادہ منخرہ تھا؟“ جید نے کہا۔

»میں نہیں۔“ جید کی اولیٰ تھی۔

»تو پھر... اس حرکت سے کیا تیجھ تھا کرو!“ جید دوبارہ سرپیٹ کر لیا۔

”چالستے تو دم کے ساتھ ہے“، فریدی مسکرا کر بولا۔ ”یہ تو بنا دے اب پچھوں کے سامنے کیلئے پچھے دو خون بڑو کئے۔“

”بہرام کی خادم سے چوچ کر جواب دوں گا۔“ وہ پھر اسی سلسلے میں فریدی پور کے ایک دوسرے شخصی یعنی سے خط و کایت کیجیے۔ ”جواہری زندہ ہیں۔“ میں ایک مودودی سر اختر سالانہ اپنی باتیں پیچھے سے تا صاریں۔“

مخدودی دیر کے سامنے خاموشی پر لگئی۔ فریدی نے ڈاری اور تاشی کے دلوں پر تجوہی میں رکھ دیتے۔

چاہے پر مجید سے پھر وہی تذکرہ پھر دیا۔

”فی الحال عرفانی کو بھول جاؤ۔“ فریدی بولا۔ ”اگر تم اسی کیسی کو جو زلف کی موت سے شروع کریں تو برا دہ بہتر ہو گا۔“

”میکوں؟ عرفانی کو کبھی بھول جاؤ۔“

”اسی لمحے کا بھی تک ہم قبل کی وجہ نہیں معلوم کر سکے یہیں جو زلف کے قتل کی وجہ صاف ہے اُسے حرف اسے نے ختم کر دیا گی اُر ہیں وہ دلیس کے ساتھے نہ چڑھ جائے۔“

”اچھا پھٹکیے ہیں۔ تو کیا آپ سیر الٰہ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟“ میں فی الحال صرف اپنے خلاف ایک کارروائی کرنا چاہتا ہوں۔

”وہ کیا ہے؟“ مجید سپر اشتیاق بیجے میں پوچھا۔

”میکی کو تباہیں یہاں سے مار دوں۔“

”میری خلاف۔۔۔ یہاں بی ماہ۔۔۔“

”ہمیں اُس دن قائم کلہ بھوڑ پھوڑ کر جرا لٹا کا تعاقب کرنا چاہئے فتحا۔۔۔“

”میں چاہتا تھا کہ آپ کسی نہ کسی سر قبیلے سامنے خرو رکھا یہے لَا۔“ مجید پھر کی سے سمجھا۔ ”میں برادر دندے سے کامل جیر الہی سے ادا کیا ہوں۔“

”میں یہ نہیں کھلتا۔“ فریدی کچھ سرچاہو ابولا۔ ”ہر فی الحال اُس سے پھر تباہیک بھی نہیں۔ تم پہلیا پر نظر رکھو۔“

”ملکری یہ۔ میں بھیتے ہی اُسے کوئی سکھیت نہ ہونے دوں گا۔“ مگر خدا کچھ ترتبا یتھے یہ تاش کے پتے۔ سادی ڈاری۔ آخڑہ کیا بلاء۔۔۔“

## علینک اور چھوٹ

فریدی جواب دینے کی بجائے حمید کی آنکھوں میں ویکھتا رہا اُخڑ حمید کو اٹھیں ہونے لگی اور وہ جھنجلا کر بولا۔

”ویکھتے! میں اتنا کا ودی نہیں ہوں۔ ابھنا آپ بیکھتے ہیں۔ کیا میں یہ نہیں سوچ سکتا کہ اس ڈاری پر پہاڑ کے عرق سے کچھ لکھا گی پہاگی جو اس دکھائے ہی وادی پھر ہو جائے کا۔“ رینچوں کی سی یا تیں دکرو۔ فریدی مسکرا کر بولا۔ ”عرفانی پیچھے ڈھین آری سے اسکی آق رکھتے ہو۔“

”آخڑ آپ چاہئے کی میں۔“ حمید نے اپنے داہنے گال پر تھیڑا کر کر کہا۔

”کچھ نہیں را۔ میں صرف یہ کہتا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے۔ ڈاری سادی ہی پہنچنے یہ ناممکن ہے کہ عرفانی صاحب نے کسی میدھے سارے طریق پر اُس میں کوئی خوبی تحریر پھیوڑی ہو۔ پیار کا عرق۔ تماں کا پانی یا انگر سے کے چھکے کا عرق تو پچھوں کے کھیل ہیں۔“

”چالستہ ختم کر چکے تھے اور حمید نے بات بھی جہاں کی تھاں ختم کر دی تھی وہ اس سلسلے میں زیادہ سرفراز نہیں کہتا چاہتا تھا بلکہ اب اُسکا سارہ جو شیخھ پر چکا تھا۔“

”میں تو کہتا ہوں ماریتے گوں۔ اپنے بھگتیں گے یار لگ۔“  
سرداری ڈاری سے ہوتی تھی اسی چیز کو نہ جانے کیا۔ بھگتی میٹھا چاہوں کے نہ اتنا ہنکار ہوا تھا  
پس ناممکن ہے۔“

”فریدی کچھ یہ کیس کسی اور کو سوچ دیا جائے۔“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میری راہ کوں روک سکتا کیا پورے ملکے میں  
کوئی ایسا ہے اگر ہو تو بتاؤ۔“  
جیہد نے ایک بار فریدی کو لکھوڑتی ہوتی نظر وہی دیکھا اور پاپ میں تباہ کو لکھوڑ کا  
چھوٹا ٹھوٹا۔ فریدی لکھوڑی دیر جدید رہ۔

”کہاں؟“

”عُنافی صاحب کے گھر“

”دوہاں کیا کریں گے؟“

”اُنہاں کا... اُن کا بھیجا و بال آگیا ہے۔“

”اُنے دیجئے وہ بھی کوئی مذکوری تھی جا رہے تھے اُن کی بندک میں محفوظ کر جائے گا۔ مثلاً  
انہوں کے چکھا اور چھوڑم رہ جو کہ بہتر نایت کردیں گے کی جزوں قش کی عورت کے نہ ہے ہیں۔“  
”انھوڑا۔“ فریدی دلکشاں پڑ کر اٹھا ہوا یولا۔ مجھے زیادہ خفظ نہ دلو۔

فریدی ایک بار چھر عُنافی کے گھر کی تلاشی لینا چاہتا تھا اسے تو قع تو نہ تھی کہ وہ اس

ٹھوڑی خاصی راستے پر جعل کیا ہے۔ بھر جی اس نے یہی مناسب بھاگ دیکھا تھا  
بھی نہ پھوڑ سے جاتا ہیں۔ تکمیل ہے کہ اسکے حمل پر کچھ روشی پڑنے کے ایسا پیدا ہی جو جاتی ہے۔  
فریدی عُنافی کا سمتیٹ بھر جو اسی کی موتو کی بخوبی کر کچھ دلوں کے تھے ہم اُنکا  
پر ایک بیٹ فوج کا سمتیٹ بھر جو اسی عُنافی کی موتو کی بخوبی کر کچھ دلوں کے تھے ہم اُنکا  
چھاپا کر صرف وہی اکیلا اس کے وارثوں میں سے تھا اس لئے اس کے قیام کی تھت

اگر نہیں بندک کی بھری خالی بھی تھی تو اُسے اتنی کوفت نہ ہوتی تھی قیمتی تماشی کے بچوں والے  
سارے ڈاری سے ہوتی تھی اسی چیز کو نہ جانے کیا۔ بھگتی میٹھا چاہوں کے نہ اتنا ہنکار ہوا تھا  
فریدی بھر جا کر قون کی بھٹتی بھی۔

”فدا دیکھتا تو“ فریدی نے جیہد سے کہا۔

جیہد نے ہاتھ پر طحہ صاحب کو رسیلوں راخھا لیا۔

”اپ کا قون ہے ناولہ ما و نہ پس پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ آتی یہ چیز۔“

فریدی نے اس کے ہاتھ سے رسیلوں سے لیا۔

”ہیں لو۔ جی ہاں یہی بول مہا ہوں۔ تسلیمات... میں نہیں سمجھا... ادھ...  
یہکی... کیوں... ایسا کیوں ہوا؟... جی ہاں... میں اس سے ملا تھا... جو زندگی کے  
سلسلے میں... لیکن... عجیب بات ہے... مجھے شہر ہے... بھیکس ہے... میں نہ ہاں  
دعا دی مغفرت کے ہیں... ادھ بہتر... بہتر... مجھے کوئی اخراج نہیں... جی ہی بڑی  
چہرہ بانی... تسلیمات!“

فریدی کا پر جھرہ خند سے مرُخ ہو رہا تھا اس سے رسیلوں رکھ دیا۔

”کیا بات ہے؟“ جیہد اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

”میرا شخصیں اجازت نام منسوج کر دیا گیا۔“

”کیوں؟“

”قابدان جیر الدین سے شکایت کی ہے۔“

”درادوہ۔ یہکی ہماری ملاقات تو یہ سے شریعت نہ طور پر ہوئی تھی۔“

”فریدی کچھ نہیں یولا۔ قیومی دیڑک خاموشی رہی پھر اس نے کہا۔

”اجازت نام منسوج ہو جائے کام طلب یہ چیز کے کام پیدا ہم اس کیس میں دخل اندازی

نہ کریں۔ اور اگر جیر الدین جرم ہے تو میرے علاوہ اور کوئی اس پر ہاتھ نہ ڈال سکے گا۔“

فریدی نے اس کی بخواں کا کوئی جواب نہ دیا وہ پڑھتا تھا کہ سے کہرے کا جاتا ہے۔  
رہا تھا آخ رہا سے میز پر ایک سرخ بمب بھی لیا گیا  
وہ نیلا باب !“ وہ اس طرح پڑھتا یا جیسے کچھ بار کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

حیمد کو انہیں ہر سوچی آخراں سے پرانے عورت خون کی کیا مزورت ہے ہرگی  
کوئی بات بھی لیجھے یا سرخ رنگ سکھا بے عرفی کے تسلی کیا تعلق پرستا تھا  
اور پھر عرفی کو تو نیچے بیک کا جنوں تھا اس کے بالش کے کمر سکل ہر چیز نیلی تھی۔  
جی کہ شیب خوانی کا دیاں بھی نیلا ہوا کرتا تھا اگر اس کے ڈارک روم میں تھے رنگ  
کا بیب نظر آجائے تو اس کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔

اس نے فریدی کی عرف دیکھا ہوا پسہ بٹھا، سطح سکوڑے ہوتے تھے جسے سیلیکن  
کا ارادہ رکھا ہو، دفعہ تھیف سی ملکراہت اس کے چہرے پر مزور ہرچیزی دوڑھ کہنے والا۔  
” حیمد اب یعنی اس مکان میں ایک ایسی عینک تلاش کرنا چاہتے ہیں جس کے شیشے  
در رنگ کے ہوں ۔“

” اور لگر نہ ملے ۔“ حیمد گراسٹہ بتا کر ہوا۔ ” تو انار سے غیر کو ہماں رکھو دینی  
چاہئے تاکہ عرفی کی روح کو سکون مل سکے جا رہے۔ جو ساری زندگی عینک کو ترکارا ۔“  
فریدی ڈارک روم میں رکھی اور چرزوں کو قلے پلٹے لے کا حیمد چاپ سکردا اسے  
میکب نظروں سے گھور رہا تھا فریدی کی باقیں اکثر بڑی بیسے بلامہ اکری تھیں اور انی  
کی چالیں ملائے کے سب سے میں حیمد کو یا قاعدہ طور پر اختلاج ہوتے لگتا تھا اسے ایسا  
تمسوں ہوتا جسے اسکا صاحب کھو پڑی سے ملی آیا ہو۔ اس وقت وہ یہ سے غصہ و غم سے  
کام سے رہا تھا وہ خود اس کی زبان سے تائی بے ربط یا تین تھیں کہ فریدی یوکھا جاتا  
فریدی نے میز کی دراز کھوئی۔  
” لڑ !“ وہ آہستہ سے بڑھایا۔ عینک قریبے ... خوب ... زرور رنگ ... ۔“

طبلی بھی ہر کتنی تھی وجہی تھی کہ عرفی کا ٹھوڑا تھوڑا اکاؤنٹ فہرست سے بیکن میں تھا عرفی  
کی دل ایک بہت تری کمزوری تھی اس سے محن اسے بہت سدھ کوں میں سا بکھوڑا کا  
سالہ و سروں پر اسکی امارت کا رعب پڑھے وہ کمی کو جیک دیتے وقت آئے وہ چک یکیں  
اپنے ملشندگوں کو اس سے بچھنے والے فارانڈا میں ووجہ کرتا تھا کہ اسے کس بند کا چک  
چاہتے ہو جاں عرفی کی یہ کمزوری اب اسکے بھیتے کے سے سربابی روح ہو گئی تھی  
اگر وہ کوئی وصیت نامہ بھی چھوڑ جاتا تو اسے کوئی دشواری نہ پیش آئی بلکہ اپنی نیز  
اُس سے ایک بھی کاروائی کے ساتھ رجاست کی نو اسی سے کوئی اعتراض نہ کیا غالباً وہ  
سرج کر خوش بھی ہوا ہو گا کہ پھر کام اڑکم ایک معزز اُدمی تو اسے جانتا ہی پے جو اُن  
کا ترد حاصل کرنے میں اُسے مدد سے سکے ۔“

فریدی نے بس سے پچھے عرفی کی لامس بھن کیا تھن کی میز پر جنہیں بھی کاغذات  
موہر دئے اہمیں ویضہ کا۔ یہ تیری کتابیں افغانی ملیں ... لیکن کوئی یہی چیز نہیں ملی جسے  
عرفی کے قلن پر روشنی پڑھے ... کی جنہیں اُنکے عرفی کا جنہیں بھی اُنکی اور اخراج  
محدث کو کے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا پڑا۔ گھر فریدی کا دیکھا ہوا تھا اس نے اُس کا  
زخمی کی مزورت بھی تھی۔ دوسروں کو وہ بھن سے بھالتے ہوئے وہ ایک چھوٹے  
سے کرے بھیں پہنچے یہی عرفی کے قلے کو لگرا کی کا ڈارک روم بیزار کا تھا فریدی نے تاری  
کی راشنگری کو کچھ تھاں کر کے نیکی جادا دی۔ بیٹھے رنگ کا باب روشن ہو گیا اساتھی  
فریدی کے ساتھ سے تھیں ایک دوسری ... حیمد اس سے گھورتے لگا۔

” حیمد فریدی !“ فریدی مضرط بار اتنا میں بولا ہے فو لوگوں کی ڈارک روم ہے۔  
اُخڑھاں بندے باب کا لیا کام۔ یہاں تو سرخ باب میز اچا ہے تا  
” خدا مخوذ کا راستہ سراغ ساقی سے ” حیمد بڑھ ریڑایا۔ کل صبح آپ پوچھیں گے ہیں  
” آج سوچ جیر تھا کیون نکل رہا ہے ۔“

وہ حمید کی طرف مڑا اور عینک اسی کے چہرے کے قریب نے جاتا ہوا بولا: "یہ وہی  
زور دنگ کی عینک... اب ہم کسی خالی ہو سکیں گے؟"

"وہ عینہ جو تباہ جتنا تھا تو میں گے" حمید جل کر بولا: "اگر آپ اتنا وقت برداز کرنے  
کی بجائے بچھے سے بکھتے تو میں آپ کو ایک درجن ایسی عینکیں خریدتاں"

"وہ یکم؟ مشت اپ! آؤ اب چلیں" وہ عینک جیسے میں فراہم ہوا بولا۔

"ارے اسے کیا؟ عینک چھاتیں گے آپ؟"

"۱۱۰۵!، فریدی چونک کر بولا" تھیک ہے اس کی ضرورت نہیں؟"

اس نے عینک جس سے تکان کر پھر منزکی دراز میں قابل دی۔ اور وہ دنگوں  
دنگوں رُک گئے فریدی تاگواری کے ساتھ کچھ بڑا رہا تھا۔

یا زار میں پہنچکر فریدی نے کیڈیاں ایک عینک ساند پکنی کے سامنے روک دی  
۔ "یادا" حمید نصیلی سائنس سے کر بولا۔

فریدی اسکے لئے ہوتے دو کان کے اندر آیا اور یہاں اسی سے زرد شیشوں وال  
دو عینکیں طلب کیں۔

"بس آپ ہی متوق فرمائیتے قیلہ" حمید بڑی ایسا دخدا وہ دن نہ لاتے کہ آپ  
کو سیلانی شرستے کی تلاش ہو اس سے پہلے ہی مر جانے کی تھتا کروں گا"

زور دشیش کی عینک کا استعمال عام نہیں۔ اس نے وہ انہیں اس دو کان میں  
نیمار نہ لیں کو جلدی بھی اس نے اس نے یا قاعدہ نہم شروع کر دی کجھی

اس دکان میں اور کچھی اس دکان میں لیکن اسے ای لوگی ہی کامن دیکھتا پڑا۔  
"ہم اب تک خواہ مخواہ وقت برداز کرتے رہے" فریدی بڑی بڑی ایسے حکلوں کی

دکان پر مقرر مل جاتے کی پیوں کے لئے کی رنگوں کی عینکیں بھتی ہیں"

"آڑا آپ چاہتے کیا ہیں؟" حمید جھٹکا کر بولا۔

وہ قریب کے ایک رستو ران میں چلتے گئے۔

"اے کیا یاتھی؟" فریدی نے اٹھیاں سے بیٹھ جانے کے بعد قائم کی انہیں

میں دیکھتے ہوئے ہے۔

مر جو تیش کے سہاں... عرقانی!

”مُھمُر دا۔۔۔ کیا جیر الدُّس سے تمہاری جان پہنچانا ہے؟“

”نہیں تو۔۔۔“

”پھر تم وہاں کیسے گئے تھے؟“

”اوہ۔۔۔ وہ!“ قاسم شرما کہ بولا۔۔۔ میں فدا قست کا حال وال۔۔۔“

”خیر ہاں۔۔۔ عرقانی کی کیا یات تھی؟“

”پاسی پریں سے ایک کمر سے میں عرقانی کی شکل کا ایک آدمی دیکھا تھا جو

آرام کری پہ لیٹا سکا۔ پی رہا تھا۔

”عرقانی کو تم کیسے جانتے ہو؟“

”اوہ۔۔۔ میں نے اخبار میں تصویر دیکھی تھی۔۔۔“

”تم پھر تمہیں دھوکا بی ہوا ہو گا۔۔۔ صرف تصویر دیکھ کر

وہ مجھے یقین را ملت ہے؟“

”وہ اتنی نہیں۔۔۔ وہ اتنی۔۔۔ یخوں رو۔۔۔“ جیسید بیج میں یوں بڑا۔

”واپسی!“ قاسم اسے گھوڑ کر عزیزیا۔۔۔ میرے والد صاحب پیری پورتے ہیں۔۔۔“

”کیا تمہارے والد صاحب یا یا بائے آردو ہیں؟“ جیسید نے کہا۔

”تم خود ہو سکے یا بائے آردو۔۔۔“ دلازیان سنجھاں کہ ہاں ہے قاسم درپٹ کر بول۔۔۔

”بیکار باتیں نہیں۔۔۔ جیسید خا موش بیجوٹ۔۔۔ فریدی نے کہا پھر قاسم سنبھو۔۔۔“

”نہیں دھوکا ہوا ہو گا۔۔۔“

”ہوا ہو گا سالا کچھ!“ قاسم کا مرڈ بکرا گیا تھا۔۔۔ اپنی ایسی کی تیسی میں گیا عرقانی اور

آنکا بھوت ہاں جیسید صاحب! تم نے اُس دن مجھے شراب کیوس پلا تی تھی؟“

”کیا میں نے اپنے اتحاد سے پلانی تھی؟“

”ہماؤں تھا تم نے۔۔۔ تم نے بہلا یا تھا مجھے؟“

”میرے بھنے سے تم زسرپی لوگے؟“ جیسید سکر کر بول۔۔۔

”ذرا کہ کر تو دیکھو یکی گفت بتاتا ہوں؟“

”در اوی۔۔۔ ہو تھہ۔۔۔ چھوڑو جھوٹی یہ جھکڑے یا فریدی کافی کے لئے آرڈر سے

کر بول۔۔۔ ہاں جیر الدُّس نے کیا بتایا تھا ہمارا ہم تو دیکھ کر؟“

”تم نے جواب دیتے کے بجائے فرما کر سر جھکایا۔۔۔ کچھ دیرتا خی سے دانت

کر دیتا ہاں پھر لکھیوں سے دروانے کی طرف دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔۔۔ اس نے

بتایا ہے: پوری یہی رہے گی۔۔۔“

”تسدیق تھیں ضرور ہر پی لینا چاہتے،“ جیسید نے کہا۔

”تم جب رہو جیسید بھائی۔۔۔ الا گو تمہاری طرف سے دل میں میں آگیا پے اگر

بائی بی بھی تو۔۔۔ وہاں چھوڑا کچھ کیوس آئتے تھے۔۔۔ اگر میں بھی شرارت کروں تو تو۔۔۔“

”حصان تم کیا شرارت کرو گے؟“ جیسید نے پوچھا۔

”میں کسی اخباری پر پورت سے بتا سکتا ہوں کہ تم تھے اس دن جزوں کی کاریں

لکھا کر دیا تھا۔ اور اسی دن وہ سرگلایا۔۔۔“

”یہیں تم اپسا ہرگز مہمیں کرو گے؟“ فریدی اسے گھوڑ کر بولا۔۔۔

”نہیں کروں گا۔۔۔ میں نے تو مثال کے طور پر کہا ہے۔۔۔ میکن آپ جیسید بھائی کو

کھو دیکھئے۔ میرے کی پیدائش کی بھاول اور حضرتگی ہے۔۔۔“

”کیوں؟“ فریدی نے یخوت سے کہا۔۔۔

”والد صاحب نے پندھوار کی بھرپور سے خبری تھی۔۔۔“

”چہ چہ!“ فریدی سکر اکر بولا۔۔۔ جیسید نم برے گھوڑ ہر۔۔۔ خبردار اپ جر کیجی

قائم کو پریشان کیا۔  
 «بیوی کے سامنے مجید نے یو جھا۔  
 ہلیں زیادہ جان نہ بیلا تو اگر بیوی کے سامنے میٹا ہوتا تو میں ہمیں زندہ رہ  
 پھوڑتا۔ ویسے ہی وہ سالی میری کچھ حقیقت تھیں بھیتی۔  
 «واقعی زیبگی ہرگی اور خداں وقت تک تجھے گی جب تک کہ تم کو قی با  
 کارتا مدد انجام نہ دو۔ مجید بولا۔  
 «کیسا کارنا مرد قائم کے پوچھا۔  
 «ایسا جس سے تہاری شرت ہو، مجسم فریبا پس میں قبا کو حیرتہ ہوتے کہا۔  
 غفریب فری اشیائیں کا دلکش شروع ہونے والیہ تم کی نافی بہمان کو لکار دو  
 «پھرے داؤں یو یو ہمیں آتے۔  
 «فری اشیائیں میں تیادہ داؤں یو یو ہوتے۔  
 «پھرے کچھ بھی ہمیں آتا۔  
 «اگر سکھا ہیا جاتے تو۔  
 «میں لڑاکہ ہوں۔  
 «ڈھینک تو۔ فریدی صاحب ہمیں سکھاویں گے۔  
 «کیوں؟ اپس سکھاویں گے ناقم چہک کر بول۔  
 «ہاں کسی وقت اطمینان سے آتا۔ فریدی نے کہا۔  
 «میں وصولی پاش پڑی اچھی مارتا ہوں۔ قائم بولا۔  
 «ہوں خیر۔ دیکھ جاتے گا۔ لیکن کیا ہمیں یقین ہے کہ اس آدمی اور عرفانی  
 میں کوئی مشاہدہ نہیں۔  
 «مشابہتیں۔ وہ ہو ہو عرفانی تھا۔ مجھے یقین ہے میں دعا سے خل کریں  
 دراصل اس وجہ سے دلچسپی سے خل کریں۔ میرے خدا کو عرفانی سے میرے خاص قسم کے تعلقات تھے۔

اپ کے میان گیا تھا مگر اپنے ہمیں سے تھے۔  
 «تم کس وقت دیکھ گئے۔  
 «کھر جیا چار بجے۔  
 «کسی اور سے کیا سکا تو کہہ ہمیں کیا تھا۔  
 «ہمیں۔ کسی سے نہیں۔  
 «چھا تو اب کسی سے اس کا تذکرہ مرت کرنا۔  
 جید کو اُبھیں ہونے کی تھی وہ تسدنگ کی عیاں کے متقدم سرچ رہا۔  
 اور قاسم کی اس بحث کی اُسی کی نظر میں کوئی وقت نہیں تھی۔

## رنگ چاکتے ہیں،

فریدی اور مجید اپنے پہنچے ہی سمجھے کہ فریدی کو پرمندشت کا سعماں ہا جو اپنے  
 اُسی میں اس کا مفترضہ۔  
 «مور کو شاید اپس سے چھڑتی ہو گیا ہے؟ مجید بھی کرو۔  
 پرمندشت نے بڑی خوش اخلاقی سے فریدی کا استقبال کیا۔  
 «فریدی حاصل ہے! اُس نے کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ عرفانی کا ایکس اپ کو نہیں  
 سکتا۔ حالانکہ میں سے بہت کو شش کی۔  
 «میں آپ کا شکر کہ اور ہو۔ اور پھر ایسے ہی تو ہمیں ہوں ادھیں ہیں۔ میں  
 مثبہتیں۔ وہ ہو ہو عرفانی تھا۔ مجھے یقین ہے میں دعا سے خل کریں۔

”ہوں!“ پیر نژادت کی طریق ہوں۔ خاموشی میں بدل گئی پھر اُس نے کچھ بھروسے  
لہذا آپ کس نجتے پر پہنچنے میں“

جزٹ کی مت کے بعد سے معاملہ شکن ہو گیا ہے۔ فریدت پھر سرتبا چوالا  
وہ قاتلوں کا شریک کار عطا۔ آخر ایک اگریز کا عرفاً نے کیا تعلق:

”میک ہے“ فریدی نجک بیٹے میں یو لا۔ ہم ہمتری یا توں غالی غور ہیں۔ شال  
کے طور پر ایک بھی کہ بینا رُ جیسے یہ نام آدمی کا جی رالا کے یہاں کیا کام جو سکتا ہے؟  
کیا برنا رہ بہو۔ وہ... اشکو اندریں یا

”جی ہاں وپی۔ جیسرا لدکے یہاں کے مطابق وہ بھی آجیل یوھرا دم سے بہت  
خدا قلرا رہے“

”پھر فریدی سچی یا توں تو ہے کہ میں بھی...“ پیر نژادت کچھ کہتے کہتے دوک گیا۔

فریدی نے پہنچے تو اُسے سواری تقویں سے دیکھا پھر بیک اس طرح یہ تعلق تک  
آنے لگا جیسے اُس کی ادھوری یا توں کوئی پچھی نہ ہو۔

بہر حال میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی کہی کہ آپ اکھت وغیرہ کی مدد کرے ہیں۔  
”بھلاکی کو ٹکرنا کہ میں یا ضابط طور پر یہ تعلق کر دیا گیا ہوں“

”بھی اُپ کیا کیا جائے۔ اوپ کے یہی احکام ہیں“

”جی ہاں اسی نے کہہ دیا ہوں کہ جب اوپ والوں کو جوچ پر اعتماد نہیں رہا  
تو اس کیوں خوا غواہ دخل رہی“

”یہ خود جیسے جیزاد کی طرف سے مطمکن نہیں، ہوں“ پیر نژادت آہستے بولے۔

فریدی کچھ رہ دولا۔ کچھ دیر سکوت دلا۔ پیر فریدی نے کہا: ”چھے دو ماہ کی  
رخصت چاہئے“

”اوہ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ...“

”آپ جی رالا ہے خدا غواہ جا بھروسے“ پیر نژادت نے تاختا بیٹے میں لہما۔

”میں! سوپر میں تو صرف جوزف کے سلسلے میں اُس سے ملا تھا اور حماری لگنگا  
دارتہ اخلاقی ہی میں رہی تھی“

”میں شاید کسی طرح علم ہو گیا تھا کہ آپ کے کچھ آدمی اُس کے مکان کی مگر ان کی وجہ  
میں ہو گا۔“ فریدی اپروائی سے یو لا۔ میں اپ اس میں دلپی ہٹھیں سے رہا ہوں“

”کیس مرداً صحت اور سر ملکوں کے پر درکار گیا ہے؟“

فریدی کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر تک خموٹی سری پھر پیر نژادت نے کہا۔

”وقتہ نہیں کیا پیرز نہیں بھے تعالیٰ تلاش کر رہے تھے صalam نہیں وہ انہیں ملے تو  
میں بھی گئی ہو گی“

پیر نژادت نے تقریباً سے فریدی کی طرف دیکھنے کا پھر فدا منگرا کردا  
کیا آپ اس سے میں کچھ پچھا رہے ہیں؟“

”آپ کا خیال درست ہے“ فریدی نے بخندگی سے جواب دیا۔

”یعنی؟“

”میں یہ چھپا رہا ہوں کہ قاتلوں کو وہ پیر نہیں ملے“

”آپ کو کیسے علم ہوا؟“

”اس طرح کو کچھ دوک ان یونکوں کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں جن میں عرقاً  
کا کا ذمٹ تھا وہ خود کو عرقاً کا رشتہ دار ظاہر کر کے یہ یا تو معدوم کن چاہئے  
ہیں کہ عرفانی نے کوئی پیر میث کشٹی میں تو نہیں رکھوائی تھی“

”ممکن ہے وہ اس کے رشتہ دار بھی ہوں؟“

”بھی ہٹھیں اُن کا مرتضی ایک بیتچہ ہے اور وہ بیچا رہ ابھی تک خدا مرش ہی  
بیٹھا ہوا رہے“

ہمیں میں اس کیسی میں پڑپی یعنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ آرام کی ضرورت سے کوئا رہ نہ است کرنی۔ لیکن چھپی یعنے سے افسران باقاعدہ بھی کہیں کہے۔

”سچھ کریں۔ سچھے آرام کی سخت ضرورت ہے اگرچھ نہیں تو میں استغفار کرے۔“

”اوہ... استغفار! پرمنڈنٹ پہنچنے والا تقبیلہ مزور کوئی خاص بات ہے۔“

”جیدا رواہ کی بھی کی درخواست تھوڑا، فریبی ملے آپ میں میں داخل ہوتے ہیں۔“

”ہمیں قطعی تباہی مذکور ہے میں بولا۔“ پر مخصوص اجازت ملے۔

”مُسْوَّحٍ بِيَرِي سَبَبَ سَبَبَ بِرِّي تو یہی ہے میرے جذبات شدت سے بھروسہ ہوئے۔“

”اوہ! پرمنڈنٹ اسکے اس طرح دیکھنے کا جیسے اُن کی باتیں کہ فتنہ دنمازد لگا رہا۔ فرمی کیا پڑھ رہا تھا کہ طرح ہے جان تھا۔“

”آپ! پرمنڈنٹ مخواز سے تائی کے بعد بولا۔“ درخواست یعنی میں کو کروں گا۔“

”فریبڑاپ ہی بھی کوئی ایسی لڑکی تماشی کر دیجئے جس سے میں فلات کر سکوں؟“

”اے تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟“ فرمی بھی خدا کر بولا۔

”خوب رہی! کوپاں یونہی بس کار پیچے لکھنی مار کریں۔“

”میں پہنچا ہوں درخواست تھوڑا۔“

”لکھنا ہوں!“ جیدا میڈ اٹھا کر سامنے رکھتا ہوا بولا۔ ”بولتے کیا تکھڑوں؟“

”دو ماہ کی خصوصت کی درخواست!“

”اے تو تکھڑوں کیا؟“ جیدا پیش فی پر احمد مار کر بولا۔ ”لکھ دوں کہ کسی لذیذ کوئی اڑاؤں گے مارڈاں چاہتا ہوں یا میں خود ہی یہاں ہو کر مر جانا چاہتا ہوں؟“

”بودل چاہے تکھڑوں!“ اخا ہر ہے کہ متکور تو ہو گی نہیں۔“

”ایں!“ جیدا میڈ اٹھیں یہاں لکھ رہا۔ ”پھر کاغذ خراب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟“

”ارکوئک اس کے بعد پھر کا خذ خراپ کریں گے استغفار کے لئے۔“

”اوہ تو یہ بات ہے!“ جیدا میڈ اٹھیں یہ سانس لیتے ہوئے سر پر لکھ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر

قریبی کے استغفار کا صاف طریقہ، دیسا خلاصہ ملکے کے لوگ بودل سے چاہتے کہ وہ کسی طرح ملکے سے الگ ہو جاتے اُس کی موجودگی میں افسران باہمک احتمال کر رہی میں پہنچ رہتے تھے اور اُس کے ہم رہتے لوگوں کا قوی عالم تھا کہ وہ اُسے اپنی تاریخ میں ایک بہت یڑھی رکاوٹ بھجتے تھے۔

فریبڑی اچھی طرح جانتا تھا کہ اُسے رخصت مل سکے گی اور ایسی صورت میں فرمیں رکاوٹیں ڈالی جائیں گی جیسا کہ اُس نے یہ کہوں تو ہو جاتے کی دھکی دل فریبڑی اپنے کرے میں واپس آئیں یہاں سرجنٹ جیدا ایک نئی ناپیٹ رکھی کا کھارا احتفا فرمی کو ریکھتے ہیں اُس نے کہتا تھا درج کر دیا۔ اُس دیکھنے اس کی تینیں بھائیں بھیجے۔ تائیں اپنے کار میں بیچے سے بچوں کا درافت... بس جائیے۔“

”لڑکی خود بھی فریبڑی کو دیکھ کر سرپرکھ ہو گئی تھی جیدا کاشاہ پاٹھے ہی لکھ کر فرمنڈا کو دیکھتے ہیں اُس کی بھی لڑکیں حساس یا خشن ہو جاتی تھیں اور اُسے سمجھتا ہوئیں یہاں پر اپنے اس کا دیکھنے کا ایسی میں آپس کی بھی لڑکیں اور اُسے سمجھتا ہوئیں آج رات کی کاروائی سے

یہ وہی پڑائی و خیال چک تھی جو اُس کی کامیابی پر وہ انت کرتی تھی۔

» اٹھو! فرزند! وہ مخصوص قاتماض انداز میں مسکرا کر بولا: ورنہ قبیل افسوس ہو گا۔

» کوئی خاص بات؟

» وہی زرد عینک!

» اوه۔

» آؤ! اٹھو!

فریدی اسے تجربہ کاہ میں سے آیا پھر وہ اُس مخصوص سختی میں آئے ہیں فریدی نے فلپین دھوئے کئے ڈارک روم بنارکھا تھا ڈارک روم میں نیتھے زنگ کی دشی

پیشیں ہوتی تھیں اور غبارے خروز خریدیں گے۔

» آپ کے فارک روم میں بھی بینا بیب! « حمید پڑھا۔

فریدی نے میر پر سے دوسرا ڈرڈ عینک اٹھا کر حمید کی استھنیں پر لگادی۔

» اور تم میں سے مرے گا کون پچھلے؟ اُس نے بڑی مخصوصیت سے پوچھا۔

فریدی اپنی میر پر پہنچ کر درخواست لکھنے میں مشغول ہو گیا تھا جب تک تو انہیں نے حمید کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ یعنیں میں کوئا کوئی ہوں؟

» بکرمت! فرزند ابھی تھماری آنکھیں مل پڑیں گی۔ فریدی نے کہا۔ ادھر یعنیں یہ کیا ہے؟

» اُس کی تو نہیں ہیں جیسی ہنڑو والی گاتی تھی۔

» وہی نامرد ڈاٹری!

» اب دیکھو!

و غصہ حمید کے مذہب سے حیرت کی تیزی حل کئی۔ ڈاٹری کے پہنچے ہی صاف پر تحریر نظر اُبھی تھی کہچی رنگ کی تحریر۔ حروف کے کار بدل پر چلا ڈگ چبلیاں مارہ تھا حمید نے اور سرہانے کی کوئی میر رُس کی پالتو چوہیا بچلیں ٹانگلوں پر حمید کر رہی تھی۔

چباک فریدی کمر سے میں داخلی ہوا رہا اپنی اوری میزی دالی بفرہ گاہت

تمہد حمید نے مرا اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔ فریدی کا پہنچہ شرخ تھا اور اسکی پہنچ

اٹھوں کی بھاں چاہوں ہوں۔

» تم میرا بھی وقت برداز کر رہے ہو۔

» نہیں میں رخصت کی درخواست دے کر لکھ الموت کو دعوت دے رہا ہو۔

جمید پڑھتا تارہ اور اُس کا قلم کا غنڈ پر چلتا ہے۔

» میں بڑی طرح جانتا ہوں کہ... آپ رخصت کی درخواست مخفی سے تھے۔

رہے ہیں کہ خلدوں کی روکاؤں پر زرد ڈگ کی عینک تلاش کر سکیں۔ میں شرط لکھ کر تیار ہوں کہ آپ ان کے ساتھ چھپتے اور غبارے خروز خریدیں گے۔

درخواست تکھر کر اُس نے فریدی کی طرف بڑھا دی۔

» ہم دونوں کی طبیعت اسی وقت میکسہ ہیں ہے۔ فریدی آہستہ سے بڑا پیشیں ہوتی تھیں۔

لئے ہم مگر واپس جاتی گے۔

حمدید گھبرا کر اپنی بخش مٹونے لگا۔

» اور ہم میں سے مرے گا کون پچھلے؟ اُس نے بڑی مخصوصیت سے پوچھا۔

فریدی اپنی میر پر پہنچ کر درخواست لکھنے میں مشغول ہو گیا تھا جب تک تو انہیں نے حمید کو سکراتے ہوئے کہا۔ یعنیں میں کوئا کوئی ہوں؟

» اُس قسم کی تو نہیں ہیں جیسی ہنڑو والی گاتی تھی۔

فریدی اُس کی بات کا چراپ ب دیئے پھر پر نہزادت کے کمرے کی طرف چلا۔

دو گھنٹے بعد وہ دونوں گھر میں تھے۔

حمدید پس پکرے ہیں اور دھاپ دیا۔ ٹبلی کی ایک لکھ اگر زی نے میں لگنگ رہا۔

اوہ سرہانے کی کوئی میر رُس کی پالتو چوہیا بچلیں ٹانگلوں پر حمید کر رہی تھی۔

چباک فریدی کمر سے میں داخلی ہوا رہا اپنی اوری میزی دالی بفرہ گاہت

تمہد حمید نے مرا اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔ فریدی کا پہنچہ شرخ تھا اور اسکی پہنچ

کاغذ کی سطح کی تین رنگت سبزی میں پیدیل ہو گئی اور کھٹی رنگل کی خیربر - بھیج کا مانع چکا کوئی پڑھائی۔ پیدل چنے والا رنگ کے کن رے کر گئی، وہ گیر کچھ کہ اُسے کوئی گی ہے جمپہ کاہر گیا... فربیہی صفت اگاث۔ ہا۔ خیربر قریب قریب داری کے آرٹی صفت میں بھی ہر قیمتی و کامشیث سے دوری مٹک پر مُرگی تو گر نہ دلا اٹھ بھی۔ اُسی کے گرد پھیر لکھ گئی ہو گوند۔ "اب بتاؤ" فربیہی ڈائری ینڈ کر کے بولا جیکی میں پاگل تھا۔۔۔ بولیت۔۔۔

دیکھ جتاب! میکن آپ ہر صعلت کی شروعات پاگل پی جس سے کرتے ہیں اُنہیں اسی صعلتی باتیا جس کا ان عروتے سے شکار تھا ہر کس زندگی نے اسی پر بتا دیا ہوتا۔۔۔ تو کیوں؟"

کاشنل بھی گواہ تھا! میکن گرفتے والا قاتروے جہاں کا محکمہ اُن تاریخ اُس نیجہ بات کے پڑھ لے جی بھی لیعنی ہمیں تھا۔ میکن کی ایک بھوی بھری یاد کے ہمارے یہ سب کی طرح قسم ہے کہ اُس پر کوئی چنانی گئی تھی۔ اتفاق صدیں بھی جانتے والوں پر موجود تھا یقین بڑی حرمت ہوئی بہر حال میں نہ اُس آدمی کو ظریب چڑھایا میں نے درف

"بھوی بھری یاد سے کیا مرداب؟"

"اسے پڑھو! خود کی معلوم ہو جائے گا اور یہی نے ڈائری اُس کی طرف بڑھا دی۔ دہر طرح صدیک پر اسرا دی تھا۔ اُس کے سبقتھن اُس کچھ دیسوں کوئی بھی ہمیں محروم تھا جی کہ دوسری بھی جیسید پڑھنے والے کمال ہیاں، تھیں تاٹھ کے پتے اور سادی ڈائری دیکھا جوت تو فرد بھلی میکن یعنی ہے کہ اس کی ہنڈکھ ضرور بہنچ جاؤ گے خیز تحریر کا یہ طبقہ میں نے اور قبہار سعد الدین حرم نے ایسا ویسا تھام اُس وقت بہت چھوٹے مخے میکن یعنی تو قبہار سے والرست قم سے اسکا ذکر ہے ضرور کیا ہو گا کافی تاٹھ کے پتے پر اسرا دیکھنے کے لیے اسی دیکھنے کی وجہ سے بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں کچھ لوگ اُسی حاصل کرنا چاہتے ہیں میں دیکھنے کا ذکر تھا یوں دیکھنے کا خالی بھی یہی تھا! میکن اُن لوگوں کے خلاف وہ مخصوص نام کے لازمیجا کر تھے یوں دیکھنے کا خالی بھی یہی تھا! میکن ان لوگوں کے خلاف وہ مخصوص نام کے ثبوت ہمیں حاصل کر پائی تھی بہر حال یہ دیکھ کر میر اوفی تجسس پوری طرح یہ مدد ہو گی۔ اس دوران میں کئی یار پڑھ پڑھے بھی ہو چکے ہیں لیکن میں بھیجا ہی رہا۔ آج زجاجے کیوں بھی ایسا عسوں پورا ہے کہ میری یاری نہ مگلی کا آخری دن ہے ہمداہیں اس طریقے سے ان چڑھ دی کوئی نہ کھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میری داستان طبیل ہے اور میری یہ میں نہیں کہا سے کہاں سے شروع کر دیں۔ بہر حال ہمیں یاد جو گا۔ دو تین ماہ قبل کی باتیں پویں کو ایک عجیب دغیر سب کیس سے دا سطر برداختا۔ بات یوں تھی کہ واکا شریث میں ایک آدمی پیسیل جا رہا تھا۔ اچانک ایک ہمارا لگکے قریب سمجھنے لگا۔ اور کار سے اس پر کسی نے

داستان طبیل ہے میں سے غفر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں پر مکا ہے کہ اس کا شش میں کوئی ضروری تفصیل رہ جاتے۔ وہی نہ ہمیں اسکا نام تو تباہی ہی نہیں۔

میں چلا آیا۔ دوسرا دن کے اخبارات میں زیرت غل سے برآمد ہونے والی ایک لاش کی خبر تھی۔ اسی دن سے پھر لمحہ ہر سو شروع ہو گئے ابھی اس چیز کی تلاش ہے جو اس مرتبہ ہوتے آدمی نے بھی دی تھی۔ خدا کرے یہ دونوں چیزوں کو تک بحث نہ فتح پہنچ جائیں۔ میں تو کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔

حیرت نہ تاریکی پر کردی۔ اول صحوتی دن کئے گئے میں شناخت چاہیا۔

کئی باقی رہ گئیں۔ باکھ فریبی یہ کہ اُن میتوں کے نام میں جو شکر سے ملتے رہتے تھے اور ان اُس شخص کے متعلق وضاحت پہنچ جو فریب وقت میں شکر کے قبیٹ میں آیا تھا۔

دیکھ کر لاش پہنچ دن قبیل میں تھی شاید، جبکہ نہ کہا۔

”اُن: یہیں اُس کے قبیٹ سے کوئی ایسی چیز نہیں برآمد ہوئی تھی جو پر اسرا ہوئی۔“  
وآخری کس قسم کا گروہ ہے۔ اور وہ خوفناک حرام کیا ہے؟“

فریبی کچھ نہیں یہ۔ اس کی آنکھیں خلام میں گھور دیں بھیں۔

اس کا نام شکر تھا اور وہ زیرت میں جل کی پیچی نہیں کے تبر سے بیفیٹ میں تباہ رہتا تھا۔ یہ کہ رات میں اُس سے ملنکرے گی۔ قبیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں یہ دھر کسی اندھے چلا گیا۔ اچھا کہ وہ بھی خرگوش پر اونڈھا پیدا ہوا تھا۔ اس کی پیچھے سے خون اُبی دھماکا دروازے کی آنکھیں ہوئی تھیں پر نہ مل رہے تھے۔ میں نے بیکت آوازیں مجھ سے ہماکرے سے اٹھا کر لے گی۔ پہلے دوں۔ اس نہ زندہ تو مجھ پر میں کو اطلاع کرنے دیا اور نہ طبق اولادی کے نہیں تاریخ میں۔ پھر اُس نے الگ الگ کر بیٹھے ایک طویل ہاتھان مٹا کی وہ ایک خڑاک گروہ سے تعلق رکھتا تھا اور اُس کے پیمانے کے معاملیں اُسی کی عدہ کے حرام بہت ہی بھیسا کئے تھے میکن اُسی اُن حرام کا نذر کرہ بہیں کیا۔ دل تو چاہتا ہے کہ میں اُس کی داستان اسی کے الفاظ میں کھوں اور اسی ترینی کے صارخ بیکن خود میری زندگی کی گھر میں ہٹتی نظر آ رہی ہیں۔ پہچال اُس نے بیکچے بتایا اُس پہاڑ حصل یہ ہے کہ وہ گروہ بہت بڑا اور اپنا ای طاقتور ہے گروہ کے دو گوں کی ایک سیڑی دیکھیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ وہ ایک دوسرا کو مار بھی داتا تھیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نظم سے مداری نہیں کرتا۔ بھی کسی نے پوچھیں کی س کی اطلاع نہیں دی۔ اُس نے بتایا کہ وہ بھی اسی کم کے ایک حادثے سے دلچار ہوا ہے۔ میکن وہ بڑا کبیدہ ختم تھا اُس نے پہاڑ کو صاف صاف کاٹا۔ اسی کر کر کو پتہ نشان نہیں دے سکتا کیونکہ اُس نے راز داری کی قسم کھان تھی۔ میکن وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ گروہ دینا پر زندگی دے۔ اس نے مجھ سے قسمی کاش کا پیٹ کھانے کو کہا جا ہو ساختے ہی میر پر پٹا ہوا تھا۔ پھر اُس نے سارے سوچوں میں سے دو پتے کال کر بھیج دیتے اور کہا کہ انہیں پتوں کے ذریعہ میری رساتی اُس گروہ نہ کہ پوچھتی ہے۔ اُن پتوں میں سب کچھ ہے۔ اس کی ہدایت تھی کہ میں نہیں بیکھنے کی کوشش کروں۔ ابھی یہ کھلوچہ چوری تھی کہ ایک آدمی ایک اور شکر کے دیکھتے ہی جو شیخ میں بھر گیا اُس کے منڈ سے تجسس مرح کی آوازیں سننے لگی۔ پھر اُس نے صبح کو خود سے پلے چلاتے کو کہا اور کہا کہ میں اُس پر کو خلافت سے رکھوں۔ ایک دن الفاظ ہو جائیں گا۔

## دوسرا حصہ

### کڑک راتی ہڈیاں

انور اور رشیدہ کے نئے کام بیوی میں شام کی چائے کے پی رہے تھے۔ انہیں آصف  
بھی تھا... اور آج وہ کچھ بھجا۔ بھیسا نظر آرہ تھا خایباں کی وجہ دن ماکائی تھی۔  
جودن بھر کی بعد وحوبہ کے باوجود بھی اس کے سچھے میں آتی تھی۔  
لپٹے یعنی ہے، آصف لگا صاف کر کے بونا۔ فریبی کوئی خاص بات جانتا  
ہے جس کا تذکرہ اُس نے سرکاری پورٹ میں نہیں کیا۔

«کرتے بھی یہی لڑاکہ کر کی ہیں؟»  
«انور کیک کا ایک بڑا سکریٹری نیکتا ہوا پولڈر سرکاری پورٹ میں  
تو ردی کے بھاڑ بلکہ کر کی ہیں؟»  
«انور قہاری مدد کے بغیر میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔»  
رماتی ذیر اولاد آصف، «انور آہستہ سے پولڈر وہ تو تھیک ہے۔ یہیں میں پنا  
قرض کس طرح ادا کروں؟»

«پھر اڑ سے تم تھے؟»  
«میں بھی کہہ رہا ہوں۔ اس ماہ میں تین موکا مقرر و فی ہو گیا ہوں۔  
میں بھی آجکل تک دست بہر میں ویسے ہیں۔ آصف پڑیر دیا۔

دیکھتی رہی پھر اٹھ کر جلی گئی الہ چلتے تھم شکر چلا تھا وہ ایک ملکیت سامنے کر گئی کی پشت  
سے بُک کیا۔ آصف اُسے مٹو سنبھالے والی تقدیر دے دیکھ رہا تھا۔

”تم جوزن کی بیوی مٹے تھے؟“ اُفرا نے آصف سپر رچا۔

”ولما تھا۔ لیکن اُس عورت سے کچھ معلوم کرنیں انتہائی دشوار ہے۔“

”اگر میں اُس حصے کی معلوم کروں تو تھی خاتما عبادت سرگرمگے؟“

”وہ مگر میں اُس سے کچھ نہیں معلوم کرنا چاہتا۔“ آصف جلدی سے پول پڑا۔

”پھر تم جو سے کسی قسم کی مدد چاہتے ہو؟“

”بات یہ ہے کہنا آصف قادر سے بچکا ہے۔“ فریدی سے تھا کہ  
تعلقات اچھے ہیں تم اُس سے کمی طرح وہ بات معلوم کر لیجواں نے سرکاری پر لودھ  
بیس نہیں لکھی۔“

”بچھے معلوم ہے وہ بات۔“ انور نے سمجھ دی گئی سے کہا۔

”دیکھو،“ آصف بحمد اللہ اشتیقیں گیا۔

وہ سرکاری اپورٹھیں انہوں سخیہ نہیں لکھا کہ وہ تمام عمر تزارے رہنے کی قسم  
کی بچکیں۔“

”انہوں بچپنا مست کردا میں آج بہت پریشان ہوں۔“

”وہ اگر تم مقعی پریشان ہو تو میں چیسیں مشورہ دوں گا۔۔۔۔۔ مگر میں بغیر معاوضہ  
لئے کچھ کوئی مشورہ نہیں رینتا۔ آصف صاحب بچھے اصول ہے؛ انور نے کہا۔  
اور کچھ سوچنے لگا۔“

”اوہ!— یہ رشیدہ کیاں جلی گئی؟“ آصف تھوڑا چونک کر بلے در طرف آصف ایک

مشت ایسی ندا دیکھ لوں رشیدہ کیاں جلی گئی؟“

انور کے چہلنے کے بعد آصف اونکھتا ہوا۔ اس وعدان میں پیرا بیل رکھ کر چلا گیا اور

آصف کو چہلک دہوئی تھوڑی دیر بعد وہ چونکہ گھر تھی پر نظر فدا۔ انور کو تھے ہوئے  
پندرہ پیس منٹ ہو چکے تھے۔ پہنچنے کا منصب نے اُسے کوئی ایمت دردی لیکن پھر بُکی  
طرح چونکا اور ساتھ ہی اُس کی نظر میں پر ڈالی جو سارے گیارہ منٹ پتھے کا تھا۔ پھر ہی حقیقت  
اس پر ووشن ہو گئی کہ مل کے دام اُسی کو لا کر تھے پر اسی کے اندر اور دشیدہ چکر دے کر  
تلک تھے حالانکہ خود انور تھے اُسے کہتے کہ جا سکتی وحشتہ ہی تھی۔

آصف نے غواہ کرنا میں کے دام ہو چکے اور یہی مظہر اُدمی کی طرح ہدن دھیسا  
چھوڑ کر اُسی کے ایک حرف چک کیا اُسے آج کے مخوس دن پر خصداً اور خابونک آج  
صحیح ہی سے اُسے بے ایسا ہر جگہ چوت ہو رہی تھی۔ اور انور نے تو ہاتھ میں آخری  
کیبل بھی ٹھوک کر دی۔

اب وہ تہنا پڑھ کر کھیاں تو ماہیں سکنا تھا کیونکہ کہنے کا سیتو ایک صاف  
ستھری جگہ تھی ہندا آصف کو چھاتی پر صیرکی سل رخصی ہی پڑھی۔

(۲)

اندر کی عورت سایہ کی کہ رفتار لکھن لیوں میں داخل ہوتے ہی کم رہ گئی سو دنہری کی کوئی  
کے سامنے وہ رُک گیا چند لمحوں کے بعد وہ پر آمد ہے میں میں تھی ہوتی ٹھنڈی بھاری تھا۔  
ورا اور خور پر میلیا نے کھولا۔ انہوں نے سچھے ہیتا نہیں تھا اُس نے اپنا کارڈ نکال کر  
اُس کی طرف پڑھاتے ہوئے کہا۔ ”چھے پریٹر سسھہ مٹاہے۔“  
”اوہ! بے پیڈیا کارڈ کی طرف دیکھ کر بلوی پر کرامہ پرور ہو۔“  
پھر وہ خالی خالی نظر وہ اُس کی اکھیوں میں دیکھنے لگی۔  
”وکیا چاہے پڑوا،“ اُس نے آہتہ سچھا چھا۔

”تھیس اس سے کیا سرو کار،“ انور ٹھوک ہیچے میں بولا۔  
ویڈیا اس وقت خالی بیاس میں تھی اور انور یہ سوچ بھی نہیں ملتا تھا کہ کلکان کی

پیر آپ سے بہت محنت کر تھا اکثر ہبھا کرنا تھا کہ پڑھا زم ترک کی تعلیم دیتا ہے لیکن جیسے پیغمبر کے خدا و سب کچھ ترک کر سکتا ہوں ۔

درادعہ — با پیغمبر کی آنکھیں دلبلا آئیں ۔

اکبَر خود کو سننا ہے میں پیر کے قاتل سے انتقام لینا ہے۔ انور گراٹا ٹیڈی میں اسی نے اپنے چوں کو اپ کو ہر سو جاؤں۔ اگر اپ پا سوگ میں پُری گئی پیر کی روح سے دلخی ہوئی۔ میں اس کے قاتل کو حوصلہ دھانے ہے ۔

”مگر میر...“ اس کے طاقتی کارڈ کی حرفاً ویکھ کر بولی ”سترانور...“ میں کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی۔ میں اس دلیل میں اگر لٹ گئی۔ تباہ ہو گئی ہے۔

”تھیک ہے ۔“ انور نے کہا۔ اتنی جلدی کسی پر بھی اعتماد نہ کرنا چاہئے لیکن میں اپ کو اپنی اور پیر کی ایک یادگار تصویر دکھاتی ہے۔

اندر سے اپنے چیب سے ایک نافر لکانا اور اسی میں سے ایک تصویر لکائیں کہ جھل کی طرف بڑھا دی۔

اس میں جزو پیڑا اور ایک بھی پیر پر مشے چاہتے ہی رہتے تھے۔ پیر انہوں کی حرفاً پیش کر دیں کی پیٹ پر عارم تھا اس کے پتوں پر ہے لکھنا۔ انہوں کی مکاہیت میں اندھے اس قصور پر پڑی جنت کی تھی۔ اس نے ایک فوٹو گرافر کی دکان سے حاصل کی تھا جیقتاً تصویر میں پڑکے ساختہ انہوں کی بھاگتے کوئی اور غضا اندر نہ رہے فنکارانہ انہوں میں اس کی تصویر لکک کر کے اپنی فٹ کی تھی بہر حال، سب کچھ اتنے بیلتے سے کیا گی تھا کہ کوئی پڑھنے کا سامنہ نہیں کہہ سکتا تھا۔

دریہ کی کی تصویر ہے۔ پیغمبر کا جھوٹا سے تھوڑا سی دریہ بڑھ چا۔

درادعہ یہ بھاری۔ آخری طاقت ہے۔ انور نے قصور بھی میں بولا۔ پیر میر سے دفتر میں اگر اتحاد اور اس افروگرافر نے وہیں بھاری تصویر بھی افسوس۔ وہ کامنہ

مالک خدی جھنٹ کے جاپ میں دو انسنک آئی ہو گی بہر حال وہ اس سے خادر نہیں آ جائیں کی پیکر طریقے میں میں کی تھا۔

”میں بھی اس تو پڑھتے ہوں۔“ پیغمبر آجست سے پڑھتا ہے۔

”ادعہ معاف کیجئے گا اور مصروف کے لئے اخوند ٹھانہ ہوا یوں۔“ میر پر جزو فرڑ سے اچھے آدمی تھے میں ان کی سماجی حیات شائع کرنا چاہتا ہوں۔

”مگر آن پر بھی تو ایک قتل کا اذیم تھا۔“ پیغمبر نے صورہ میں اپنے ہیں کہا۔

”یقیناً اس کہانی پر تین ہیں ۔“ انور نے کہا۔ بہہاں کی پیس ناکارہ اور کام جوڑ پھر کر کی تھیں لکھ میں دیا تو دھوکا کھاتی ہے۔ اتنی آسان کھاتے جان بوجھ کو قرضی کہا یا انھوں نے بھی ہے۔ پیر دستے ہمدردی پسے کوئی نہ وہ بیراد مفت تھا۔

”لیکن، تم کبھی نہیں ملے۔“ پیغمبر سے بھرتے ہوئی۔

”ایک افسوس اک اتفاق ہے میں نے اس کے لئے بھرتی بڑھ تھیں کا ترجیح کیا تھا۔“

”ادعہ۔“ اندھا چاہتے ہی پیغمبر کی آواز بڑی رسیں تھی۔

انور اندھا چلایا۔ وہ اٹھتے گے کمرے میں آگئے۔

”میں بھی کھندا ہوں۔“ انور کہہ رہا تھا۔ پیغمبر قتل کیا گیا ہے۔ اور اس میں کسی آدمی کا ہا تھا ہے دندسے کی داتان بھی قرضی ہی معلوم ہوتا ہے۔

”مگر میر ان رہے پال میں نے بھی صیکھتے تھے۔“

”خانوں کی کوئی امانت نہیں۔“ پیس کو غلط راستے پر ڈالنے کے لئے ایسے نشانات بھری آسانی سے ہمیاً لئے چاہتے ہیں۔

پیغمبر کچھ نہیں۔ وہ انہوں کے محبت مندوں کا جائزہ سے دری بھی اور اس کی آنکھیں پار بار اس کے غاصبوں پر ہے۔ پر جانی تھیں۔ انہوں کہہ رہا تھا۔ وہ نہ پڑھ۔ اگر اپ میری مختاری بہت مدد کریں تو۔۔۔ قاتل کا سراغ میں ملتا ہے۔ اور اپ کو پیر پرستے

ہو سکا۔ ہم دونوں نے کرائست اور مہاتما بزرگ کی ملت جاتی تعلیمات کا لذتیزہ اکٹھا کر کے پہنچ گئے ہم بنیا تھا۔

سے نفرت ہے۔

«اب تم ہی سمجھو!» جمید لارڈ روانی سے بولا۔ اس سے رخانہ میں تم سے اتنی...»

«آپ اپنی بات تو رہنے میں ورنجتے!» ردشیدہ چڑکر بول۔

«ہاش تم میر سدلی کے دد کو سمجھ سکتیں لا جمید نہ تھی سامنے بھر کر بولا۔

«زیادہ رومنی بنتی کی کوشش ہا کرو!» ردشیدہ کی نظری یہ متور اور اس کی

ہر قص پر بھی رہیں۔

«کیا میں تم سے رقص کی درخواست کو سکتا ہوں؟» جمید نے آہست سے کہا۔

«لیکن وہ ہے کون؟» ردشیدہ جمید کی حرف منظری۔

«پرستہ ہیں۔ تم سے بھری بات کا براہم نہیں دیا۔

وہ میں رکھ کے موڑیں ہیں ہوں گا۔

«رسٹوڈیور!»

اسے۔ رکھیوں تم بھے اس طرح غماطہ ملکا کرو۔

«آج۔ اچھا!» جمید نے دفعتاً اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ دیا۔ اور وہ دونوں

رقص کرنے والوں کی بھیڑیں آگئے۔ ردشیدہ جمیخلا کر جمید کے شانے پر چکیاں ہلہ بھی اتھی۔

«شو! تم چاندنی ہوئے جمید آہست سے اس کے کان میں بولا۔

وہیں ہیں ہیں گا کہ ما رونی گی۔

وہ انور اور اس کی ہر قص کے قریب سے گزر رہے تھے۔

«دو صردن پر تو اک ۱۳ نئے سے پہلے ہی آدمی لٹک جاتا ہے،» جمید اتنے زور سے

بولا کر سوچتی کے شور کے باوجود بھی انور نے منی بیا۔ وہ ملک ملک انہیں گھوڑہ اتھا۔

«یہ رکایت کا معاملہ تو ہیں لا ریشیدہ یہی۔

«اہ... پیغمدیا کی سمجھوں میں اُبھیں کے آئندتھے۔

(۳)

اُسی رات کو اپنے فریبی اور رنجت حیدر نے۔ اور اور پیغمدیا کا اُر پچھو میں  
رہب ناچھتے ریکھا۔ پیغمدیا کے کہاں جم کی جوئی بولی بھر کر بھی نہیں۔

«اہیں،» جمید آگھیں مکالہ پر بھر جاتا ہے ساپر لاؤ۔ اس کا کیا سطلب؟

«اس کا یہ معلمی ہے کہ انور اسی طرز ایہ ہے وہی اُسی نیتھے پہنچنے ہے جس پر میں یہ پھا تھا۔

«آپ دونوں علطہ میں یا جمید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ لیکن غیر ہے۔ میں ابھی اس کی ساری قہارت خاک میں ہاپیتا ہوں لیا آپستے اُس سے خریک کر دیں گے۔

«اُبھی تک تو نہیں۔ جب طورت سمجھوں گا دیکھا جائے کاظما ہر ہے کہا۔  
اُم ٹھکے کے آدمیوں سے کوئی مدد نہ سکیں گے۔

وہ شکریہ۔ میں ابھی آیا۔

جمید کو یاد اگایا تھا کہ اس نے ردشیدہ کو کیسے ذی سایپریس میں دیکھا تھا۔ جو اُر پچھو سے زیادہ دور نہیں تھا۔

وہ فربی کو وہیں سمجھوڑا اُس کی تلاش میں ملک گیا۔

چھرائیں اور ردشیدہ کو اُر پچھوڑا۔ اس نے دشواری نہیں ہوئی اُس نے دوبارہ  
حلکت خریدے اور ردشیدہ سمت ریگ ہاؤز میں داخل ہو گئی۔

رقص شباب پر تھا جمید سے اور پیغمدیا کی حرف، شارہ کیا۔ ردشیدہ اپنا پچھا  
ہر نہت پڑھتے ہیں۔

”کیا ہو گا؟“

”ووگ بچھے تھا راشور کھیں گے۔ لگھے چوں بھی نہیں کرتے۔“

رشیدہ کچھہ زیوں وہ چپ چاپ حمید کے ساتھ رہ گئی اور ستر کی بڑی۔ اسی کے پیرو غلط پڑا ہے تھے تھا میں سے رہ گئا اور ستر کی بڑی کیا جاسکتا تھا۔

”و شو ڈیر!“ حمید پر چھڑا۔ ”بھینا پتھیں دکھو ہو گوا۔ بچھے افسوس ہے۔“

”کیا بیک رہے ہو تم۔ بچھے کوں ہو بچھے۔ افسوس! کیا میں اندھی کی بیوی چوں؟“

”مگر وہ... تم!“

”بس زبان بند! تم صرف دوست نہیں!“

”ابن کی woman“ کو سخن کی کوشش ترکردار اپ بلکہ اس ہے۔“

”اوہ، تو اب تم مجھ پر اپنے مطاید کا دعہ پڑاں رہے ہو تو رشیدہ بنس کر یوں۔“

”لیکن تم آ تو ہو،“

”افسوس اسے حروشی درپری مثالی رائے عشوہ گروائیا بنتا۔... میں تم سے تم...“

”مشت اپ... میرا مختکہ نہ اڑاہو۔“

دفعت کچھہ دور پر بھیریں ایک تیز کسم کی فسوں پر بچھے متانی دی۔ رفاقتون تے

ایک دوسرے کے ہاتھ چھوڑ دیتے وہ سب ایک صرف بھیث رہتے۔

حمدید بھی رشیدہ کو دیں چھوڑ کر اس صرف پلکا کی صرف کی مل جی آریزیں ہاں

میں گردی بھی تھیں۔

اُس نے دیکھا۔ پہلیا فرش پر پڑی تھیں کی صرف ترکہ بھی اُنہاں فرما کھیں پھانے

اُسے گھوڑہ تھا۔ سب کی قیود کرنے دیکھیا۔ اسی یوں تھی اُندر کی صرف کوئی بھی نہیں دیکھا تھا۔

”لا ہوں... میں تو اُسے جانتا بھی نہیں!“ حمید نے کہا۔ ”یعنی اُنہاں کو کہا

دیکھنے کے باوجود بھی اس طرح نظر انداز کر رہا ہے جیسے تھیں جانتا بھی نہیں۔

”تو اس سے کیا ہوا؟“

حمدید چاروں طرف دیکھنے لگا اب انہیں اور اس کی برق قص نظر نہیں آ رہا۔

غائباؤه آگے بھیریں تھے۔

”کاش...“

”میں اب کچھہ نہیں سنوں گی نا رشیدہ بھی خلا کر بولی۔“ بچھے اُتوڑ بنا تو۔“

”اوہ! ابھی حسین عورت اُن رشیدہ میں سکتی ہے۔“ ویسے میں تم پر اُن کا میرا

اپ ضرور کر سکتا ہوں۔“

”ہاں بیس تم ایسی بی بنتیں کیا کرو!“ رشیدہ مسکرا کر یوں پرہانی بنتے کی کوٹ

کرتے ہو تو اگر سے نظر آئے تھے ہوئے۔

”مگر بچھے اپنا گدھا پان ہی اچھا لگتا ہے۔ لگھے بھی پسندیں...“ کیونکہ

وہ شعر کہتے ہیں اور دو وقت پہلے وقت بور کرتے ہیں سگھا تو بڑی عقیم تھیں

رشود ڈیر! اگر تم کسی گر سے سے شادی کرو تو...“

”یکو نہیں...“ رشیدہ بکر گئی۔

”لگھے بڑھے سعادت مندوش ہر شاہزادے ہو سکتے ہیں۔ بلکہ میں تو بعض اوقات

سوچتے لگتا ہوں لگھے کوشہ بڑی کیوں نہیں کہا جاتا؟“

”حید!“ بچھے جانتے تو رشیدہ نے اپنا ہاتھ چھڑا چاہا۔ مگر حمید کو

گرفت مخصوص ہو گئی۔

”لیکوں! اپنا مذاق اڑا تو گی۔ میں تو بہت بی بی سے جیا قمر کا آدمی ہوں۔“ اگر

بچھے مار بھی بیخور گی تو... جانتے ہو کیا ہو گا؟“

کیں اُسی کے پھر دیکھا گیا۔

فریدی نے خاص طور پر حیدر کی توجیہ ایک چیز کی طرف منسلک کرائی جو بے رنگ کے راستے پر شے باں لاش کے گرد بھرے ہوتے تھے پھر وہ دلوں لاٹ کے پاس سے بہت آتے اپنے دل توں نے بھلیا کو فرش سے اٹھانا چاہا بلکہ اہمیں ایسا حسوس ہوا جیسے وہ اُسی دنی کو ہاتھ نہیں گیر سکتا۔ اچھا بھکر جیدیا نے اپنے ماہر پر تان دیست اُس کی پڑیوں کی کوڑ کردا ہوتے سینکڑوں کا دمیوں نے میں۔ بس ایسا معلوم ہوا جسے بھڑاگ ہو گیا ہو۔ درستے لئے میں فرش پر بیک لاش لٹڑا رہی تھی جیسے کچھ دیکھ بھی وہ چہرہ دیکھا تھا یعنی اب وہ اُسے پہچان نہیں سکتا تھا انکا قیرط جی ہو کی تھی اُو کا ہر سوچ مرد کرنا کسے جا ملا تھا۔۔۔ اور دانت۔۔۔ بڑے خوفناک معلوم ہوتے تھے۔۔۔ لہ کسی انسان کی لاش میں معلوم ہوتی تھی۔

«کوئی۔۔۔ کر سے سے باہر نہیں جای سکا۔۔۔ دفعہ ایک کر جانا اولہ شانی روی مپولیں روزہ را صرف ہال کے دروازے بن جو گئے۔۔۔ ہر ایک اپنی جگہ پر جم کی تھا جیسا فریدی کو دیکھا۔۔۔ وہ اُر کر سے قریب کر رہا تھا کوئی گھر رہا تھا۔۔۔

## خوقناک فریدہ

(1)

پولیں کی آریں دیر نہیں گئی۔۔۔ اتفاق سے کوئی ال اپنے جا بیٹھی تھی تو بیٹھی تھی۔۔۔

قد فریدی سے اُس کو فون کیا تھا اور پھر تازیہ تھا کہ مردہ والی جزو فیضیلی پری یہی سیما تھا۔۔۔ جو اس کو اطلاع دے کر ہمالی یا مختہ نہ سمجھا کہ جو نہیں مقصود تھا اور عطا

رہی تھی اسی دلیل سے فریدی کے علاوہ اور کوئی تھا۔۔۔

رشیدہ بھی اُن دلوں کے پاس اُسی اگر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

«اُنہوں کہاں ہے؟۔۔۔ اس نے آہستہ سے پوچھا۔۔۔

«کھڑی؟۔۔۔ فریدی نے جواب دیا۔۔۔ کسی سے اس کا تذکرہ نہ آئنے پا تے کہ انہوں اس کے ساتھ تاریخ رہا تھا۔۔۔

رشیدہ کچھ نہ بولی۔۔۔ بعیض باہر نکلنے کے لئے چلی تھا یعنی۔۔۔ اُسے رکنہ بی پڑا۔۔۔ اپنے اصف کے آئنے سے پہنچنے والے زندہ نہیں گھلوٹا جا ہتا تھا۔۔۔

«اوہ وہ باں۔۔۔ حیدر آہستہ سے بڑا بڑا دیا۔۔۔

«کیا تم نے کوئی دننده دیکھا تھا؟۔۔۔ فریدی کے ہونٹوں پر مسکا ہبست تھی۔۔۔

«نہیں تو۔۔۔ غاباً کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

«پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ اسی پاروں دننہ کھال میں نہیں تھا بلکہ طرف تھوڑے سے باں اپنے بڑا نایا تھا۔۔۔ کیا مجھے؟۔۔۔

«غاباً اصف اور سنگو کا انتظار رہتے۔۔۔ حیدر چاروں طرف دیکھتا ہوا ایسا۔۔۔

«پتہ نہیں۔۔۔ فریدی نے کاپر داٹی سے اپنے شانوں کو جبکش دی۔۔۔

انکھ کا صفت اپنی تھا۔۔۔ وہ بیٹھا لاٹ کی طرف کیا دو ہی تین منٹ بعد اسکا

آصف نہ جانتے کیا کی بکتا ہوا وہاں سمجھا گیا۔ پھر وہ دونوں اُسے لاش پر جھکنا پڑا  
ایک بے تھا۔

” لوگ یہ رسم پختہ۔ بخوبی دوڑے نہ بند کرانا چاہئے تھا،“ فریبی بولا۔ ایس پر  
بین کب تک یہ حضرت جہاں مارستے رہیں؟“

” غفتہ آصف پھر تیر کی طرح ان کی طرف آیا۔ اسی دارودہ رشیدہ کو گھور دا لختہ  
نمیکن خدا را...“ فوجہ سے یہ مزدوج پختہ اکٹھاں کیسی بیہادی کیوں آیا تھا؟

” شکریہ! میں بالکل یہیک ہوں تا رشیدہ نے ہمیدگی سے ہما اور حمید کو منی ہاگی۔  
” یہ کیا بدتریزی!“ آصف ہمید کی طرف نکھرم پڑا۔

” تھق صاحب! ذرا بہتر میں مارتا پہنچے ہوں۔ اُس کے بعد جا ہے ننگی بھرپڑا  
ہوں۔ آپ اپنی اپنے ستری کا عصی بھر پر رجھ ریتے گا اگر ہم خود بھی اپنی ترقیوں کوڑھکار کئے  
رہتے تو۔ اس وقت تھم مجھے سیبوٹ کرتے۔ اب زبان سے کچھ نہیں“

” میں وہندہ خدا کی قسم ہمیں بٹھ کر راون کا اور مانست پر ایسا بھم خود ہی منت بھیجنے والے ہیں۔  
” وہ اسے... اسے... خاموش... خاموش!“ فریبی اسے درستی طرف گھیٹ لیا۔

آصف اُن دونوں کو گھورتا رہا۔ پھر وہ جھینپٹ مانے کے لئے رشیدہ سے  
اتیں کرنے لگا۔

” میں ماروں گا!“ ہمید علی رہا تھا۔

” کیا گدھاں ہے۔ جوں سے رہے۔ تھیں اس کی توہین نہ کرنی چاہئے تھی۔ بہرہا  
اوی ہے؟“

” آپ یہ مشتعل ہی دیانتے ہیں کیا لغوتیت ہے کہاں میں اُس کے ہاپ کا کوڑھوں ہے  
اوہ جانے دو بھی۔ کسی طرح دروازے کھلتے چاہتیں... ورنہ یہ اُن تو...“

ننگی تھی کردے گا۔

” رُخ فریبی اور حمید کی طرف تھا۔

” تم یہاں یکے!“ آصف نے پوچھا۔

” اُنہاں ایسا کیسی بھنگی مگر انی ہوتے گی ہے؟“

” میرا مطلب نہیں ہے۔ آصف گڈڑا کر بولا: یہ کی قریبیت سے ہیاں موجود تھا۔“

” ظاہر ہے۔ اگر وہ جو دردہ بہا تو جگریت کو قوانین کے ساتھ کرتا اور تمہیں کوئی مکار اطلاع ہوتی  
بیکن خدا را...“ فوجہ سے یہ مزدوج پختہ اکٹھاں کیسی بیہادی کیوں آیا تھا؟

” فرض کرو اگر میں پوچھوں تو،“

” تب بھروری ہے۔“ فریبی اپنے شاون کو جھنسی سے کر دے۔ مجھے صاف صاف بتا  
دیں پڑے گا کہ میں یہاں اپنے شکس کے میں اپنے بھرپور کی عطاوں کے کافی یکھنے چاہتا رہنے یہ تھا۔“

” تم آپی۔ جی صاحب پر بچوت کر رہے ہوں  
” بہتر اطرف نظر ہے۔ جسے چاہو بچو!“

آصف کچھ نہ لے۔ وہ چند لمحے لاش کی طرف دیکھتا رہیم بولا۔ اسکا ہم قرض کون تھا؟“

” میں پھر تھیں یا مغلیہ یادوں کا!“ فریبی خفیت سامنہ کر دیا۔

” تم جانتے ہو کہ اس قسم کی معلومات کو چھپانا تاجرم ہے لا۔“

” اد! ایسا ہے!“ فریبی نے حضرت کا اپنے کو ہوتے ہے کہا۔ اچھا اب میں فرزو

قارون کا سطاں عکروں کا!“

” آپ ہمید چلیں ہمیں اسی وقت سے یہ یہاں کام شروع کر دینا چاہیے ہے!“

” دعا نے بند ہیں!“ آصف بخت کر بولا۔ اور فریبی اچاڑت کے بیرون ہمیں بھلیتے ہے!

” میں دروازوں سے استھنا کر دیں کہ وہ تم سے اچاڑت ضمیب کریں گا۔“

” بند ہے!“ آصف اسے قہر کو در نظر وہ سے گھورتا ہوا بولتا۔ جلدیکھ بوس گا!“

” مجھے تمہارے بھائی پر رحم آتا ہے!“ فریبی کی ہنسی بڑی تہرانی تھی۔

شاید احصت کی سچھی میں تپس آگرا تھا کہ اُسے کیا کرتا ہے۔ اُس نے پھریا کے ہر قص کے متعلق دو گوں سے پوچھ گیوں کی... لیکن... کسی نے کوئی تشنی عکش جواب نہ دید اُنھکل ہار کرنے سے دروازے ٹھوٹے ہی بڑے۔

(۲)

وہ مرے دن کے اجارات میں پھر سننی خیز رخچان تنفر آئیں پھریدا کی پڑا صراحت پر کی زادیوں سے روشنی دالی گئی تھی۔ ان پر اصرار ہاتھوں کا تذکرہ بھی تھا جو اس کے شوہر کی وش کے قریب پاسے لگنے تھے یہ خیال تو بھی نے ظاہر کیا تھا کہ اُس کی موت بھی حركت تدبی کے بندہ ہو جانے پر واقع ہوئی تھی۔ لیکن ووہر کو پوسٹ مارٹم کی روپورث نے ایک دوسری بھی کہانی سنائی۔

اُس کے مطابق پھریدا کی خطرناک قسم کے تہہ کا شکار ہوئی تھی پوسٹ مارٹم کے دروازے میں اُس کی رائیں ران پر ایک ایسا نقاش پایا گیا تھا جو کائنات یا سوتی پھجتے کا یقیناً ہے۔ سکتا تھا ایکش کے خیال کی تردید تھی ڈاکٹروں کی راستے تھی کہ وہ کائنات یا سوتی پھجاتے ہوئے ہری تھی... بعد میں زیر کے اڑات ہمیں پاسے لگئے یہ اس بات کی کھلی ہوئی دلیل تھی کہ زیر کی خارج طریقے پر اُس کے نظام خصی پر اڑا انداز ہوا۔ اپنکر احصت اور اپنکر ہنکو کو چکرانے لگے تھے۔

امی شام کو جملکہ سراغ سافی کے دُری۔ آئی۔ بھی نے فریدی اور حسید کو اپنی کوئی تھی اُنے کی دعوت دی پوسٹ عکس میں بھی ایک آفیسر تھا جسے ان دلوں سے حصہ نہیں تھی اور صرف بھی ایک ایسا آفیسر تھا جس کا فریدی صحیح معنوں میں احترام کرتا تھا۔

«احصت سے تم دلوں کی شکایت کی ہے؟ دُری۔ آئی۔ بھی فکر کر بول۔

فریدی اس پر صارے واقعات دہرا تھا ہو ایوڑا: اب آپ خود ہی سوچ سکتے ہیں کہ زیادتی کسی بھے دہ حضرت خوا غواہ مجید کے لئے کہتے ہیں جیز میر اسٹٹ ہے اسٹٹ کی

وہ مرے کو اس سے سروکار نہ رکھتا چاہتے میر اس سے کیا ہوتا ہے یہ میر انجی معااملہ ہے میں اسے اپنے بھائی کی طرح عزیز رکھتا ہوں۔»

«میرے خیال سے بات کچھ اور ہے۔ احصت کا خیال ہے کہ تم اُن دراڑاتوں کے متعلق کوئی خاص بات جانتے ہو رہے چھپا رہے ہو۔»

وہ اُس کا خیال بالکل درست ہے۔ فریدی نے کہا: «ایک ہنپس درجنوں یا تین جاتی ہوں اور یہ بات صرف آپ کی اخلاق کے لئے عرض کرتا ہوں کہ میں بھی طور پر اس کیس سے دستبردار نہیں ہوں کہ عرقانی سے میرے قریبی تعلقات لگتے اور میں اس ماذش کے سرخنہ کی کھوپڑی توڑے بےغیرہ رہوں گا۔»

«لیکن سنو!» دُری۔ آئی۔ بھی مشتفقات انداز میں بولا۔ «فی الحال دخانے کیوں آئی۔ جو صاحب تم سے خوش ہنپس ہیں۔»

«میں جانتا ہوں اُنہیں انگریزوں سے عشق ہے۔ فریدی نے تنفس سے ہوت سکوڑ کر کہا۔ میرا مخصوص ایجادت نامہ مسروخ کر دیا گی۔ یہ میری کھلی ہوئی توہین ہے۔ لیکن اس کے پاؤ جو دیگر کوئی بچھے چورڑ کچھے بچھے خدا کے بعد اپنے بازوؤں پر بھر د رہے۔»

«کیا تم۔ اُس عورت کے ہر قص سے واقعہ ہو۔»

دری۔ آئی۔ لیکن وہ میرا آدمی تھا میں شروع بھی سے بھکتا تھا کہ پھریدا بہت کچھ جانتی ہے لیکن اُس کے صالحیوں کو اس پر اعتماد تھا اسی نے وہ اپنکی بھی رہی۔ لیکن جب اپنے ہوئے دیکھا کہ میں اپنا خیال اُس کے گرد مصبوط کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تو اپنے ہوئے اُسے بھی تھکانے لگا دیا۔

«ہر عرصہ کون تھا؟»

در کراچی پر پورا لارا قورٹ

در اوہ۔ ۱۹۶۳

”اوہ!—اس میں سفارش کی کیا بات۔ میرے پاس اس وقت چار جو ٹرے ہیں۔

”پسند ہو! سے میں“

”کل کتنے کتے ہیں تھا سے پاس“

”چھیا نہیں“

”اوہ!—اور سانپ—آخر سانپ سے چھینگ کروں اتنی بھی ہے؟“

”میں خود بھی نہیں جاتا۔ لیکن سانپ بھی بہت پیار رکھتے ہیں“

”تمہارے شوق—ایتنا عجیب و غریب ہیں۔ میکی خڑاک بھی ہیں۔ تمہاری

کیوں نہیں کرتے؟“

”ابھی دل نہیں چاہتا۔ فریدی نے بات ٹالنے کی کوشش کی۔

”کوئی ٹھیجڈی...“

”آئی۔ جی۔ آئی۔ جی۔ مسکرا یا۔“

”نہیں صاحب! مجھے بھی ادنی قسم کا جا تو رہنے سے پھی نہیں رہی میں جھشت

کرایکا۔ یہ دعا سارا سندھ تھا ہوں جسے اکی جیسے کھدا رحمانوں کے سامنے اتنا بھیدہ

و ناچاہتے نکو وہ شاعری کرتے گے؟“

”یہ سے خفک آدمی ہوتا ہے!—آئی۔ جی۔ جی۔ جی۔“

”کچھ دیرخواستی رہی پھر فریدی بولا۔ میں بھی جانتا ہوں کہ میدیا کی ہوت کا

زمر دار کون ہے۔ مگر میں ابھی اس کے پیچے ملنا نہیں چاہتا۔ دردہ وہ اس کا بھی

خاتر کر دیں گے“

”کون ہے؟“

”برتاڑ۔ یہاں کے مشہور لوگوں میں سے ہے۔ یہاں سے پاس ابھی تک

اُس کے خلاف کرنی واضح ثبوت نہیں تھا۔

”لیکن یہ اطلاع صرف آپ کے لئے ہے۔ میں نے آپ سے بھی کوئی بات نہیں پھیلائی۔“

”تم مغلق رہو گا تو می۔ آئی۔ جی۔ سکار کا ذریثہ اس کی طرف بڑھا جائے بولا۔“

”کافٹ کی مزدودت نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم بے کمال سکار پیتے ہوئے۔“

”فریدی میں سکارے یا۔“

”تم سے ذریعہ! آئی۔ جی۔ جیدی کی طرف دیکھ کر بولنا۔“

”میں نہیں پہنچا۔“ جیدی نے شرم کر کہا۔

”میں تے شما ہے تو بہت شیطان ہو گا ذریعہ! آئی۔ جی۔ جی۔ جی۔ لگا۔ اور جیدی کی

کواری لڑکی کی طرح بچ جو اور زیادہ شرم اگی۔“

”میں آپ سے سے کیا عرض کروں کہ کتنا عظیم اونی ہے؟“ فریدی بولنا۔

”میں جانتا ہوں۔ میں کہ دنوں کو خصخت کروں گا کہ جو کام کرو احتیاط کر دے۔“

”میں وقت حالات تھا میں نہ اوقیان ہیں۔“

”کم پورا پورا فیصل رکھیں گے،“

”اور حالات سے جیسے یا خبر رکھتا“

”میں نے ہر موقع پر بھی کیا ہے؟“

”اور ہاں کی دن سپنچے تھا میں سے عجائبات کا ذمہ رکھتا چاہتے ہیں۔“

”ضرور۔ برٹے شوق سے۔ جیسے دل چاہے۔ مجھے مرغیاں گھنٹے قیل

طلاع کر لائیے گا۔“

”تم کو گے آج میں نے فرماں توں کے ذمہ رکاریتے۔ میرے بڑے بڑے کروچانے

لی ہو گے۔“

”جی ۲۳۔ وہ جو تار جام میں اس سنت کشڑیں۔“

”والا می سے بلڈنگ کا ایک بورا چھپے۔ مجھے کہا تھا کہ تم سے سفارش کروں۔“

(۳)

رات تایک اور جنگل تھی۔ فریبی اور مجہد دن بھر کی جنگل کے بعد آہم کرنے  
چاہی رہے تھے کہ اور مل گیا۔ ظاہر وہ بھی دن بھر جنگل تاریخی نہ کیجئے اس کے پھر  
پر کسلمندی کے آثار تھے۔

آپ نے خیک پکھا تھا، وہ فریبی کو غلط کر کے بولا: "اصف بھج جی میرے  
پیچے لگ گیا ہے یا"

"یہک ایہ کبھو کر اُس تم پر بہرہ ہے؟" فریبی نے کہا: "اس کے قرشتوں کو  
بھی اس کا علم نہیں ہے کہ تم ہی بچھل رات کو بھیڈیا کے پر قصی تھے۔"

"پھر۔ دہ کیوں آج سارا دن میرا تھا قریباً کرتا رہا"

"اوہ سیدھی کی بات ہے اُسے لیکن ہے کہ میں اس کیس سے دستیر دن نہیں بولا  
اور تم میرے لئے کام کر رہے ہو۔ بنا وہ تمہاری تکرانی کر کے جرم کے متعلق میرے  
لطف نظر کو معلوم کرتا چاہتا ہے وہ اور سب کا پتہ نہیں تھا"

اور سب کو بولا: "یہک وہ بھی کیا یا د کر سے گا۔ آج میں نے اُسے اتنا دڑا دیا  
ہے کہ کل شید وہ میری طرف رُخ کرتے کی بھی ہوت تھا کہ کسکتا تھا

"شیرا اس کام کا کیا رہا؟" فریبی سکار سلاکا تاہر جو ایلوہ۔

"بند تارو کے چھ ملاقوں کے نام اور پتے میں نے نوٹ کئے ہیں۔ انہیں جیب  
سے لائیں تھے ہر سے کہا۔۔۔ پھر جیبد سے بولا: "کھل لو"

جیبد نے جیب سے اپنی فائرنی نکال کر پتے نوٹ کئے۔ پچھے دری خاموشی میں پھر  
فریبی بولا: "اس میں ایک نام قابل عبور ہے۔ پیغمبر اکھڑ۔ اسے قلم لے لہماں دیکھا تھا  
"بند تارو کے مکرے میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ وہ اپنی یعنی میں ایک بٹا پاپیک  
زیارتے ہوئے تھا۔"

"ہری! اور آصف تم سکتے فامیٹ پر تھا؟"  
در آصف اُس وقت بھے کھو چکا تھا؛ انہر پہن کر بولا: "میں اُسے ڈاچ دینے  
میں کامیاب ہو گیا تھا؟"  
پھر کچھ در کے لئے خاموشی پر گئی۔

"یہک۔" اندر سکریٹ سدا کر بولا: "اصف اُس وقت موہر دھا جسے میں نے  
ایک بیب و عزیب متطرد دیکھا تھا کیا آپ لیکن کریں گے کہ میں نے جوزف پیر  
اوپر بھیڈیا کو زندہ دیکھا پوچھا گا؟"  
ہاں ہالی یارہ، جیبد جہاں ہی لے کر بولا: "ذینڈ آر بی ہے اس سنتے یقینی کر لیں گے"  
در ذینڈ دیکھا؟" فریبی کے پتے میں حیرت تھی۔

"میں نے ان دونوں کو ایک بارہی سوار ہوتے دیکھا تھا۔۔۔ اور کار کی روائی  
کے بعد میں نے اصف کی یہ جواہی بھی دیکھی تھی۔ وہ کافی دوڑناک اس کے چیزوں  
وقدتا چھا گیا تھا میں بھی پوچھل ہی تھا اور وہ یہ کہ اسی تھی کہ در در و وزنک مٹیک کا پتہ نہیں تھا"  
ہر کہاں دیکھا تھا؟"  
مر پولو گرا توڑ کے قریب ہے؟

"اوہ تھے فریبی کی پیٹتی پر سلوٹیں اُبھرائیں اور پھر وہ آپستہ سے بولا۔  
وہ نام نے بھی عرقانی کا بھوت دیکھا تھا۔"  
وہ اور۔۔۔ یہ قبضہ نہیں ہے بلکہ جیبد نے اُس نے مکور کر دی تھا۔  
اُصف سے تصدیق ہو جاتے گی۔" انور پڑا سامنہ بننا کر بولا۔  
وہ فوجوں جاگ رہے ہیں۔ فریبی کے کہاں کم از کم وہ میری اور میرے ساتھیوں  
کی تقلیل و حرکت سے توہر و وقت باخبر رہتے ہیں۔  
میں آپ کا مطلب نہیں بھی یا

”قام حمید کا درست ہے اس نے عرفانی کا مجموعت دیکھا۔ تم میرے نے کام کر رہے ہو اس نے تمہیں بھی وحدت دے نظر آئے۔ وہی کھیل جو پرانا بھی ہے اور گذہ بھی میلایا کہ لاش کے قریب دیسے ہی بال پائے گے تھے جیسے اُس کے مشورہ کی دلیل کے قریب ہے تھے۔ علاہر ہے کہ اگر وہ دندہ زنگ ماڈز کے کیڑہ بخج میں داخل ہوا پڑنا تو مینکروں کی نظریں اُس پر پڑتیں۔ لیکن یادوں کی موجودگی اُسی دندہ کا ہماقی ملتی ہے۔ وہی یادا اور گذہ کھیل۔ جھوٹ پرست۔ مجرم چالیں خود جل رہے ہیں۔ مگر ان چالوں میں کچاپ ہے اور یادوں کی ایجتاد اُسی وقت ختم ہو جاتی پہنچ پوست مارکم کی روڈت نہ ہر کا افسادہ ملتی ہے۔“

”لیکن یہ قدر تھے کہ قاسم نے عرفانی کا مجموعت پھر الٹکے یہاں دیکھا تھا۔ یہ نے کہا: ”اڑاپ کی بات مان بھالی جاتے تو یہ سوچا پڑتا ہے کہ لیا پھر الٹو احتقہ ہے۔ اگر اس نے جیدہ دو انتہے اپنے یہاں قاسم کو عرفانی کا مجموعت دکھایا تھا تو اسکا عذاب یہ ہوا کہ وہ خردی پیش کو اپنے تیچھے لگاتا چاہتا ہے۔“

فریدی بواب میں پچھے کھکھے ہی جارہا تھا کہ دفتانگا کپاونڈ میں کتنے بھوکتے لگتے۔

لیکن وقت پھیلائیں گتوں کا شور تھا۔

”لیکن ان بھتوں کو فرج چک ہو گئی ہے۔“ فریدی بوڑا یا۔

پھر انہوں نے لوگوں کی بھی جنہیں شیئ۔ وہ بھپت کر رہا ہے میں آتے۔ ایک دو گر کسی بیٹھ کر فرش پر رہیں ہو گئی تھا اور بیچہ اندر کی طرف چلا گئے۔ ابھی باہر کی بخشی میں بھیں کی کسی تھی اس نئے کپاونڈ میں انہیں تھے۔ انہوں نے پھالک کے قریب ایک ٹوپی اعتمادت اور خونت کا بیں مانیں دیکھا جس کے دلخیزیں ایکسردی سی لکڑی تھی۔ اور وہ اُسی لکڑی سے رکھوانی کرتے وہ بھتوں کوں پر بھپت بھپت کر لکھے کر رہا تھا۔

”جید۔ رانفل“ فریدی چیخا۔ حمید جھاگتی ہے اندھر چلا گیا۔ چاندن ایشیتیں بن مانس پر دوئے پر دے تھے۔ اتنے میں رانفل آگئی۔ حمید ناچھ بھی پستان را تھا۔۔۔ فریدی نے دو قارکے۔ پسکھے اور پر بن مانس نے تلہیاڑی کھاتی۔ پھر اٹھا۔۔۔ میکی دو صرے قارٹے اسے مٹھنا کر دیا۔

وہ تینوں کم سم پر آمدے میں کھڑے رہے پھر اسے پڑھتے ایشیتیں پڑھے جو شی رخوش کے ساتھ مردہ ہیں مانس کو جھنجھوڑ رہے تھے۔ فریدی نے اُنہیں الگ کیا۔ بی مانس کا قد کسی انتہائی بیسے آدمی کے قد سے کم نہیں تھا۔ اس نے حمید کو ترقع تھی کہ بھورتے رکھ کے بالوں والی کھال سکتے تھے کہ کوئی آدمی پر اُنہوں جو گا۔ لیکن اُس نے صرف مایوسی پر دی ملک حیرت بھی موتی جیسے کہ وہ سو فیصد ہی بیں مانس ہی نایا ہوا۔ لیکن ایکسا بھی وغیرہ بی مانس جس سے یاں بھورتے تھے۔ اور قد ایسا کہ شاید اس سے قبل اتنا طویل اتفاق است ہیں مانس دینا کے کسی حصے میں نہ دیکھا گیا ہو۔

”دندہ“ فریدی پڑھا یا۔ اس کے یاں دیسے ہیں جیسے ان دنوں لاٹھوں کے قریب ہٹھتے جید مار سکتے کپاونڈ میں آزاد چھوڑ دو۔ اور انوراپ تم اس وقت واپس نہیں جاؤ گے۔

# حیمد اور وہ لڑکی،

(۱)

مچھلی رات کے فاٹھ پر پھر فریدی نہ کوئی تبصرہ نہیں بیا بلکہ مرچنٹ جید کے ذمہ میں کمی کھیاں تھیں۔ اس دردست کو دیکھتے ہے قبیل اس کا خیال تھا کہ ہر جنم محلات کو پورا صراحتاً کرنے کے لئے اپنے شکاروں کے جھوتوں کی نمائش کر رہے ہیں اور اس کا سلسلہ انہوں نے جزو فدا کی بوت کے بعد ہی مسٹر شروع کر دیا تھا اُس کی لاٹی کے قریب باول کی سورج دلی کی درندہ سے ہی کی لف اشانہ کرتی تھی یعنی اس درندے کو کمی سے دیکھا تھا۔ تھا اس پر فریدی نے خیال نکال بر کیا تھا کہ شاید اس کا قاتل کی درندے سکل کھال میں آیا ہو۔ بات غایل قول تھی۔ پھر تھا یہ مرچنٹ میں ختم ہو گئی تاکہ لاٹی کے قریب میں رکے ہی ہال پاسے گئے یعنی درندہ دکھانی ہو دیا۔ اس سے فریدی کے قاتم کر دے نظر یہ تھا تو یہ سچھتی تھی۔ یعنی اس درندے کی آڑ میں کوئی آڈی ہی کام کر رہا تھا۔ ملک پچھلی رات... بہبی انہوں نے اس درندے کو دیکھا تو اُس نظر یہ کا قریب قریب پہنچا تھا ہی ہو گیا۔ اور اس بات میں بھی کوئی وزن نہ رکھا گیا کہ وہ درندہ کوئی ماقوم انقدر تھا ہی تھا اگر بات بحق تھا وہ محروم چاندالی کی طرح رانکی کی گولی سے ختم ہو جائے۔ ایسا فریدی بھی سرچا پر رہنا تھا کہ اس صاحبی میں کمی آدمی کا نہ ہے بھی یا نہیں۔ اول تین اس سائز کا ہم بالنس ہی اچھے لگتے دیافت ہیں ہوا تھا۔ دوسرا بیات یہ کہ وہ اسی بھر سے یہ سہ شہر ہیں آیا ہماں سے۔ الگ وہ کمی کا پا تھا تاب بھی اُس کی پشت کھان کم اُن کے کافی تھک ضرور تھی جیسی ہوتی تھی تکمیریں ماقم یا کسی تھجور تھا۔ ظاہر ہے کہ

اس کے پالنے والے سے اسے صندوق میں بند کر کے تو رکھا تھا ہو گا۔

ناشناختی میز پر سکل خالوش تھی۔ فریدی، حسید اور انور اپنے پانچیں خیالات میں آگئے ہوتے تھے۔ دفعتہ انور بولا: "آپ اس کی لاش کو کیا کروں۔"

"مشترک روں ہیں" فریدی آہستہ سے بولا: "کیا تم چار تھنڈوں کے اس اندر اپنے انجار کا دُوری والا مخصوص میسمہ جھاپنے کا اختیام کر سکو گے؟"

"هزار سے توبہ اچھا بیجانا ہے خصوصاً میں اپنی پرپورٹ سے بڑے اچھے پیشہ بنائے ہوں گے۔" یہی کیا آپ یہ خاکر کریں گے کہ آپ نے اس کا شکار را پتے گئی پر کیا ہے؟

"ہمیں۔۔۔ رہاں جلک میں" فریدی بولا۔

دفعتہ حیدر چونکہ کر فریدی کو مخوب تھے لگا اُس کا ذہنی بڑی تیزی مسک کر رہا تھا۔

"کیا کہا آپ نے" حیدر اچھل کر گھر ڈاہو گیا۔

"صیرہ۔۔۔ قرآن۔۔۔ صیرہ فریدی مُسک اگر ملت اخْتَاتا ہو ابرا۔"

حیدر پیٹھ گیا۔ لیکن وہ شریت جذبات سے پہنچا پر رہا تھا۔ اور تے چیرت سے اس کی طرف دیکھ لیں گے فریدی نے اُسے با توں میں اٹھا دیا۔ ہاں۔۔۔ دیکھو سپورٹ میں اس درندے سے کے بالوں کا تذکرہ ہزور اُسے۔ اور ان بالوں سے متعلق بھی کوئی کائنات کی بات ہر جو ان دونوں لاشوں کے قرب پاتے گئے تھے؟

اور ناشتے پھوڑ کر لکھنے کی میز پر جا بیٹھا۔ فریدی نے حیدر سے کہا۔

"حیدر تم فنا کمروں وغیرہ محیک کرو۔ اخبار میں تصویریں بھی ہوں گی مختلف زبانوں میں۔۔۔"

سارے مراحل طے ہو جانے کے بعد انور چاہا۔

"اب بتاتیے؟" حیدر فریدی کو بخیجوڑتا ہوا بولا: "آپ نے مجھے استندوں

ٹکڑی کی میں کیوں رکھا ہے؟

"تو تم سمجھ گئے؟"

گئی۔ انکھات کے سیر کل گیارہ بجے شب کو ایک اہم دستوری ترتیب دے ہے تھے۔ کہ اچانک اسکے کمرے میں ان کے دو ایسے شتر مادا علی ہوتے جو کی صرف حال ہی میں واقع ہوئی تھی یہ پُر اسرار طریقے پر منزہ اور مسٹر ہد سر ہندو پر پڑھتے۔ وہ دونوں حسیدوں کو قیام پہنچوں ہے مثلاً انہیں ہزار اکیلیشی کی طرف پڑھتے۔ اور سینہ اکیلیشی اپنے ہوش و حواس پر فایروں کو کوکے۔ جیسا کہ ہمیں ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ وہ دستاویزا درکی دوسرے اہم کاغذات جو حکومت پر طائفہ کے بعض اہم رازوی سے تعلق رکھتے تھے خاتم ہو گئے۔ اس حیرت انگیز واقعہ کی بنا پر مقابلہ خانے میں مستین پھیل گئی اپنے پوکیس کو اطلاع دے دی گئی ہے۔ لیکن مقابلہ خانہ کی طور پر بھی کچھ کردا ہے۔

جیسے جنہیں پڑھ کر کھانا۔ اس کے میں قیرستان کی سی خاصیتی تھی۔

”تو چھر اس کا یہ مطلب ہے کہ ..... وہ بھوت خاص طور پر اسیں دکھانے کے لئے نہیں یا تھے کہ تھے؟“ جیسے معمولی دیر پعد یوں۔  
فرمہی خاصیتی سے چھت کی طرف دیکھتا رہا۔

(۴)

شام ہوتے ہوتے فریدی کی کمپاؤنڈ میں خاصی پھیڑ ہو گئی۔ اس رکھیمہ شائع ہو کر باختوں باختہ فروخت ہو چکا تھا۔

ٹکسہ پولیں اور سارے سالنی کے قریب قریب سارے ہی حکام وہاں جمع تھے۔ فریدی اہمیں ایک دلچسپ فرمی داستان نہ تھا کہ کس طرح اس نے بھی شام کو لڑکاں جنکل میں دیجیگب و غریب درندہ شکار کیا تھا۔ سر جستہ جیسا اپنے اپنی تائیدت طریکوں میں گھر کر رہے گی تھا۔ وہ ان کے زخم سے کبھی کام جنکل گیا ہوتا۔ میری حقیقت تو یہ حق کہ وہ تحدی کی ان میں گھر اپنا چاہتا تھا۔ اپنی کی روکیوں میں اس کے لئے کوئی خاص دلکشی نہ تھی۔

گروہ... لڑکی اشیاء وہ اندر میں سے کسی کی دوستی تھی۔ وہ نہ استھنگو اندر میں لیکن

۶ اب اتنا لاادھی بھی نہیں ہوں لیکن ہر نایتے لڑکاں جنکل کا نام اچانک آپ کے منہ سے نکلا تھا یا آپ پہلے بھی سوچ چکے تھے؟

”نام ہے بھروسی کو نہیں اور سماجی تسلیمی تھا۔“ وہ پتے بھی یاد آئے کہ لڑکے کی تھیں اور لا اونی کا تھی۔ رواجی کو جنک کر دیو۔ لڑکا کے ساتھ وہ لام طا لوکارڈ کا حروف اس طرح لڑکاں بتا پھر جنک کے ساتھ نام ملائے سے جنک۔ عرقانی کے ساتھ اگر کوئی ایسا واقعہ تھا کہ اس معاملے کی تہہ تک بہت بخیج جاتے ظاہر ہے۔ یہ مانسی استھنکوں تیں اسی استھنے پر ہے جگلوں میں... استوانی خنوں کے جنکل کہہ دیکن جم خطا انتوار پر جس سب سے پیدا قدر تی بات ہے کہ چاراڑ ہیں گفت جنک ضرور ڈھنڈ گا اور اس علاقے میں صرف ایک بی گھن جنک ہے جو دس میل کے رقبے میں بھیسا ہے۔ اور یہ ہے لڑکاں جنکل۔ لیکن۔ اسی یچارے سے جنکل میں مسحولی پندرہ بھی شایدی ہے۔ تو چھر اس رُردہ کا تعلق لڑکاں جنکل سے ہے تو اس خیر پر اس کے افراد بھی طرح جو نہیں گئے۔

”یقیناً۔“ فریدی کچھ سوتھا ہوا بولا۔ لیکن اب یہیں ہر وقت ہوشیار ہے پر وہ ادھ اسی بھی تک اچھا رکھیں دیکھا۔ تراں خیال پر جو جاؤ ہے جیسے سے میر پر سے اچھا رکھایا اور بلند آواز سے میر خیال پر جاؤ ہے۔ ایک جگہ وہ رُگا ہو اس کی نظری تیزی سے پوری خیر پر دوڑتی چل گئی۔

”کی بات ہے۔“ دلکشیوں کے، ”فریدی اپنے سے بولابا ہو۔“ اسکے بعد کے اکٹھ کوئی پیر قم دراز تھا۔

”نہیں ہے۔“ جیسے جلدی چلدی پڑتھے کہ ”میر اور منزہ توزف پر مسکے یہوت۔“ نہیں ستارہ تھا میں۔ ہم اور تیر کیارہ بجے شب کی اگر فرمی سفارت خانے میں بھیکڑا ہے۔

بُخشدھا ہٹوں میں گھسیت سے جاتا ہے جہاں پر اسلام نگوں کے ہرستے تکلا یا کرتے ہیں؟  
میں نہیں سمجھی کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

«آہ۔ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ خدا کر سے آپ آنکھوں کی زبان بچھے گیں؟  
آپ انہمار مجت تو نہ کریں گے، روزاً اکھڑ گئی۔

«نہیں!» حمید سجاد کی سے سر لالا کرونا۔ میں اپنے بیاپ سے پوچھے بغیر اظہار  
بیعت نہ کروں گا۔ میں نے آن سے وعدہ کیا تھا۔  
رعناء پھر ہنس دی۔ وہ یونہی بار بار اپنے خوبصورت دانتوں کی خالش کرتی تھی۔

«میرا دل چاہتا ہے، حمید عجوڑی دیر بعد یو لا کہ میں اس رات کا کچھ سچھہ  
کسی دیرانے میں بسر کروں!»

«اوہو۔ تو آج چلیں۔ اس وقت منٹو پارک بالکل ویران ہو گا اور روزا لے  
پہنچ کر کہا اور حمید کے حمپ پر یونہیاں سی ریشمیں لگیں۔

دونوں انہوں نے کلوک روم میں پہنچ کر روزا سے بیگرد سے کہا۔ رعناء پھر یہ تھے میں  
گھر پر قوں کرنا تو بھول ہی گئی وہ پھر والیں جیلی گئی۔ حمید کلوک روم میں اس کا انتحار  
کرتا رہا۔ وہ خود کو دینا کا بہت بڑا ادھی تصور کرنے لگا۔ اتنی حیلہ لی لے گیا اس  
پر اعتماد کریتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور شاید ہمی کوئی ایسا ہر رعناء والیں اگئی۔  
باہر نکل کر اپنوں نے ایک میکس لی اور منٹو پارک کی طرف روانہ ہو گئے۔

«یا ت یہ ہے رعناء الی!» میں زیادہ رات کے تک بیگر اطلاع حکر سے باہر  
نہیں رہ سکتی۔

«بھی شریعنوں کی پہچان ہے، حمید سے بیہد کی سے کہا۔  
وہ سرے فریدی رہت سخت آدمی یہ اُن کی تائید ہے کہ میں کسی انگریز سے بھی  
رومی نہ کروں۔ دلیلوں کے ساتھ بچھے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں!»

اُس کے انداز خاص مشرقی تھے۔ کمی بار وہ صریحت حمید کی گھر تی ہرئی نگاہوں کے  
 مقابلے میں بھائی بھی تھی۔

آخر ایک لڑکی نے دنوف کا تعارف کرایا۔ فتوی یہ ہوا کہ حمید وقت کی تراکت،  
لہذا کتنے بغیر انہیں آرکچنڈ میں چاہتے پہنچ راضی ہو گیا۔ فریدی کی نظر وہ صفت  
مکمل جانا۔ وہ نہیں تھا۔ آرکچنڈ میں وہ کافی دیر تک بیٹھے۔ نیز رُنگی روزا  
حمدہ کو بڑی شادی نظر آئی۔ وہ بیو قفارہ وہ کی حد تک یہدی تھی۔ دوسری لڑکیاں  
اور بھی بھیں یادو مرست صریحت حمید کی غصیت اُن کے لئے نیز نہ تھی۔ وہ اُسے اچھی لڑکی  
جانشی تھیں یادو مرست اتفاقاً میں اُس کی رُنگ رُنگ سے واقع تھیں حمید کی نہ ختم ہوئے  
والی دلیل پس بااؤں نے روزا کو الجھایا تھا۔ دوسری لڑکیاں اپ امتحنا چاہیں تھیں یہ ہوا  
کہ حکوڑی دیر بعد روز اتنا رہ گئی۔

«بھچہ دلکھو اذین بڑے اچھے لگتے ہیں!» حمید بولا۔

«ماشیں عرف اذین ہوتی۔ بھچہ دو خلابیں اچھا نہیں لگتا۔ نہ میں الگریز پسند  
کرتے ہیں، اور نہ دسی کا۔

«تھیں پسند کرتے تو ہمیں میں جاتیں۔ میں تو اپنی بات کر رہا تھا۔

«اپ بھی دل سے نہیں پسند کرتے۔ روزا افغانی اور حمید کو اپنا جمال یہ دیتا  
ہے۔ یہ نکل وہ ان لڑکیوں کی موجودگی میں جلتی ہے تو فتح نظر آتی تھی۔ اب اسکے  
مر عکس ہوتی جا رہی تھی۔

«صرف دل بھی نہیں بلکہ حیلہ لڑکے اور بھچھے سے بھی پسند کرتا ہوں!» حمید  
بولا۔ رہ چکتے گئی۔

«اپ بڑے اچھے دوست تھا۔ وہ سکتے ہیں؟ وہ بڑے پیار سے ہے۔

«ادھا آپ کام بھج!» حمید خراپ اپنا کا ادا نہیں یو لایا۔ اپ کا لامگیری مشح کوائی

”شہر کے اندر بی بھٹھ کوتی اخیر اپن نہیں۔ تہیں ویراد چاہتے تا۔ لہ تو جیسیں میرے  
خان پر بھی مل جاتے ہا۔ آؤ میرے ٹکڑا چلو۔ درا یور۔۔۔ کارڈی موسوی“  
اسی تھی تجویز پر حمیدک ایچن بڑھ گئی۔ وہ سوچتے تاگر اگر سازش نہیں ہے تو بھی  
اں کا برناڑ کے ٹکڑا پر جاتا بھیک نہیں کیونکہ فریدی اُسے جان پوچھ کر نظر انداز کر رہا تھا۔  
”کتنی بھیب و غریب باقی ہونے لی ہیں۔ باردا زندگی مرتے ہی بی بھڑانے لگی۔“

سارات خانے کا حال تو آپ کو معلوم ہی ہوا کا۔“  
”اں... بھٹھ معلوم ہے۔ لیکن میں ہمارے ٹکڑے بھی نہیں جانا چاہتا“

”کیوں؟۔ آخڑیوں!“

”بات یہ ہے کہ ہمارے ڈیڈی کے تعلقات پر پیس سے اپنے نہیں ہیں۔ کیس  
”یہ ڈیکھیں کہ میں اُن کی ٹوہ میں آیا ہوں“

”لیکن میں تو تکھی ہوں۔ میں خدا آپ کو سے جا رہی ہوں۔ ڈیڈی کی بعض  
باتیں بچھے بھی پسند نہیں نہیں بچا ہتی ہوں کہ وہ انہیں ترک کروں“

”کوئی ہاتھیں“

”وہ بیکار کنٹک کرتے ہیں“

”دہے تو ہر ہاتھیات۔ خلیدا اسی بنا پر پویس اُن سے برکشت ہو۔ بگرمی نے قوٹ  
پڑھ کر وہ آجھل پر حرازم سے بہت زیادہ متاثر ہو رہے ہیں“

”پتہ نہیں۔ نہیں کیسے معلوم ہوا“

”و ایک دن گفتگو ہوتی تھی“

”لیا وہ نہیں جانتے ہیں“

”اچھی طرح۔!“

”یہیکی برناڑ کے شکل کے سامنے ٹکٹک کے سامنے ٹکٹک گئی۔ حمید یا توں میں الجا رہا تھا اس نے

”تمہارے ڈیڈی کیا کرتے ہیں“

”محترم ایمڈ مورگن کے میخیز ہیں“

”تام کیا ہے؟“

”ولکار لفی یہ رنارڈ۔۔۔ عمرنا لوگ اُنہیں کی برناڑ پکتے ہیں۔“  
حیدرے ایک طویل سالنس لی۔ لیکن ایک پورتی کی سکاتھا نیکی مٹو پارک کی طرف  
پہل پڑھی تھی اور تھے نئے شہرات اُس کے ذہن میں سرا جھا رئے گئے تھے روزانے اُسی بیڑا  
کا جا لے دیا تھا جو پولیس کی نظروں میں عصر سے ٹھنک رہا تھا۔ حیدر پڑھنے کا کہیا وہ خطرے  
میں ہے۔ کیا بذاتے مٹو پارک کی تجویز تکمیل مقصود کے تحت پیش کی تھی۔ اور پھر  
وہ اُسے ٹوک روم میں چھوڑ کر قون بھی کرنے کی تھی۔ لیکن حیدر کے ذہن نے پھر سمجھا لا لایہ۔  
اگر وہ کسی قسم کی سازش کر دی تھی تو اُس نے اپنے کام کیوں تباہیا قاہر ہے کہ برناڑ  
یعنی اس حقیقت سے واقع ہے کہ پیس اُس کی طرفتے سے اپنے حیات بہیں رکھنے نہیں  
فی الحال کی سازش کا امکان نہیں۔ وقت پھر ایک دوسرا سوال اُس کے ذہن میں اجرا  
وہ تھا۔۔۔ الگ جتنا معلوم اور بہوں نے اُسے ملکاٹے لکا دیا تو پولیس کو کیا پڑھل  
سکے گا۔ بھروس کے نام پر وہ راز ہی میں ریلیں گے۔

”کیا اس پہنچنے لگے؟“ روزانے اُسے مٹھو کاریا۔

”میں یہ سوچ رہا تھا کہ تم نے اپنے ڈیڈی سے کیا بہا ات کیا ہو گا۔“

”کچھ بھی نہیں۔ میں نے صاف عدالت بتا دیا کہ میں اس وقت ایک افسوس سا جنت  
حیدر کے ساتھ ہوں اور کچھ دیر بعد واپس آؤں گی“

”آپہوں نے کچھ کہا نہیں۔“

”کچھ بھی نہیں۔“

”اگر تم مٹو پارک کے بھارتی بھیں اور جیسیں تو۔“ حیدر نے پوچھا۔

اُسے کوئی دوسری تحریر نہیں کرنے کا موقع بھی نہیں مل سکا۔

”اوہ! تو تم پہلو توہ وہ حمید کو پھاٹک میں دھیکتی ہوتی ہوئی میں فیڈی سے کہوں لی کر ملا جسٹے ہیاں آتے ہوئے کیون پھیچا رہے تھے؟“

ٹھوٹا دو کہ نام حمید اگے بڑھا لیکن کم از کم اُسے اتنی تقویت توڑ دیجی کر آج صحیح ہی سے اُس کے چیب میں ریلوالور پڑھو تھا۔

بائی میں اندر صراحتاً

”اُدھر کھوں نے برآمدے کی لامبی بھی بیٹھیں جاتی تو روزا بڑھتا آتی۔“

وہ حمید کا ہاتھ پر شے اُسے خارست کی طرف سے جاہی بھی۔

درکیا معاطلہ ہے: ”حید نے رُکتے ہوئے کہا: یقین بھی بھی روشنی نہیں دکھاتی دیتی۔“

”بچے خود بھرت ہے۔ پتر نہیں یہی یات ہے۔ اُو... اُو... یروپی روشنی کا سوچ برآمدے

اچیں چھے ہے!“

دریں دیا مسلمانی جلد اُسی حمید نے کہا۔

”اوہ! اس کی ضرورت نہیں۔ راست عاصف ہے۔ وہ اُسے گھیٹتی ہوتی ہوئی۔“

اسی بارہ اس کی رفتار تیز بھی پوری لکوم ہے، پھر کریا ایک حمید کی چھی جس چال پڑی۔

ہم سے بڑی شدت سے کمی خطرے سے کام اسی ہر رہا تھا۔ اس کا ہاتھ حسپ کو ٹوٹ لی رہا

تھا کہ سر کے چکلے حصہ پر کوئی مخوس چیز کافی قوت سے پڑی اور وہ ایک یہجان شہیر

کی طرح ذہب رو گی۔

# دو حملے

(۱)

کام کم پورا اور تھے گھٹری رکھی۔ پندرہ منٹ اگرچکے تھے لیکن نتویر نادہ کے نسلے میں کہیں روشنی دکھاتی رہی اور رہ حمید بھی واپس آیا۔

وہ حمید اور روزا کا تعاقب کرایا ہے اسیں تک پہنچا تھا اہمیں ارکانپنے سے نکل کر نکسی پر پہنچتے دیکھ کر اُس کی موڑ سائکل اُن کا باچھے لگ کی تھی وہ کافی فاصلے سے ان کا تعاقب کرتا رہا تھا اسی تعاقب کی وجہ تھی کہ انہوں نہ اڑ کی رہ کی کوئی بچھاتا تھا اگر اُسے بیدار معلوم ہوتا کہ فریڈی دیدہ و داشت برقرار ڈکو نظر انداز کر رہا ہے تو اُسے حمید کی اس حرکت پر حیرت نہ ہوتی۔ ایسی حالت میں اُسے بھی سوچا پڑا کہ خدا ہمید اُس لڑکی سے واقف نہیں ہے۔

بہر حال اس نے موڑ سائکل اُن کیچھی پچھے لگا دی جس نیکی پر وہ دونوں پیٹھی ہوتے تھے الگانک سے اس کا بھی بہت خراب تھا اس سے حمید اُس کے شوکی بنا پر موڑ سائکل کی آواز میں سکا تھا درست اس کا بڑی بیٹھہ بیٹھنے کی حد تک پہنچ جانا کہ وہ کسی سڑائی کا شکار ہوتے والا ہے۔

خوبی دوڑ جا کر نیکی جب پھر پیچے کی طرف مارنے لگی تھی تو انور کا بیٹھہ اور دنیا دادہ پہنچتے ہو گیا تھا اور اُس نے تعاقب جاری رکھا تھا۔

پا پیچھے منٹ اور لگنے لگنے لیکن حدات بدستور تیک رہیں۔ انہوں نے بھی ہو گیا کہ حمید ضرور کسی مصیبت میں با تو پھنس گیا ہے یا پختہ دالا ہے وہ اپنی طرح جاننا تھا کہ عوت حمید کی سبب سے بڑی کمزوری ہے وہ سکارہ یعنی مردال سے پختہ کی صلاحیت لکھتا ہے۔

اند کسی بعد اتفاقہ مقام پر گھنٹے بجھنٹے گی۔  
کچھ دیر بعد ان قدموں کی چاپ تائی دی اور کسی نے کمرے میں روشنی کر دی۔ دروازہ ٹھلا۔ ریک ادمی اُن کے ساتھ کھڑا تھا ہری حالت، سندھ کر نہیں معلوم ہوتا تھا۔  
ریکیا بات ہے؟ اُن نے اُن قدموں کو گھوڑا کر پر چھپ۔

”برناڈ سے ملتا ہے“ فریدی لیڈا۔

”برناڈ کوون برناڈ۔ یہاں کوئی برناڈ نہیں رہتا ہے کیا؟“ پس نے چھاٹک پر  
نیم پیٹ نہیں دیکھی۔

”نہیں! لیکن میں جانتا ہوں کہ کی رناؤٹی میں رہتا ہے۔“  
درستہ ہو گا۔ اب نہیں ہے؟ یہ کہہ کر جیسے ہی اُس نے پیچے مہٹ کر درد انہیں  
چاہا۔ فریدی نے اُس کی گدن پکڑ لی اور نو سے منزہ دیا۔  
وہ سر سے لمحے میں وہ بے عس و حرکت اُن کے قدموں میں ڈھیر تھا۔ وہ اُنگے بڑے  
اور نئے پٹ کر شکار کی عرف دیکھا۔

”ٹکڑہ کرو۔ اُنھوں نے پیشہ بوشی میں نہیں آتے گا۔“ فریدی نے آہت سے  
پکڑا اور کسی کی روشنی گل کر دی۔ پھر وہ ایک تاریک راہداری سے گزر رہے تھے۔  
اُنگے چل کر داہنی طرف کے ریک کمرے میں اُنہیں روشنی روشنی دکھاتی دی کھڑکی کے  
قریب پہنچ کر وہ رُک گئے۔ شیشوں کے ذریعے وہ اندر دیکھ سکتے تھے۔

رجحت حیدر ایک آرام کری پر پڑا اپنے ساتھ کھڑے ہوتے چاراً دیسون کو گھوڑ  
دراخ تھے اسی کے قریب ہی برناڈ کی رُڑکی روڑا ایک کرکی پر بیٹھی ہوتی تھی۔ ان چاروں  
اویسیوں میں برناڈ بھی تھا۔

”تم نہیں یا تو اُنگے؟“ برناڈ حیدر سے کہہ رہ تھا۔  
”ایسی رُڑکی سے میری خدا دی کر دینے کا وعدہ کرو تو یادوں“ حیثیت بھینگی

لیکن ایک اہم ترین حدودت بھی اُسے اچھی طرح آنوبنا سکتی ہے۔  
اُس نے موڑ سایکل وہی اندر صرے میں مرک کے کنارے پھوڑ دی اور خود قریب  
قریب دوڑتا ہوا دوسری مرک پر نکل آیا۔ مہال پاس کی ایک دوافروش کی دلکش تھی۔  
البیقدار اس پیشک فرمی کو فون کیا۔ تو شق قمی سے فریدی کھڑا ہی پر موجود تھا۔ اور نے  
مشتری کو دوسرے ساتھی۔

ون کر کے وہ پھر برناڈ کے بیٹھے کے سامنے آگئے۔ اب بھی خارستہ تاریک پڑتی تھی۔  
ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ پائلٹ عالی ہو۔ پاس باغیں باغیں بھی کم قسم کی اور اُنہیں  
سماں دے رہی تھی۔

پندرہ منٹ بعد فریدی بھی بھنپی گی۔ شکر وہ اپنی بکار بڑی تیز قیادی سے لایا تھا۔  
”حالات بدستوری ہیں“ فریدی نے پوچھا۔

”جتنی دیر میں فون کرتا رہا۔۔۔ اس دو ماں میں اگر کوئی تبدیلی ہوئی تو اس سے  
واقف نہیں“

”ریلو اور ہے تمہارے پاس ہے؟“

”نیکر سے پاس بکھاں سے آیا۔ یا ایک ریلو اور“

”اے لوٹا فریدی سے جیسے سے ایک یا اور نکال کیا اس کی طرف بڑھلتے ہوئے  
لہماں آؤ۔۔۔“

اُس نے آگے بڑھ کر چھاٹک کھولا چن لے کر ہو کر آہٹ لیتا رہا۔ پھر آگے  
لھا۔۔۔ وہ پرستکوں میں آتے لیکن یہاں بھی کوئی کام زمانی نہیں۔

فریدی نے دروازے کو دکھایا۔ وہ اندر سے مند تھا۔ اُس نے پیکے بعد ویگسے  
وہ دروازے آزمائے لیکن ان میں سے کوئی نہیں بیٹھ رہی تھی۔

آخر اس نے حیب سے تاریخ نکال کر گھنٹی لالاش کی اور اس کے بلکل پاٹھار کر دیا۔

سے بولا۔

بیکوں نہ کرو۔ بیتارڈ گر جا۔ پھر لینی لڑکی سے مخاطب ہو کر بولا۔ ”روز اجاق تم آرام کرو۔“ قبل اس کے کہ وہ کریں سے اٹھتی فریبی اور انور روازے میں تھے۔ دونوں نے بیو اور نکال لئے تھے۔

”چھ سے پوچھو! پیارے بیتارڈ“ فریدی مخترا نیز بھی میں بولا۔ شاید تم زیکال چاندی پوچھلاتے ہوئے انداز میں انہیں ٹھوڑا ہے تھے۔

”لیکن اس سے پہنچیں اُس بن، اُس کی کہانی سنتا پہنچ کروں گا“ فریدی نے پھر کہا۔

”اوہ بہدیکا آپ واقعی ماں کو نہیں جانتے“ جیسا منش کر بولا۔ وہ مل بیتارڈ کا دادا ہے اور یونورٹی میں اقتصادیات کا درس دیتا ہے۔

”آپ تو بولتے ہی سست، فریدی چرکر بولا۔ آپ کی عشقی بازی کسی دن آپ کو جسم میں پہنچا دے گی۔“

”فریدی بیکو اس نہ سکرو۔ بیتارڈ بگاگی۔“ تمہارے اس سنت نے زبردستی میرے مکانی میں گھسنے کو میری ولی پر حملہ کی تھی۔

”حضرت دیکا بولا۔ لیکن تم اُس سے پوچھنا کیا چاہتے ہو؟“

”چشت!“ ایک ملی سی آواز کمرے میں لوگی اور انہیں بولا۔ فریدی اور انہوں نے مدندا کو دیوار کی طرف کھکھتے نہیں دیکھا تھا۔

”دفتار اُن کے ہاتھوں سے یادوں کی نکال گئے۔ شاید وہ چاروں بیک وقت اُن پر ٹوٹ پڑتے تھے۔“

دو فوٹوں ان پر نکوں کی بارش کر رہے تھے۔ اور انہیں ایسا عسوں ہو۔ رہا تھا جسے وہ چاروں میں فتحی جدوجہد کر رہے ہوں۔ شاید اس طرح وہ نکل جلنے کی کوشش می تھے۔

(۲) پرانی کے چڑا ہے پر کھڑے ہوتے لینک کا نسل کے مزے سے ایک ہلکی سی بچھ نکل اس کے دونوں اٹھے ہوئے اتھر شیخی کی طرف بھول کر رہے تھے اور وہ تیز رفتار لڑک چورا ہے سے گندگیا جسے دیکھ کر اُس آئی یہ حالت ہوتی تھی۔ اُس کے چل کر ایک راہ گیر بھی اپنی یہ ساختہ بچھ نہ رک سکا لڑک کی رفتادہ تیز بھی اور وہ نیا راہ تراہی ہی سڑکوں پر مڑ رہا تھا جن پیشیا وہ جیسا بھار نہیں رہتی تھی۔

زعدہ نہیں ایک چل فرش کی نظر دریوں کی سیٹ پر پڑی اور وہ پیچ کر اپنے ٹھیکے پر کارہ ملٹیا اُٹ گیا وہ خدا نبھی راک کی زد میں ایگا ہوتا یہکن رُک بڑی صفائی سے کٹا کر آگے نکل گی۔

چشم روڑ پر ایک آدمی نیپھوں کے تار کے کچھے پر چڑھا لاتی کی خرابی دو کر رہا تھا جسے بھی لڑک اُس کے قریب سے گذاہ وہ اونڈھے مزرن پیچ چلا آیا۔ اُدھر چھٹے کے اندھی اندر مارے شہریں اس رُک کے متبلع منٹی پھیل گئی اور پہلیں کی کجی لہاریں اُس کی تماشی میں مختلف سڑکوں پر چکر رکانے لگیں۔

اور وہ رُک پوچھا گر اور مدد والی سفان مرُک پر ہر ہاتھ تھا اور اب وہ ایک ایسے کچھے راستے پر سڑک رہا تھا جو ہوتی اُوئے کی طرف چاہتا تھا جو راستے کے اختتام پر پھر ایک سو ختم رُک میں ہو جاتی اُٹ کے چھاک پر ختم ہو گئی تھی۔ دفتار لڑک تھا کہ اسی جگہ پر رُک گیا چھاک وہ کجا راستہ رُک سے ملا تھا۔

رُک اس سفر جو لکھا تھا کہ سڑک یا نکلی نہ ہو گئی تھی رُک کا بھی نہیں بند کیا گی تھا۔ انہیں اچھیلے لگا تھا اگر دوپیش کے مناظر تاریخی میں ذوبتے چاہ رہے تھے۔

محضی دی پر بعد جو اُنے کی حق لفظ ساخت میں کمی کا کام کیا جو وہ فیصلہ نظر آتیں اُنکی بعد شنی پر جستی ہوئی دوچار یاد را کپڑی پر بھی کر دیا تیر کو دیکھی سے اُسی رُنگ کو راہ میں حال دیکھ کر ہے۔ یہ پرے ہماری درستہ لکھائی کی طبقہ میں جنتشیکھ تھے تھوڑی۔ البتہ اُس کا ایسی بدستور جعلیہ رہا۔ آستینوں کی کامیک بُری ہوا تھا۔ کچھ کسکے قابل ہے پریک کی ہدایہ نے جو کہ کچھ کہا یا لیکن ٹرُنگ سے کوئی یہاں کا چیز ہے کہ اس کے قابل ہے پریک کی ہدایہ دفعتہ رُنگ کی فراہمی کی میثمت میں ایک محبوب ملقط چھپی اُنچھی ساتھ افتاد پہنچنے والی اُس سے اپنے اپنے بُری ہمارے دلکشی میں رُنگ کی آنکھ فکالی اور رُنگ کے پچھلے حصے سے دھماکہ گھم کر اُسی سرٹک پر کوہا تھے۔ کارکی ڈرائیور تو پہنچے، ہیچاں بول خانہ چلت کر کھا بلکن کام کے اندر ٹھیک ہوئے کی اُنکی نے ٹارک کی روشنیاں باہر ڈالی۔ پھر کار میں کی وجہ میں گوئیں۔

”ریوا لور۔ ریوا لور“ اندر کی سفر جوئی کر کہا۔ اُداز خوفزدہ سی تھی۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں کام کے اندر سے فارم ہوتے شروع ہو گئے۔

ڈرائیور کی میثمت سے اُتا چھا بی اُس کو ٹیکنیکی پرداہ دکر کے برائیں کار کی طرف رُستا چاہ رہا تھا کہ میں تو اُدمی تھے اُن میں سے ایک اُپھل کر ڈرائیور کی میثمت دیکھ لے گیا۔ یہیں ایسی دو اُسکے سارے سارے بیجی نہ کر پایا تھا کہ دکھان یا بولن والے سخت اعماق کی وجہ پر پڑتے ہو پھر اُسے بڑی ہے دردی سے کار سے باہر چھینج کر ایک طرف فاصلہ دیکھا۔ اندر سے غائب بھی ہو رہے تھے اور دیکھیں مانس نے کار کو چاروں طرف سے چھپرنا تھا۔ انہیں سے کوئی تیر اور کی کوئی عویشی پاٹا نہیں کر رہی تھیں کہ خوفزدہ ہو گئے پھر مشکل میں اُپھل کی طرف سے تھے اُپھل کے تھے چھپے تو وہ کچھ خوفزدہ ہو گئے۔ ایک بچہ اپنی بیخ رہا تھا۔ چھپتا ہوا دشمنوں کی طرف چھپتا دوسرا بیانیہ تھا۔ اُدمی خوفزدہ ہو رہے تھے لیکن

اُنہوں نے اپنے اور مانی خطا نہیں ہونے دیتے تھے وہ خدا کا ہے تھا کار کی آپھل میثمت پر پڑھتے پھر فائزہ گولی اُسی بیانی کے سینے پر پڑی جو کار کے اندر ہاتھ دال دے رہا تھا اُپنی جگہ سے ایک گز فیچہ اُپھل کر دکھر لایا۔ لیکن زمین پر نہیں گلے کار سے پھر فائزہ ہوا۔ اسی بارگی اُس کے دلپتے شانے پر سے مغل کی۔

اُس نے ایک بھی انک چھپ ماری اور پھر کار کی طرف چھٹ۔ دوسرے لمحے میں اُس نے ایک آدمی کو کار سے پاہر چھینج کر کرٹک کے کندے سے اچھال دیا۔ دوسرا آدمی اب بھی اندر سے قاتر کر رہا تھا۔

ہوا تی اُدھہ قریب ہی تھا شور کے ساتھ قاتر دن کی آوازیں بھی دہل نکل پڑھنیں اور بہت سے لوگ اُس کی طرف چل پڑے اُنہوں نوں سے پڑھتے یہ سختہ تھا کہ جانی دے سختہ تھا دھماکہ کی طرف کا کام کے اندر ٹھیک ہوئے کی اُنکی نے ٹارک کی روشنیاں اُنہوں بھی بھی کی اُدمی کی وجہ ایسا شور خابنہ ہوئی۔ بھی نہیں سنا تھا اسی شوریں اُنہوں بھی بھی کی اُدمی کی وجہ میں بھی نہیں بھی تھیں۔ اُس طرف بڑھتے رہتے اُنی کے ساتھ سچھے میظنوں کی ایک ڈول بھی تھی۔

دوسراؤں بیانی کا نہیں تھا اُدمی کو بھی چھینج کر کرٹک پر پڑھ دیا۔ اس کے بعد اُسی نے کار سے کوئی وڈی جیزٹر اُخٹا تھا اور جھینٹا ہوا کرٹک کے پاس آیا۔ دوسرے لمحے میں رُنگ بڑھی تیز رفتاری سچھے راشنے پر کرٹک رہا تھا۔

ہوا تی اُدھہ کے چند نئے نثار جس روشن کر لیتھیں اور وہ تیزی سے اُگے بڑھ رہے تھے۔ اُنہوں نے دوسرے دیکھا کہ عیجب اُن لمحتیں جا فرور ایک بیانیہ نکل کی کار پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑ رہے ہیں۔ فاترینہ ہو کئے تھے چھپے تو وہ کچھ خوفزدہ ہو گئے پھر میں اُپھل کی طرف سے رانفل کی بارٹہ ماری تین درندے پر چھٹے ہوئے دھیر ہو گئے۔ ایک بچہ باپنی بیخ رہا تھا۔ چھپتا ہوا دشمنوں کی طرف چھپتا دوسرا بیانیہ تھا۔ اُدمی خوفزدہ ہو رہے تھے لیکن

وہ بھی طفکر آتا ہوا اگا۔  
گیارہ ایسے بن مانسوں کی لاشیں ان کے سامنے تھیں جی میں سے ایک کی تصویر دی

«متنی تو تم پر جعل رجھد رکھا تھا خصوص اچانت نامہ موضع جو چلا پڑتا ہے، فردی ملٹری تینز بجے  
ہیں بولا۔

وہ باہر نکل آئے فریدی نے اپنی کار پرنٹنگ کے بیٹھے سے کافی فاصلہ پر بکھری کی تھی۔  
اوہ نے اپنی سوڑ سائکل اسٹارٹ کیلے چاہی یہیں وہ اسٹارٹ نہ ہوتی۔

وہ دنارچ تو دیکھنے کا نہ اور نہ فریدی سمجھتا۔  
«اچھی ہوتے ہو، فریدی بولا۔ اسکے حکیم کو سری کا نکس پر چھوڑ دیکھنا ہے کہ

وہ بھیں زیادہ دیر تک روکے رکھنے کے لئے اسے دیکھا کر ہوں۔  
اپنے سوڑ سائکل کو حکیم کو کیوں تک دایا۔ پھر وہ کمی شکسی طرح اٹھا کر اس کی بھنخی  
میں خوش دی گئی۔

بچھے یعنی ہے، فریدی کیڈی اسٹارٹ کرنا ہوا بولہ: بیرننڈ پوسیں کواس کی اطاعت  
خود رہے کاہر را گز نہیں رپورٹ کرتا تو یہ سمجھ دکھ دیکھنے کے لئے روپوشن پوگا دلسری  
صورت مجھے ناممکن نظر آتی ہے الگ ہاتھی اسکا تعلق اپنی گروہ سے ہے تو وہ ہرگز روپوشن  
نہ ہو گا۔

اس فحصہ کی تحریر سرپاکر بولائی وہ اپنی گروہ سے تعلق رکھا ہے وہ بھجتے  
درکان جکل والے استثنی کے متسلق پر چھپ را تھا۔  
دیکھا پوچھ را تھا، فریدی نے پوچھا۔

یہی کوئی لوگوں نے بن مانس کے سلسلے میں رکھا جنکل کا نام کیا ہے؟  
ہیوں، تسب تو تم پر خوش قسمت تھک کا انوکھی نظر تم پر پڑ گئی تو تمہارے وقت  
ووسری دینا ہیں ہوتے۔ بناءً اس دلacz کے بعد قہیں ذمہ نہ چھوڑتا۔  
ویچھے خوشی ہوتی ہے جسکے لئے سکون دکھ دیا جائے۔ کھوپڑی کاہر کچلا حصہ پہلیا ہو گیا ہے۔  
اس کے بعد اُس نے بغیر پوچھا پوری داستان دہرا دی۔

آج یہی دیپہ کوہاٹ رکے غصہ میں دیکھ پچھے تھے۔  
پھر اُبھوں نے چارہ خی ادھیوں کوڑ میں سے اٹھایا جو بہوش تھے۔

ارے... یہ تو... سفارت خاتم کے لوگ یہیں تکی تے بیچھ کر کہا  
دکون! سے لوگ سلطانی نیزیر کے آتشی تکوئی دوسرا بولا۔

(۳)

فریدی دو اس سے پر جم گیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان میں سے کوئی نکل کر جائے گیں  
چند لوگوں کے بعد صحت برقرار ہوتے ہیں کیونکہ دھماکے کی طرف کوئی بھی نہیں بڑھ رہا تھا  
البرت دھیکا مشتی کی آوازیں برابر جاری تھیں۔ اُس نے سوچا کہ شیخ جبید علی شریف ہر  
کیا اور دلوں نے مل کر اُنہیں اٹھایا یا پس۔  
فریدی آہستہ آہستہ حکمت ہوا سوچ بوندی کی طرف بڑھا اور دوستی کر دی۔

اور اور جیسا پاکروں لگتے ہوتے تھے اور بیرننڈ مانیجوں بھیستہ غایس تھا۔ وہ  
وہ دل بھلاہت یہیں ایک دوسرا پر دفاتر پیش کر لے گئے۔

دہنی سست کا دھماکہ گھلاؤا تھا۔ فریدی اس طرف بھیٹا۔ پھر اُبھوں نے سدا  
کان چان مار لیکی کیسی بھی آدمی کا سراخ نہ بدل سکا۔ جی کوہ بھی نہ ملابسے وہ  
ہوش کر کے یہ واقعی کمرے میں ڈال آئے تھے۔

«سُتو»، فریدی نے جیسا اور اور کو مخاطب کیا۔ اب یہیں چپ چاپ یہاں سے  
لے دیا چاہتے۔ بیرننڈ پچھری الام کا چکا ہے کہ جس نہ رہتی اس کے گھر میں لکھن  
یا تھا۔

اس کے الام لگانے سے کیا ہوتا ہے؟ جید بولا۔

ان دونوں وہ جی چاہات سے گزیرہ تھا اُن کا تعاضی پری مختکار اجتیہا کا کوئی پہنچ اندازہ  
پہنچتے رہتے۔ کھو بچکر وہ جید کے لئے ضروری سناہن مخیک کرنے لگا۔ اتنے میں  
ٹیڈیوں کی ٹکنیکی بھی فریدی انور کو رامدے میں پھوڑ کر نہ کر سیس چل گیا تین چند منٹ  
مک فون پر کسی سے لٹکھو کرتے رہتے کہ بعد پھر انور کے پاس واپس آگیا۔  
”ویکھنے پڑے“ اُس نے انور کو خاکہ بیکا، بیرون از نہ رپورٹ کردی ہے۔ جیکدیش  
کافوں تھا، بیرون از نہ رپورٹ کے جو میں تھوڑی دیر قل کہہ رہا تھا۔ جیدست  
اُس کی لڑکی پر محروم ہو گئی اچانک وہ ایسا اور اس نے جیسرے سر پر گلدن کیجھ مارا۔  
”ریبدہ دیبری پر حیرت پڑھے“ انور بولتا۔

”بیرون از جانش پر کسی میرا مخصوص اجازت نامہ مسوخ ہو رکھا ہے یعنی اُس نے رپورٹ  
یعنی بیرون از جانشی دیا ہے جس اُس کی ایک چال ہے۔ بیخ دیکھا جائے گا۔“  
اندر فریدی سچھرے پر نکر مندی کے آثار دیکھ رہا تھا۔

## ۹۸

(11)

فہریں سریں ملکی چل گئی اخبارات نے بھلی رات والے بن مانسوں کے علی کا حال  
پا اس سوچ شائع کی تھی، جو گو سلا فی سفر کا آٹا شی چند اہم کامیابیاں لے کر اپنے ہلکے چھٹے  
کھٹکے موافق اُسکے ہر فوج بخارا تھکارا تھیں اُسے چند بن مانسوں نے ٹھیر لیا، آٹا شی  
اس اُس کے دوسرا خیل دیکھتے اپنی مانعوت کرتے رہے، انہوں نے اُن میں کہ کئی

”تو اسکا یہ حدیب ہے کہ تمہارے آپس کی کوئی بھی لڑکی ان سے میں ہوئی ہے“ فریدی کہا۔  
”میرا یہ خیال ہے“ جیدست کہا۔ ”ترسی نے اُس سے تعارف کرائی تو اسکے مکالمہ  
بیانام کس روشنایہ تاریخی تھے میکی میں سنبھالیں وقت نظر تاریخ پر جو نہیں کیا؟“  
”غور کرنے کی ضرورت بھی کیا تھی؟“ انور پچھے ہوتے ہیجے میں بولتا۔ ”حکم اور نکیں  
گوشتہ کا کوئی نامہ پڑھتے بھی وہ لفڑی پر رہتا ہے“  
”میں تم سے بات ہٹھی کر رہوں“ جیدست کہا۔  
”چھٹے بات کرنے کی قسم میں ایسیت ہی نہیں“

”قصوں باقی کسی دوسرا وقت کے لئے اٹھا رکھو“ فریدی نے دخل اندازی کی، ”جید  
رس قم سے کہہ رہا ہوں تم اسی وقت چھپ چاہ پ کسی ہرگز میں جا نہ ہو۔ اگر تمہارے سری  
ووٹ نہ ہوئی تو پھر تعلیم کی بات نہیں کی“  
”کسی تعلیم میں کسی ہرگز میں کیسی ہمہروں“  
”فرزند بیرون از ہبہا سے خلاف رپورٹ ہزوڑے کا ہو رہا تھا میں جی مکھوا یتے کہ  
اُس نے غصے میں تھیں تھیں تھیں اگر کو دیا ہے تمہارے سلسلہ کا لازم شہادت دے کا اور تمہیں بھی  
جانتے ہو کہ ڈی۔ ایس۔ پی۔ سی۔ سی۔ سے ہمارے تعلقات دیکھے ہیں۔“  
”گزیرے پاں کوئی سلسلہ نہیں، ایک ہرگز ماں کو ٹھہر نہ ہوگا۔“ اور اسی صورت  
میں جید کمیز سے کوشید پرخون کے دیکھے جو ہیں۔“

”کوئی اندر سے بدل لاؤں احوال میں تھیں ریلوے شیشی پر چھوڑے دیتا ہوں۔“  
”تم وہاں کے ہسپتال میں ہی کر رہے تھے تم کی ترینیک کوہداں کے بعد وہنگہ دیتا ہیں انور  
کا انتشار کرنا۔ یہ تھا رہا سامان سے کیا تھا کے۔ اگر میرا مخصوص اجازت نامہ مسوخ ہو جاؤ تو  
اواس کی ضرورت ہی نہ ہیں تھیں تھیں تھیں اسی کی وجہ پر کیشل میں تھیں تھیں تھیں۔“  
”کہ کاششی پر جو ٹھیک طرف روانہ ہو گیا، اُس نے جلدی کی تھی۔“

”بھلے... بن مانس؟“

”لا جوں والا قوہ ستم بھی بوسی ہی باتیں کرنے لگے“ ڈی۔ آئی۔ جی چھٹکار کیا تھا۔ ”تم کچھ چھپا رہے ہو۔ کیا کل تو نے ویسا ہی ریک بن مانس سین شکار کیا تھا۔“  
”کیا تو تھا۔ یکلی فتحیہ نہیں معلوم تھا کہ اس قسم کے بن مانس یوگو سلامی مقدادت خانے سے بھی کچھ تعلق رکھ سکتے ہیں۔“

”بچھے بتاؤ یا ڈی۔ آئی۔ جی نے فریدی کی اٹھکوں میں دریختے ہوئے کہا۔“ جوڑت اور اس کی پیروی کی اشتوں کے قریب اپنی ماں سوں کے بال پائے گئے تھے۔ پھر ان دونوں کے بعد قوں نے الکلریزی سفارت خانے سے کچھ اہم کاغذات لے لائے۔۔۔ ہر بندوق اُن بن مانسوں نے یوگو سلامی کی روک پر ڈاکر ڈالا۔

”آپ نے مجید کی بایت کچھ سُٹا۔“ فریدی نے سوائی کیا۔

”ستا ہے بیس اس بناء پر اسے کوئی ایسیتہ نہیں دی کہ پیٹ برنا دے نے کھوا جائے۔“

”آپ کا بیجانا ڈرست ہے۔“ فریدی بڑا اقتداریوں پہنچ کر بیمار ڈیجید کو حکما دیکھ اپنے گھر جو آتا ہے اور زخمی کر دیتا ہے۔ اُس سے یہ معلوم کرنا پاہتا تھا کہ تم لوگوں نے بن مانس کے سلسلے میں لڑاکاں جھلک کا نام لکھوں یا۔۔۔“

”لکھوں؟۔۔۔ خلا بہرے کہ تم نے اسے لڑاکاں جھلک کی میں شکار کیا تھا۔“

”قحطی نہیں۔۔۔ فریدی سر بلکہ ادا اُس تھے خود بھی غریب خانے میں قدم رکھ فریبا تھا۔“

”کیا؟۔۔۔ ڈی۔ آئی۔ جی چھٹکار پڑا۔“

”جی ڈاں۔۔۔ اُس کا شکار میں تے پی کیا تو اُنہی میں کیا تھا۔“ اُن کے بعد فریدی نے پورا واقعہ دیکھا تھا ہوئے کہ۔۔۔ اب وقت آگئا ہے کہ اُس کو سب کچھ تاروں۔۔۔ اصفہانیوں کے چکنے تھے اور جنکار سے تو جنکار تھے بھی رہ جائیں گے تھے۔۔۔ وہ حیرتی کی ہے اس کی تاثر عراقی کے قاتمیوں کو تھی۔۔۔“

بن مانس اگر بھی گرا تے اُن کے ہوش میں تو کاغذات کا جرمی تھیلا مخونڈا تھا۔ لیکن اس جدید چھپے کے دربار میں وہ کچھ دیر کھئے اپنے ہوش وحش میں کھو چکے۔۔۔ اور پھر ہوش میں اُن کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ تھیلا قاتمی تھے۔۔۔ انجامات تھے کہ اطلاع کے مذاقہ سے پہنچوں پر فتنہ کے ٹریک کا نشیل نے ایک بن مانس کو ایک رُک ڈریو گرفت دیکھ کر اس کی اطلاع پر فتنہ کے حافیے میں وی تھی۔ اس کے بعد متعارف چھپے میں سے پوریں جھوٹیں بونے کے بعد پرنس کی کیپر ڈول کا یہ اس رُک کی تلاش میں تکلی کی تھیں۔ اجنبیات نے کیڑوں کی اشتوں کا بھی تذکرہ کیا تھا جن میں سے چار پر کسی قمر کے زخمی نہیں پائے گئے۔ بیرونی ماں سوں کے چکر گیا تھا۔۔۔ چار بن مانسوں کی صوت کے ایساں نہ کہ انہیں معلوم ہے۔۔۔ انجامات نے یہ بھی لکھا تھا کہ یہ اُن میں ویسے ہی تھے۔

جس کا گذشتہ دن اپنے کھڑکی پر فریبا تھا۔ جھلک میں شکار کیا تھا۔۔۔ فریدی کو اس جیرت اگنیہ واقعے کی اطلاع پہلی رات ہی کوئی تھی جب وہ جسید اور بفتا بیناڑ والی ختر کی اشاعت رکوانے کے لئے انجامات کے دفتریوں کے چکر گاتا پھر را تھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گیا تھا کسی اجنبیں بھی جیمیکے خلاف لگاتے گئے بیناڑ کے ایمانات کے متعلق کچھ نہیں کیا تھا اور یہ سب کچھ فریدی کے ذاتی اثر و رسوخ کی بنا پر ہے جو تھا۔

صحیح بیجع خلدر اغفاری کا ڈی۔ آئی۔ جی فریدی کی کوئی پرہنچ گیا۔ رات بھی اُس سے یہ شخص لفیس کی چکر کا تھے لیکن فریدی سے طاقت نہ ہو سکی تھی۔

رُک ہوئے میں کیا ہو رہے ہیں۔۔۔ آئی۔ جی کہہ رہا تھا۔۔۔ اوپر والے بھارے معاملات میں لڑاکہ اڑاکتے ہیں اور پھر جسپا کوئی اس قسم کی واردات ہو جاتی ہے۔۔۔ تب بھی ہم بھی سے جواب طلب کی جاتا ہے۔۔۔ پھر کہا جاتا ہے کہ جو راجحہ سوتارہ تھا۔۔۔

”پھر جو اپنی سکھیوں کی سماں بجاوں کو بجا رکھنے کیسی حررج روک سکتا ہے۔۔۔ فریدی برا

”اوہ فریدی ایک بیان اپنی شہری مصلحت پرست ہے“ فریدی نے سکر کر کہا۔  
”کیوں۔ کیا مطلب؟“  
”اس نے کہ کہ وہ کوئی بیوی سے پہنچ سرا۔ اور وہ بیوی رُڈاک کا تھیلا لے گیا“  
”اور ان کے متعلق کیا کہو گے جو کوئی بیوی کے بیٹھری مرجتے“  
فریدی کچھ تر بولتا۔

(۲)

مرحبت حبیب کی پیشی ہوئی سے مگر والیں اگلی تھا لیکن اسے پہنچنے کی تائی خوشی  
ہو رہی تھی۔ کیونکہ پرانا دو ایپ بھی بے خوف و خطر انداز اپنے پھر رہا تھا وہ بڑی شدت  
سے اندھی اندر چھپیں رہ تھا۔ اس کا میں چلتا تو وہ اُسے مارپیں دالتا۔ لیکن اُس نے  
کم از کم روزانہ ناد سے تو انتقام لیتے کی عطاں بھی تھی۔ اس سلسلے میں اسکی اندر انتخاب  
قائم پر پڑتی لیکن وہ کوئی قیصہ نہ کر پایا کیونکہ قائم پر سے سرس کا یہ بوقت تھا اور اسے  
وقتی طور پر بھی عقدتہ نہ اتنا کم از کم اُس کے بیٹی کا روگ ہنپیں تھا۔  
وہ دوسری بھرنی تھا ایکی میں سرچاہار اور شام ہوتے ہی قائم کی طرف چل پڑا۔ لیکن  
قائم گھر پر موجود پہنچ تھا اس کی بیوی سچے تھا کیا کہ وہ وہ دن سے شایدیہ ہے  
اتھ تھا کہ وہ گھر وہلوں کو اخراج دیتے بیٹھریوں طرح غائب ہو گیا تھا۔  
حمد تکام والیں دن بھر چھپتے رہ کر وہ پھر تھستے متصوبے بنانے لگا۔ اُخڑا اُس نے  
سوچا کہ کیوں نہ کوئی میک اپ میں قہرت آنا تھی کی جیسا تھا لیکن معاملات پر نکر ہوتا زیادہ  
اُنچھتے تھے اس نے اُس نے بھی مناسب بھا کہ فریدی کی راستے بھی معلوم کر لی جاتے

ورنہ ممکن ہے بعد کو وہ اپنی کمی کا ادا نہ کر رہا۔ اسی کے مر منڈھوڑے  
فریدی اس کی اعلیٰ میں کئی گھنٹے صبر کر جس میں کچھ ٹھوک دیتے رہا تھا۔ حبیب نے  
اُسے پہنچے گھر میں تلاش کیا۔ پھر سچا ممکن ہے یا ہرگیسا ہو وہ اُسے دیکھتا ہوا اگرچہ تک

”اوہ تم نے تھیچھپتے ہنپیں بنایا۔“ ڈسی۔ آئی۔ جی شکا۔ آئیں بھی میں بولا۔  
فریدی اُسے اپنی تجویز کاہ میں فایا۔ اور پھر اس نے عرفانی کی ڈاری اور تعلیمی  
تاش کندوں پتے نکالے۔

قریط پندرہ منٹ بعد جب وہ دلوں تھیر پر کاہ سے نکل رہے تھے ڈسی۔ آئی۔ جی۔ ڈسی۔  
”فریدی تھج کہتا ہوں مگر تم جانکے دریو تو تم سب نالائق بنادیتے جاتیں۔ بھی تھے  
اس کا اعتماد ہے کہ اگر یہ ڈاری اور تاش کے پتے بھجھتے تو میں انہیں رُدی کی دوکری  
میں ٹھاکر کر سلمانی ہو جاتا۔“ خیریاں تو تم نے جو دل کو کہوں چھپا دیتا۔“  
”اگر وہ ایک گھنٹہ کے لئے بھی حوالہ نہیں گیا تو میرے لئے تر جانے کا مقام ہو گا۔  
میں میں کے سر پر زخم بھی موجود ہے اور وہ سری مصیبت یہ کہ ڈسی۔ ایں پہلے  
میں بھروسے اس تاک میں ہے کہ اُسے چار سے خلاف کچھ مواد میں جاتے اور بنیادی مصیبت  
یہ چار میں مخصوص اجادت نامہ مسوخ ہو چکا ہے“

”وہی کی تحریر کرو۔ آئی۔“ رجی صاحب خود بھی پیشوائیں میں کو تو الکو ایک حکم نامہ  
دیکھنے دیتا ہوں کہ مرحبت حبیب کا کیس غلکے کو یعنی کرو جاتے۔ بڑہ راست کوئی کاروانی  
نہ پڑو۔۔۔ اور کیوں نہ بڑا رٹک پکڑتی ہی بیجا تے۔“  
جی میں میں مناسب ہنپیں تھیں۔ بھر میں میں وہی ایک ایسا ہے جو اس وقت ہے اس  
سے منسٹے اور شاید یہم اُسی کے ذریعہ دہاں تک پہنچ سکیں جو جہاں سے وہ بن مانس  
پر آمد ہوتے ہیں“

”میں مانسوں کا معاملہ بھی بھیج بھے ہے“ ڈسی۔ آئی۔ جی نے کہا۔“ جو چھلی رات سات تو  
گریبوں سے مدرسے میں اور چارلی موت پر اسرا ہے کیونکہ انہیں گویاں لگی ہیں۔  
اوہ ایک کے متعلق اتنا تھی کہ بیان ہے کہ اس پر کوئی بیوی کا اثر بھی نہیں ہوا اور غالباً  
وہی مریض بھی ڈرایو کر کے رہتا۔“

گیہ جس کا درد دات انہی سے پتہ تھا، جید نے جنگل کر دی۔ فریدی نے درعا نہ مکھوا۔ وہ پیشے میں ہنڈا یا پہاڑ تھا اور اُس کے لاحق میں تھے کچڑاں پر بھی ایک آدمی جنگل کے کامیک رہنچے نظر آ رہے تھے۔

”درپاری صورت بھی تھی“ فریدی نے اُسے اندھی سفیرتے پڑے کہا۔

”اُر سے اسے... یہ سر کپڑے“ جس سچھلا کر دولا۔

”صرف کتنے تھے میلاب پتا پہاڑے“ فریدی سکا کر دولا۔ ”بچیر سب چلتا ہے“ فریدی کی تھیپ کار پر قفر پڑتے ہی جھوک کا منزہ جبرت دست سے کھل لیا۔ جسپ کار کی جنگل نشست کے دوقوں اطراف میں شیش گنٹ فٹ تھیں اور اب فریدی ان کے دھانوں کو پھوکر پھوکھے رہتے رہے گروں کے نیچے چھارہ تھا۔

”ای کیا حیدیت ہے؟“

”رہنمائے درسر کا علاج“ رہ کال جنگل میں خوبصورت رکیاں تھیں مٹیں۔

”رہ کال جنگل“ حیدر بسا سامنہ پنا کر دولا۔ ”کیوں وقت برباد کر رہے ہو۔ یہ اٹھ کے پیٹے...“

”کی سر کی چوتھوں گئے۔ بھلاکی سلسلے میں آتی ہے“

”جید کچھ تبو لا۔ فریدی تھوڑی دیر کا جنگل پہلوؤں سے جسپ کار کا جائزہ لیتے رہے تو نویں گیرا ج سب بہر تکل اُتے۔“

”آج تو موکم بھی بڑا لکھ رہے“ فریدی نے کہا۔ ”عاصی آلم سچ رہے گی“

”تو کیا اسی جیپ پر جلنے کا راہ ہے۔ آخ رشی کی کی کیوں؟“

”بلکھوں کا شکار کریں گے۔ فریدی جنگل بچھے میں بولا۔“

”اللہ بخاری مغفرت فرمائے“ حیدر نے دعا کئے تھے کا تھا جس کے ہم بہت جلد تیری بی طرف آئے وسلے میں۔

ایک گھنٹے بعد ان کی تھیب اپنی سستان را جوں سے گزد تھی بھی مقصودات کی طرف جا رہی تھی فریدی نے دن بھر کی محنت سے اُسے ایک بچھی خاصی اسمگ بندگاڑی بنا لیا تھا اور اُس کے ڈریں چاروں طرف پھوٹی پھوٹی سرخ و تیکس فٹ کردی تھیں بھونی احوال روشن نہیں تھیں۔

”آپ جنگل میں تو کھس دیکھنے کے تھے جس دولا۔“

”کیوں کہا تم اُس دن میں یہی سڑک سے کبھی نہیں گزدے ہو جاتی کی پہنچتے۔“ تار جام کی طرف آتی ہے۔

”اوہ۔ بھیک ہے جس پر دو کوں روانی قیصری ہے۔“

”بھیک دہی ہے۔ اس آج ہم اُس سڑک کی پیالت کریں گے اگر کہیں قمیں بھیں دکھاتی دیں تو مشین گزون کے سوچ کاں کر دیتا۔“

”راو جو۔۔ کیا آپ کو تو قعہ ہے کہ وہ اپنے ماں ویس رہتے ہوں گے؟“

”پتہ نہیں۔۔ تو میں نے احتیاط۔۔“

”فریدی تو موصیٰ، تھیس نے اُس کی بات کا شکار کر کردا۔ اگر اُس جنگل میں ایک بھی ویسا خوفناک دی ماں پہنچا کم از کم کو تار فیکر ہے وہاں ہر دو پڑھ جاتے۔“

”تو فرزندیہ بھی تا نمکی ہے کہ اتنی تعداد میں وہ درندے سے بھر بھی کچھ بچ جوں۔“

”یہ بھی بھیک ہے۔ آپ کی بھی جانتے ہیں کہ اپنے ماں سب سے زیادہ غل پیلانہ چلاتے ہیں اگر وہ اس جنگل ہی کے کمی تھیں پورتے تو کم انکم یا کی پیڈے والی سڑک سے گزرنے والے یا کوئی تار فیکر ہی کے لوگ بھی تو ان کی اواز نہیں۔“

”بھی بھیچو تو معاملہ بھی نہ کیں یہی بھی میں آیا ہی نہیں ہے۔“ فریدی نے کہا۔

”تو کو سلفی سریر کے آٹا تھی کو جو راقعہ پیش آیا ہے اپی نو عیت کے اعتبار سے بھی بھی نہیں بلکہ اسی سے بھی کچھ زیادہ ہے ایک بن ماں کا بھر کی سڑکوں پر توک ڈالنے کا

وہ بھی اسی چاہیکر میں سے کہ کہیں کرتی خارج نہیں چیز آیا۔ پھر محمد کو کے ڈاک کا فیصلے چالا۔ اخزو مرے بی ماں اتنے احتیکر سے کہ وہ نہیں بجا گے۔  
اور کچھ اتنا سے بھی نیا دہ احتج سے بخوبی خود مرے گے۔

”ڈاک ڈرایور کے دلا تو سو قیصہ یادی ادمی تھے فریبی نے کہا“ اداں نے بن ماں کی کھال کے نیچے ٹبٹ پروف کار کے تھے۔ بھی وجہ ہے کہ اس پر گولیوں نے اڑ نہیں کیا۔

”آج بھل اپنے جیزاٹ اسٹری کو بڑی طرح نظر انداز کر رہے ہیں لیکن جیسا نے الٹا  
مختروق ہمل ہیا۔

”جیزاٹ بہ فریبی مُہمندی صافی سے کہا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس ڈرائیور اس کا کیا اوقیان ہے۔“

”دہ کی پراساروت کا انک ہے جیسا نے کہا تھے آج تک اس کے علاوہ اور کسی ادمی سے خوف نہیں محسوس ہوا۔“

”جسے وہ ملاقات اسی طرح یاد ہے“ فریبی بولا۔ لیکن پھر اسکی شخصیت کرنی اڑ نہیں ہوا تھا۔

”اپنے بھی اپنا پروپرٹی کرتے ہیں“ جیسا نے جی کر کہا۔  
”فلکٹ نہیں کرتا۔“

”ہاؤ می کو کیسی کمی کر فرمی سے بھی کام لینا چاہتے۔“

”بختہ میں پہنچا ہے“ فریبی پر اس افسوس نہیں کر بولا۔ ”میری کر فرمی سے جسے یا دوسرے کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے سوائے اس کے کہ میری کر فرمی کے مخفی دوگوں کے غرہ دلک تھوڑی سی تیکیں ہو جاتے۔“

”اپنے معرفوں پر گستاخ ہیں۔“

”وہی دو ٹکے والی بات“ فریبی نے تھک پہنچ میں اپنے صحبہ میرے لارڈ سے تھا۔  
غور کو ٹھیس لکھی ہے تو تم مجھے مغفرہ کہ دیتے ہو۔

”میں تو تی الحال آپ کو لا چا را درجہ بخوبی بھتا ہم“ جیسا نے پڑھا۔ وہ اندرا میں قعده گایا۔

فریبی تھک ترولا۔ جیپ کا رہر سے بالی کیپ جلتے والی سان سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ آسانی اپنے الکوہر نے کی وحشے ساری کی ٹھوڑتھی تھی۔ جیسا بہت کچھ بکھرا چاہتا تھا۔  
یکن اس نے اندرا کو لکایا تھا کہ فریبی نیا دہنگھوکے میڈیں نہیں ہے۔

”کمال بھل کا سلسہ شروع ہو چکا تھا اور مختلف قسم کی آفیزی جیپ کے شھکے باہر ہو رہی ان کے کافی تھک پہنچ رہی تھی۔

”فریبی صاحب“، جیسا نہیں۔ اگر وہ ہوں گے بھی تو بھل کے کسی دخواں کا در حکمیں۔“

”جسکے کب اس سے انکار ہے“ فریبی نے کہا۔ ”م اور فریبی نے کہا۔“  
میں وہی ماں جو ہماری کیا قدر میں گھٹا تھا کیا جا رہا تھا یو چھتا ہما آپا ہو گا۔ تھا ہر ہے کہ اسے کوئی اونٹی رہی وہاں تک لایا ہو گا۔ اگر وہ بن ماں سڑک استعمال کرتے ہیں۔  
تب تو اپنی یستیاں کی سڑک سے کھنڈ پلائر نہ کوکا۔“

”اوپرہ ماریتے گوں! میں تو شدت سے بور ہو چکا ہوں۔ دوار فشار کم کیجئے پاپ سکا گوں گا۔“

فریبی نے رفتار کم کر دی اور جیسے پاپ سکا تھا لگا۔  
آن کے سامنے ہست دوڑ کی سوڑکی بینڈا ٹیش نظر اسی تھیں۔  
فریبی نے جیپ کی رفتار بھر تکر دی۔ سامنے سے آئے والی سور قریب ہوتی  
چاہی تھی۔ ایک بھل جیپ کا رکھجے اور تھاں پر آتی تھی کہ اس کی میڈا ٹیش کی روشنی

جاء بڑی دریا  
میرزا

رائے دے آئے واتی موڑ کے دنڈا سکریں پر رہی اور جیسے یے ساختہ اچھل پڑا۔ تو رائے  
کی سیٹ پیدا ہوئی تھیں اخلاقت درتدہ بیٹھا ہوا تھا۔  
”خاموشی؟“ فریدی آہستہ سے بولتا۔

تلک تیری سے جیسے کے قریب سے جل گیا۔ فریدی نے ایسی کارڈی روک دی اور  
مردگار بیٹھنے لگا۔ ترک کی بھلی سڑخ روشنی درد ہوتی چارپی تھی۔ جیسے فاصلہ کافی زیادہ  
ہو گیا تو فریدی نے جیسی طرف موڑ لی۔ اس کی مدد ناٹیں بیکھاری تھیں اور  
ایسا اندر ہیرے میں آگے جانے والی ترک کا تعاقب شروع ہو گیا تھا۔  
”لیکا بھتوں کے شکار کا وقت قریب آگیا ہے“ جسراہنستے بڑیرہندا۔  
”ذرا صبر کرو“

حقیقتاً وہ محنت جیسے کے ستمبر میں بہرازانتے۔ اگر وہ قوت ایرٹنگ اسکے  
لا تھیں ہوتا تو وہ اتنے فاصلے سے تعاقب کرنے کی بجائے ترک کی پہلو میں ہوتا۔ اور  
جیسے بے کاریک طرف کی مشینی کی گویاں اُنگلی بھی ہوتی۔

اُدھر فریدی سوچ رہا تھا کہ اسی وہ قوت جیسے کی بجائے کیڑی لالک ہوتی۔  
اسے خدا شرعاً حیب کے دلخیل کی آواز ترک والوں کو ہوشیار کر دے اسی مات  
کا تو اسے یقین تھا کہ ترک اُسی سرکشی و لا ادنی سے کے جیسیں میں کوئی آدمی ہی نہ ہے۔  
جیسے کاراند ہیرے میں فرائے ہجرتی رہی۔

”آخر آپ چاہتے کیا میں“ جسید اٹا کر بولے۔

”یہ ریکھنا چاہتا ہوں کہ آج ان کے ارادے کیا ہیں؟“  
”اگر انکل گئے تو؟“

”مجھے یقین ہے کہ یہ کمی صورت سے ہیں بیک سکتے“ فریدی سکرا کر رہا تھا  
اُن کا شکر گزارہ نہ چاہتے کہ انہوں نے بھروسے جل کی خاک نہیں پھنسا اتے۔

”اگر آپ نے اُسیں باریتا تو ان کے ٹھکانے کا پتہ کس طرح چل گیا؟“  
”یہ ایک کوزنہ چھوڑنا ہے اسے بورک ڈرایو کر رہا ہے“  
”اپ کا خیال ہے کہ وہ بیان کی خال میں کوئی آدمی ہے اور اُس نے کھال کے  
نیچے نکلا پردہ نکال کر کھا رکھے ہیں۔ اگر صورت حال بھی ہے تو وہ لا جمال بچ جاتے گا“  
”فیر تو کوئی بات نہیں مشینیں کی گیاں ایک مخصوص فاصیہ سے بُکٹ پر پردہ  
کے پاس کے بھی پہنچے اڑا دیتی ہیں؟“  
”شیخی گئی تو بہرے خال سے بالکل ہی بیکار شہزادہ ہوں گے جسے اپنا بیکوئی پاپ  
سترا دھرنا اور سرفٹ کر رہا تھا ہے۔ اگر انہوں نے ساختہ ہم پر اعلان کر دیا تو وہ  
ہمارے پاس دو عدد ہر ان کی بھی ہیں فرنڈز“ فریدی پر سکون لہجے میں بولا اور  
جیسے خاموشی ہو گیا۔

”مگر اسی پر انکل کا شکار ہو گی تھا خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس خیال سے  
کہ کہیں وہ ترک اُنہیں دھوکے میں رکھ کر کسی اور طرف نہ نکل جاتے۔  
اگر بھل پہنچ کی طرف گزگزیا۔

”چھٹے جھٹے ہیں بھی ان کا نہیں ہوں گے“ جیسید اول۔  
”کیسے تعداد میں؟“ فریدی نے بیکاہی کی اکتمان سے دیکھا نہیں تھا  
”نہیں۔ میں نہیں دیکھ سکتا۔“

”بھر خاموشی ہو گئی۔ تعاقب بربر چاری رہا۔ فریدی نے پہنچ جانے والی ترک پر  
بھی جیسے کار کی ہیئت و نیشن ترکوں کیں ترک بیوں بھی سناں تھی اس نے اس میں  
بھی کوئی خاص دشواری نہیں بھر بھی تھی۔ اچانک فریدی نے غصہ کیا کہ وہ  
ترک تھے بھی اُسی ترکوں کو نظر انداز کر رہا ہے جو پرانی رات کے بھی ریاست کی  
 موجودگی کا امکان ہو سکتا تھا۔

سماں توں کی کھڑکیوں میں رفتہ رفتہ روشنی مفتر آئے گی تھی۔  
”تم حسپ پر داہس جاؤ۔“ فریدی نے حسید سے کہا اور حسید شاید ان کا زخمی کرنے والا  
خاک فریدی پر بھر جاؤ۔

جوںیں کہوں وہ کرو۔ اگر وہ دلک جل پڑے تو ہرگز تعاقب نہ کرنا۔ جا تو<sup>۱۲</sup>  
حمدیت پسپوں دھر ایصال کی۔ حالانکہ اس کا دل ہمیں چاہتا تھا۔

فریدی اپنے اہم ترین ملکی طرف ارتستیک کاری کے  
قریب سوچا رہا کہ لوگ بھی بیلاڈور کو گھروں سے نکلنے کے لئے۔ فریدی بڑک کے  
قریب سوچا کہ حاصل گیا اور بعد سرسری بھی گئے میں نہ اسی کے پچھے ٹھکری میں تھا۔

ڈک چل پا اور کسی میں بھی آئی ہست تر ہوتی تک کوہ کسی قسم کی مزاحمت کرتا۔  
جیسے ڈک کو دیکھا میکھڑ کوئی اقدام نہ کر سکا۔ بعض اوقات فریدی کے اس طرح  
کے احتمالات اُسے خدت سے مخل جاتے تھے اُس نے ڈک کا تعاب فریدی کیا لیکن لم بزرگ  
وہاں تھوچلا جانا اُس کی مجھسے ضمیعت کے بریکس تھا وہ یہ سعوم کرنے کے لئے بڑی طرح  
بچھوپن تھا کہ بیرانہ پر کیا گذری فریدی نے اُسے صرف ڈک کا تعاب کرنے سے منع کیا  
تھا تو نہیں کہا تھا کہ وہ وہاں تھوچلا ہی چاہئے۔ بہر حال جیسے وہاں ہٹھ جاتے کا  
جو از پیدا کر کے ہیں اس رث کردی اور خیلک اُس فوج کے قرب اگر کوئی کو لوگوں کی

کچھ دیر بعد جب وہ رُک ایک عمارت کے سامنے رُک گیا تو جسکو اپناریں کھو چڑی میں  
دھنکا ہوا جسوس ہوتے رکا۔ یہ چڑا لٹا تری کی کوئی تھی۔  
فریبڑی نے کافی فاصلے پر اپنی جسپ کا روک دی تھی۔ وہ روتوں ہاتھوں میں برلن  
لگنی سے ہوتے جسپ سے اُترے اور دسری عمارتوں کی چہار روپ اردوں سے مل کر  
رُنگتے ہوئے جو دن کو ہٹ کر طرف رُختے گے۔

ٹک سے طویل المدت اور حب ساتے اُتھنے شروع ہو گئے تھے پھر وہ سب مداخلی حاریں بھک پر چڑھنے کا حرراٹ کی کوئی کیا وہ دین میں داخل ہونے

پھنس کے

(b)

کچو دیرنک یا ملک خاموشی برپی، جیسکو پھر انگلی ہرنے کی حقیقت وہ سوچ رکھا۔  
کہ آخر فرمیدی آگے کروں نہیں بڑھتا۔

خود کی دیر بعد چرالا کی کوئی سے شدید بڑھتے لگا۔ دو ایک فاتحوں کی بھی آواز آئی۔ فریدی ابھی نہ کس وچن جسرا پہنچی تک عجیب رہ تھا تھا کہیں مانسوں کا یک نر کچھ عقین حوالہ سے خود ہے لیکن اپنا یہی عادت میں اکٹا لفڑی کیونکہ قائم رہ سکتا تھا۔

شونر پڑھتا گیا۔ فارسیوں کی آنونزیں بھی یہ سوچ رکھی تھیں۔ قرب و جوار کی

اور سے بجا لگا جو اپنے آنکھے کی طرف آ رہا ہے۔

دروانہ مکلا اور کوئی وحاظم سے فرش پر آ رہا برا تو سے میں انہیں احتراستا۔ جید نے  
مارچ رہائش کی تیری چرالہ شاہر سی تھا۔ جید اسے انہلخانے کے حرف پڑھی۔ وہ تھا کہ فوجی  
کے انہوں دینی بھروسی برپی کی کاروچ دروازے کی طرف پڑھا۔ ساقی بھی دشنه کے اور  
ایک دفعہ پختا پھر چرالہ شاہر سی پڑھا۔ جو گل اک جید اسکے پڑھو کر چرالہ کو اس کے  
پیچے سے کھینچ دیتا تو شاید اس دم قوت کے ہوتے وہی نے اس کے پیچے اٹا دیتے ہوتے۔  
ایک دفعہ قضاۓ ہی سننا۔

مرک پر کھڑے ہوتے ادمیوں کی آوازیں آنے بندر ہو گئی تھیں۔  
خودی دیر بعد چرالہ کو ہوش اگد اُس وقت جید نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر کی  
خفرہ پچھے کے چہرے کی کھینچیں خاری تھیں۔ اس کی اسکھوں ہادر چہرے سے خدا جاں  
ہیں یہ دل بطور کافی فرم آ ہی گئی تھی۔  
”سلیگتے“ وہ پتوں کی طرح چھانپر عاذگی کے گئے۔ میں بٹ گیا۔  
”کیاسکتے“ جید نے اسکے پڑھکر پوچھا۔  
”تم کوئی ہو؟“

”بھروسے۔“

”اب آتی ہے پوس۔ کی کو جھی اپنی ذمہ داریوں کا اساس ہیں۔ کیا ہو رہا ہے۔  
اس شہر میں؟“ بوس سہر ہی ہے۔ میں برواد ہو گیا۔

”کیا لے کر کچھ بتائیتے ہی تو، جید جنہاں کو برواد۔“

”میری پڑھ کی مدد تی خلوصی ہونے کی تھی۔ دلی سرور زن“  
”اے“

”اس پر میں نے بیاہ پیٹھ کر دیا تھا اک دھنونکا رکے۔“

والنت میں شاید وہ ہیں ماقبل ایک بھی تھا جو لک پر جا چکا تھا جید پتے نا تھے میں  
برن کی لئے ہوئے جیپ سے اُتر آیا۔

دفتار پاٹاں لک پر پھر دہنیپ ساتے دھکاتی دیتے جو نید پاٹ پر پڑھ کر باہر  
آئے کی کوشش کر رہے تھے وہ گھینیں مار کر بچائے گے۔

جید کی برلن گل گھولیاں اگلی رسمی تھیں۔ دنوں پیچے ہوئے ڈھیر ہو گئے برلن گن  
خاوش ہو گئی اور جید اسے دوبارہ لڈ کرنے لگا۔

چھاگلے ہوئے لوگ پھر گھنے لکھی وہ دوڑ کھڑے ہوئے تھے۔ جید اُن کی طرف رہا۔  
”لیٹھے ایک دلیر آدمی چاہتے“ جید نے کہا۔

”آپ کون ہیں؟“ مجھ میں سے کسی نہ پوچھا۔  
”پولیس“

تھا چھاگلی۔ خودی دیر بعد ایک آدمی مجھ سے نکل کر جید کی طرف پڑھا۔  
”آپ کیا چاہتے ہیں؟“ اُس نے جید سے پوچھا۔

”ہم اندر چلیں گے“ جید بولا۔  
”خظرناک ہے“ اُس آدمی نے کہا۔ میں نہتا ہوں۔“

”نکونز کیجئے“ جید نے جیپ کی طرف پڑھتے ہوئے کہا۔ اُس نے اس میں سے اپنا<sup>ریواور لکا اور برلن کی اُس آدمی کے دھنیں دیتا ہوا بولا۔“ خطرے کے وقت اس  
ٹوپیکر کو دیاتے چلے جائے گا۔“</sup>

”میں جاتا ہوں۔ فوج میں رہ چکا ہوں“ اُس آدمی نے کہا۔  
”تب تو اور بھی اچاہے۔ آئیتے“

جید اسکے پڑھ کر اپنے لک پر پڑھا گیا۔ اس کھنچے وہ فوجی بھی تھا۔ وہ آدمی سے  
میں پہنچنے ہی انہوں نے پھر ایک فائر کی آواز کی اور پھر ایسا مضموم ہوا چھیٹے کوں

دوسرے کمرے میں تھا۔ اواز نئے ہی باہر تکل آیا۔  
”بسم پڑھاتے ہیں آپ“ حمید نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔  
”یکوئی نہ رہے!“ جیرالد بوكھاری بولا۔ ”تو بُرنا نہ ہے۔ اے گیا ہے،“  
”یہ بھی انہیں درندوں میں تھا یہ رہی اس کی کھان۔ اور شاید آپ ہی کی گول ۷  
نشانہ نہ ہے؟“

دکھنے میں نے دھوکے میں مارا۔ یہ جرم نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا تھا۔ ”جیرالد  
کے بھی میں بڑھا سی تھی۔

وہ پھر بولا۔ ”کیا یہ سببِ آدمی ہی میں۔ اُنف: برناڑ گھر کا مجیدی۔ شاید وہ مودت کا  
راز جانتا تھا۔“

حمدود کوئی جواب دیتے کے بجائے پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اس نے انہیں کی ماری  
ڈشیں دیکھیں۔ باہر کی تھوڑی ڈشیں بائی کی جاتی ہے۔ وہ سب بی ماں ہی تھے۔ اُن میں سے  
وہ اپنے بھی تھے جی کے کوئی نہیں تھی تھی۔ میکی وہ ہے جان تھے۔

(۲)

”وہ سر و دن پھر کے لیے بچوں میں فوج کے سطح دستے گشت کر رہے تھے۔ اخبارات  
نے بہت سوچ رہا تھا۔ جیرالد اپنے علمی تحریر کی بنیاد پر ہر طبقے میں احترام کی لغوں  
سے دیکھا جاتا تھا۔ اُس کا اس ہے دردی سے لٹ چنان لوگوں کی تھوڑی میں کافی اہمیت  
رکھتا تھا۔ اخبارات نے حکام سے پیغام دہلی کی تھی کہ اس پر اسرار دوست ایگریز کا سیاپ  
روز کے نئے کرتی مناسب انجمنا جاتے۔

محکم سر اعلیٰ سفارتی کے بقیر میں اپنی روں کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ حمید بھی اپنی بچپن رات  
کے واقعات پر ہر اک بیٹھا تھا کہ آئی۔ جی نے اس سے سوال کیا۔

”اور فریضی کہاں ہے؟“

”کوئی جانتا تھا! اُس کے متعدد!“

”کوئی بھی نہیں... جی کو میرے راستے کو بھی اسکا علم نہیں!“

”آپ کا راجہ کا اس وقت کہاں ہے؟“

”آہ! بھی... میرا بھی!“ جیرالد نے تھاش بھینجا۔ بھی میٹے تم کہاں پڑا؟“

وہ پا گلوں کی لڑج انہوں جاگ کیا۔

حمدود نے فوجی کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔

انہوں نہیں بی ماں کی اصطلاحی میں۔ بھی ایک مکرے میں بھوٹ پایا گی۔ اس کے

اعتماد بھی رائق دری برقی تھی اور متنہ سے توں پہنچا تھا۔

جیرالد نے جو اُنھا کرایک صرف پر ڈال دیا۔

حمدود نہیں کی لا خون کو ٹوٹا پھر رہا تھا۔ فوجی بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اچانک حمید  
کے مٹ سے بھل کی اواز نکل۔ اور فوجی چونکہ کرنسے دیکھنے لگا۔

حمدود ایک درندوں کے تکوؤں کو نکل رہا تھا۔ اسی پیچھے حمید کے تھے کے ہر کے تھے۔

حمدود نے کھول دلکشی کی اس نے اسے اپنی درپنچھی کی آدمی کا  
پتچہ باہر بھی آیا۔

”وہ سے:“ فوجی اچھل کرایک خدا تھے۔ میٹدیک۔

”ڈر نہیں دیتے۔ اس کی کھال اُندر سیئیں میری مد کرو!“ حمید بولا۔

تھوڑی بھی پر وجد کے بعد وہ اُسی آدمی پر سے اُن ماں کی کھان اُنہارے ہیں بھیسا پ  
رسکے۔ ایک بیسہ آدمی کی داشت تھی تھے آدمی اپنی حربی پیچھا جاتا تھا۔ برناڑ اُن کے ساتھ  
نہ گا پڑا تھا۔

”وقیر سبب بھی۔“ فوجی پکلا کر رہا گیا۔

”ریختیں... ہو سکتے!“ حمید نے کھا اور جیرالد کو آواز دی۔ وہ

”جی ہیں! وہ بھائی اپنی اسکوں سے میں تھوڑی بھی درست پہنچا کر تے ہیں بھی رات  
میں ہم الگ ہو رہے تھے تو انہوں نے بھسے اتنا ہی کہا تھا کہ میں نہ ہمہوں!“  
آئی۔ جی چلا ہٹے میں ڈی۔ آپی۔ جی کی طرف ترک پولہ۔ میں اپنی بنا پر میں نہیں  
ہاتھا تھا کیر کیس اُسے سونا جاتے!“

”وہ سکتا ہے کہ اُسے کوئی خدا شپش آگئی ہو ڈی۔ آپی۔ جی نے اہمتر سے کہا۔  
”اگر آپا بھی ہو تو کیا ہو سکتا ہے جب کہ میں علم ہی نہیں کروہ کو صورت ہے اور  
یا کہ اپا ہٹھا ہے میں مانتا ہوں کروہ بھکریں ذہنی ترین اُدھی ہے میکن یہ تھا عملی تو  
میں پرواشت کی جاسکتی!“

”اُس کا کہتا ہے کہ اُس کی بے قاعدگی ہی اُسے اصل پھر بھک بہت جلد پہنچا  
وہی ہے! ڈی۔ آپی۔ جی نے کہا۔  
”لوپ اس روئیے کو درست بھجتی ہیں!“ آئی۔ جی اُسے بھک پولہ۔

”میرا یہ مطلب نہیں۔ میں کوئی عرض نہ کر رہا تھا...“  
”کچھ نہیں!“ آپی۔ جی نے اُس کی بات کاٹ دی۔ اُسے محظی کر دے اب  
س کی باتا عذر پورٹ پیش کرے وہ ایک اس کام کو کسی طرح انجام نہیں دے سکتے۔  
لور خیں چاہتا۔ پکے آپ!“

”بہت بھرپور ڈی۔ آپی۔ جی نے کہا۔  
”میں مرتا ہو اس ساری کارخانے کیستہ، آئی۔ جی نے تھوڑی درجہ کہا ہو سکتا  
ہے اس کروہ کا ایک معمولی اُدھی درجہ ہو۔“  
”لیکن میں اس کا مسترد ڈی۔ آپی۔ جی کو لو۔“ تھوڑی درست بھی بھی میں سے  
کسے پر میں فائز کئے تھے جو موئی اٹھا کر بیٹھا تھا۔ لیکن اس پر کوئی ترینیں بھی  
میں کھٹا ہوں وہ بھی کوئی اُدھی بھی تھا!“ آپی۔ جی نے کہا۔ اور وہ کھل کر کے شیخ

”بیر اخیال پے کروہ رنگ کے تعابی میں تھے!“

”مدھی وقت کہاں ہے؟“

”دی جمی تک واپسی نہیں ہوتی!“

”لیکار بھی ہے کہ رنگ بند نے تم پر ناجائز دیا تو اس کی کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی“

”جی ہا۔“ درست پہنچے۔ وہ بھسے لڑکاں جمل کے شعلی سعوم کرنا چاہتا تھا۔

”وہاں جمل کے سعوم کرنا چاہتا تھا!“ آپی۔ جی نے مچھلا کر کہا۔ جو کچھ  
تمہیں معلوم ہے بیان کر جاؤ!“

”فریدی صاحب نے وہی ماننے کی پری ہی فکر کی تھی!“

”میکا!“ آپی۔ جی کے پیچے میں حرث لگی۔

”جی ہا۔“ گھر پر ہی۔ لیکن وہ ایک ہی تھا اور اسے چارے کوئی نہیں بھر دیا تھا۔

پھر فریدی صاحب نے اسے کوئی مار دی۔ اس اشارہ کا تیندر ان کی خواہیں کے مقابلیں شائع ہی  
تھا اور لڑکاں جمل کی کہانی اُن کی ہی اُجھ تھی!“

”ماخکوں باڑاں جمل کا نام کیوں دیا گیا تھا!“ آپی۔ جی نے بھیزی سکوڑ کر پوچھا۔

”برندز بھی بھسے ہی معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن فیض اس کا علم ہی نہیں تھا  
اُسے کیا تائما!“

”تمہیں اس کا علم نہیں ہا۔“ آپی۔ جی نے اسکو ترکظیوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہیں۔“ وہ بہتری باقی بھسے بھی نہیں بیانتے!“

”تم نے اس سے پہنچ بھی بھی رکارڈ کو جیر الٹکے مکان پر دیکھا تھا!“

”جی ہا۔“ ایک پار جب ہم جو فضہ میڑ کے معلمیں پر چکچک کرنے کے تھے!

”تھوڑی درست بھاوشی رہی پھر ہا۔“ آپی نے سوال کیا۔

”تمہیں فریدی کا حرف سے کہہ پڑیات کوئی بھی ہوں گی!“

جیسے موڑ سائیں نکالی اور بنا رکھ کے پہنچے کی طرف پہنچا وہ دیکھنا چاہتا تھا۔  
کہ روز موجود ہے یا نہیں۔ جگہ مغل تھا۔ حیدر کی گھر میں نہیں آرہ تھا کہ کہاں جاتے وہ  
ساروں اور ادھر اور ، ۔ ایک چیز تا تم کے گھر کی طرف لگایا تھا اور اسے یہ معلوم  
کہ کے جرأت ہوتی تھی کہ تم ابھی تک دلپت ہے۔

شام کو آرکچندر میں ریڈیہ سے طاقت ہو گئی وہ انپرٹر اصف کو گھس رہی تھی۔ انقرہ  
موجود نہیں تھا۔ اصف حیدر کو دیکھتے ہی اندر گیا۔

”رات تو تم نے بڑا کہاں کیا؟“ رشیدہ نے جو بڑے کہا۔

”کوئی خاص بات نہیں۔ اس قسم کے کہلات بیری زندگی میں عام ہیں۔“

”اوپنے اُڑر ہے ہو تو۔“

”کیا اصف نے بول نہیں ادا کی؟“

”اوہ۔ اب وہ بہت کم پسیجا ہے۔“ رشیدہ مسکرا کر رہی تھی۔ اور خیراب تو تم ابھی  
کئے ہو؟“

”اُس سے کہا کہ یہ تم سے بحث ہے اور جیسا کہاں ادا کر دیا،“ حیدر نے اس طرح  
کہا جیسے کہی کو تادل پڑھ کر شناسہ ہو۔

”د تھیں اس کے علاوہ اور اتنا بھی کیا ہے۔“ رشیدہ مرد بیٹھے میں بولی۔

”کیوں نہیں! مجھ پر تو فتنہ بھی آتا ہے۔“

”بر نادر کی موت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟“ رشیدہ نے پوچھا۔

”اچھا خیال ہے۔ خدا تھیں بھی ایسی بی موت تھیب کرے۔“

”مت بکو؟“

”میرا طلب یہ ہے کہ اس نے کھال کے پہنچ کر رہے نہیں ہیں رکھتے۔“

”مجید پر فرزی نہیں۔ ورنہ تمہارے کان اکھاڑ دوں گی۔“

”مگر پروفیگاتر ہے آنکھ۔“

”میکو پھر سال پڑا ہوتا ہے کہ بر نادر کی کھال کے پہنچ سے پروفیگ کیوں نہیں  
سلکے۔“

”مول غور جذب ہے۔ آنکھ۔“ حیرت آنداز میں سر بلاؤ بولا۔ ”خیر یہ تو بعد کی بات ہے  
خداوند ماسلوں کا وجود ایک حریت ایگزیکٹو ہے۔ آج میں اُن سے متعلق ایکہاں اعلیٰ محیات  
کا میلان درج کر رہا تھا۔ اُس کا کہنا ہے کہ اس بیگن اور قدر کے بن ماسلوں بھی تک دیتا کے کمی سخت  
سیں پہنچ دیافت ہے۔ اور ان کی اندر ولی ساخت میں بھی اُسے کوئی عجیب بات نظر  
آئی پہنچے۔“ پھر اُس نے اُن دندنوں کے متعلق چہیں برسے۔

”گویاں میں جی نہیں تھیں۔“ بحثے ہرستے اچھا رخیاں کیا ہے کہاں کی موتیں مارٹھیں فلیں ہوتے کی  
بانا پر واقع ہوتی تھیں۔ یہ تو اُن ماسلوں کا مذکورہ تھا۔ ماسلوں نے یوگو سلطانی سینر کے  
دکانی پر تاکر دا رکھا۔ اور صحرائیں کوئی بھاں پسے جاٹے والے دندنوں میں بھی مددیں  
ہیں۔ قی میں جی کے گولیاں نہیں کی تھیں۔ آخر یہ کیسے بن ماسلوں ہیں جن میں سے پھر کا  
ہفت فلی ہو جاتا ہے؟“

”کوئی کچھ نہ بولا۔ آنکھ۔“ حیدر کی طرف اس انداز سے دیکھنے لگا جیسے وہ اس سے  
جو اپنے پہنچا پھر اُس نے جو بڑے کہا۔

”چاؤ! فریبی کو تناقض کرو!“

”بہت بہتر،“ حیدر نے کہا اور صحرائیکار باہر چلا آیا۔

”پہاں ملے خان!“ اُس کے ساتھی رہیش نے اُسے ھٹکا۔

”مشروں کے نڈے جمع کرنے!“ حیدر آنکھ مار کر بولا۔ اُنگریزی تائپسٹ گرل کو  
ساتھیے جو تو قوم بھی جس سکتے ہو۔

”مشش پاگلوں کی طرح بنتنے کا۔“

”کافر کے بغیر بھی اچھا ملکوں کا شاندار اُس کے بعد تم مجھ سے شادی کر سکو۔“  
”تم بہت سی ہو ورسے ہو گئے ہو میں فریدی صاحب سے تمہاری تخلیٰ کرتے کروں گی یا؟“  
”فریدی صاحب کو بن ماں سو نے مارڈا۔ وہ اپنیں اپنی قوم کی ایک لڑکی پیش کر کے  
فرزندی میں لینا چاہتا تھے لیکن فریدی صاحب نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہیں کافی  
توس کا میخن استعمال کرناؤ۔“

”بلکہ جاونیاں گلوں کی طرح ڈر شدہ چڑھ کر یوں۔“

حیدر خورڈی دیڑک اُسے چھوڑتا ہوا پھر وہاں سے بھی انٹو کر چلا آیا۔ اُس کی گلہ بٹ  
برھتی چار بھی تھی۔ فریدی نے اُسے یوں شدت سے بوکی تھا وہ سوچ رہا تھا کہ شاید  
ایسا وہ کتی دن کے لئے خاتم ہو گیا۔

پھر بوجا ملکن ہے اس، واپس ہی آگیا ہو۔ وہ گھر کی طرف پیلی پر اور رات ہو گئی تھی۔  
خلافِ معقول کپا اندھا کا چھا کھا کھلا ہوا تھا اُس نے موڑ سائیکل کی رفتار کم کر دی۔ چالاک  
سے گند کر سیدھا گرا ج کی طرف آیا۔ اُسے حیرت تھی کہ آج رکھوالي کرنے والے اسٹیشن ہی نہیں  
بھونکے۔ پھر اُسے ایک بیچب قسم کی دکا احسان برداور اُس کے نھننوں میں جلنے ہوتے گئی۔

اُس نے چونک کر پر آمدے کی طرف دیکھا اور اُسے توکریں پڑتا تو اُسے دکا کم بھنتوں نے  
در آمدے میں اندر چھرا کیوں کر رکھا ہے اس نے موڑ سائیکل وہیں چھوڑ دی اور توکریں کے  
نام سے کر دھاڑتا ہوا پر آمدے کی طرف بڑھا۔

”یکا ہو گیا ہے ان بھنتوں کو کوئی بودت یہی نہیں، وہ بڑھتا ہوا پر آمدے میں داخل  
ہوا۔ پھر دروازے کے قریب سوچ ٹوٹل رہا تھا کہ اسی نے بیچب سے اُس کی گردی پکڑ دی۔  
حیدر نے پہلا چاہا سیکھ گرفت مخصوصاً ہو گئی اُس نے کوشش کی کہ جوڑا کو بھی پر کر دکھ فٹے  
لیکن در سے ہی سچیں اسکے فٹے سے جوچ نہیں گئی۔ حیدر اُس کے باختہ رہے اور سچے باول  
سے دھکے ہوتے تھے پر آمدے میں بچلی ہوئی تاریکی اور زندگی اور گھری چوکی۔“

# خوقناک تجربے

(۱)

محمد کو ہوش آیا تو اُس نے اسی محض میں یا چیز سے ذوب رہا۔ ہر اُس نے گھبرا کر آکھیں  
کھول دیں۔ چاروں ہرف پیلا ہٹ تظر آئی تھی۔ اسی آئی جا تھوڑا کامیک سیاہ اُس کا تھا تھب  
کر دا تھا۔ اُس کے حلقوں سے پھر یہ لگھی تھیں  
اُس نے ہاتھ پر مارنے شروع کر دیئے مدققاً آئی جا فور اُس پر چھکا۔ جو دن پھر ہر چیز  
ماری اور اُسی حمل کرایک طرف ہٹ گیا۔ تاریک سا تھے اُسے پکڑ کر پھر تبہہ میں گرا دیا۔  
حیدر کو یوری طرح ہوش آگئی۔ کوئی آدمی اُسے دیکھے ہوئے تو اُسے پھر ہر چیز  
سے روک رہا تھا۔

”وون ہر تم؟“، حیدر حلقوں کے بل بھینا۔

”ریس ہوں پیارے۔ تھیں یہ کیا ہو گیا ہے؟“ اُس نے جواب دیا اور حیدر ہر یہاں کر  
انٹ بیٹھا۔

”آپ بادوہ آکھیں کل کو فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔“

”کتنی پار پوچھو گے؟“ فریدی کے ہونٹوں پر مسکرا ہٹ تھی۔

”آخر اس مذاق کا کیا مطلب ہے؟“

”میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ کس قسم کا مذاق کی گیا ہے؟“

حیدر یہ کھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ وہ اپنے ٹھر کے کم کر کے میں نہیں تھے اور  
ہر کوئی عجیب بھی تھا اس میں نہ کوئی دھماکہ تھا اور نہ کھڑکی اور لٹھنی کا احساس قطعی

نہیں تھا۔ ہو ملے ساتھ ہمیں ایک بھی مجتب قسم کی خلکی بھی موجود تھی۔  
”وہ تم کہاں ہیں؟“ ”عجید فریدی کو ٹھوکر کر بولا۔  
”قیرشیں“ فریدی سکار سکار کر بولا۔  
عجید اپنا سر پیٹے لگا۔ جب اچھی طرح پست چکا تو ٹھوگیر آواتھیں کہنے لگا: ”جسے  
خدا سے شکر ہے کہ اُس نے ہمیں قیرشی ہمیں اکھا کر دیا۔  
”یہ تو یہی اچھی بات ہے“ فریدی ھڑی کی طرف نیکھتا ہوا بولا۔ اب تم سوچاؤ  
اچھی بات ہے۔“

”اگر ہم ہیں کہاں؟“ عجید جھپٹلا کر بولا۔  
”جسے خود بھی ہمیں معلوم اور نہ میں ان لوگوں کے چھا تا ہوں جن سے سابقہ ہے؟“  
”اپنے بیان پختے کس طرح؟“  
”یہ ایک سوچ کو ھڑی داستان ہے۔“ فریدی سکار کا کش سے کر بولا۔ ”شاپر میں زندگی  
میں پہلی بار اس طرح جزو قوف پنا ہوں۔ میں تمہیں روانہ کر کے اس رُک کے پچھے حصہ  
میں پھٹپ گیا تھا۔ جسے ترقی کریے رُک پھر لڑکاں جنگل کی طرف واپس جائیگا۔ میں اپنی  
داست میں ایک بڑا نارسا مدا بجا میں واقع بھرپور تھی۔ لگا رہا تھا میں  
نہیں جانا تھا کہ دریوں کی سیست پر بٹھا ہوا درندہ بیری موجودگی سے واقع تھا یا نہیں  
لیکن اچھا نکب میں تھے اسے آدمیوں کی بولگوس کی۔ رُک بڑی تیز قفاری سے جا رہا تھا۔  
اس نے کو دیکھتے کام سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد میں بڑی طرح کھلتے  
لگا۔ اس کے بعد بچھے کچھ باد نہیں۔ — اگر کھل قریباں تھا۔ اچھی نکب بچھے کوئی خاص  
تکلیف نہیں ہوتی۔ سب لوگ نہایت با اختلاف اور شرایط میں۔“  
رشاپر میں کمی پہستہ لارسٹر فری سکر پڑتیں ہندیں۔ ”عجید بولا۔

”اس سکے بعد اس نے بھی وہ سب کچھ بڑا دی جو اس پر لگردی تھی۔ جسراڑ کے

لشی جس کا قلعہ بھی بتایا۔ بنارڈ کی موت کے متعلق معلوم کیا کہ فریدی کی بیٹا نے اپنی بھائی اچھر اس کے  
در قلمرو کا بیرونی مطلب کہ جسراڑ تھی اُن معاملات سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ فریدی نے ہم  
”بیری تو یہی خال ہے۔ بنارڈ شاید اُس سے دستہ بھی کی فکر نہیں تھا۔ بعض اوقات  
ہم غلبہ ہری اتفاقات کی بتا پر دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اب پوچھر جھوٹی ہی کی والے معا  
کو کے لیے ہے۔ میں تو اُسے مو قبضہ ہی سازش کیا تھا۔“  
”ہاں۔ آں!“ فریدی کچھ سوچا ہوا بولا۔ ”لیکن...“  
”اس نے آگے کچھ نہیں کہا۔ عجید اُسے جواب طلب نظر وہ سے گھوڑہ تھا۔“  
”وہ بعد فریدی بولا۔“

”ایک چیز تھے اُبھی میں ڈال رہی ہے۔ آخر بنارڈ کی کھال کے نیچے بُدھ  
پُرورفت کیوں نہیں ہے؟“  
”یہ بات مزدور قابل عورت ہے۔ اُس کی بیٹنگ میں بھی یہ مسلسل اٹھایا گیا تھا۔“  
کچھ دیر خاہوٹی رہی۔ پھر حسید نے کہا: ”غابا ہم کسی نہیں جوڑ عمارت میں ہیں۔“  
”اس جگہ کی ساخت تو یہی بتاتی ہے۔“  
”تجھیں پے کہ کسی طرف کوئی راستہ نہیں ہے؟“ عجید بولا۔  
”راستہ تو ہے لیکن افسوس ہے کہ اندر سے راستہ نہیں کا کوئی ذریعہ نہیں۔“  
”میں نہیں سمجھتا۔“

”وہ جس بچا ہے ہیں سامنے والی دیوار پر ٹھکا تھا تھے؟“  
”جسید اُس طرف دیکھنے کا پہلے صرف فریدی تک اشارہ کیا تھا۔  
دققتاً ایک بھی آواز کے ساتھ دیوار ایک طرف کھس کری۔ سامنے اسی قدر  
ایک دوسرا کھر دکھا کر دیا۔  
”کمال پڑھے عجید!“ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک دیوار کو دیکھی پڑی۔ پورا نظر  
لئے صافت کے لئے دیکھتے سمجھا سمجھ دینا کا ناول پختے در پیچے۔“

وہ کچھ اور بھی کہنا پا جاتا تھا کہ دنستا اُس کی زبان بیند ہو گئی۔

سا نئے جیرالٹاشتری کھڑا اپنے پر مکون انداز میں مسکرا رہا تھا جیسے نئے قریبی کی طرف دیکھا اُس کے چونٹل پر بھی ایک شرات آئیت مسکرا ہے تھی۔

”میرا سماجی ایجی تمہاری صفائی پریش کر رہا تھا“ فریدی پہنچ کر بولے۔

”لکن ہمیں یعنی ہمیں آیا خدا جیرالٹا نے کہا۔“

”طفیل نہیں یا“

”میں عرصہ سے قہاری ذہانت کا معرفت ہوں“

فریدی نے بڑی اپروائی سے بچا بوسکار دوبارہ ملکایا اور جسکے بھی میں میں آیا کہ وہ کیا کرے۔ کچھ دیر تک خاصیتی رہی پھر جیرالٹا نے کہا۔

”ہمیں لڑکاں جنکل کا علم کیونکر ہوا تھا۔“ کیا عرفانی تھے بتایا تھا؟

”ہمیں۔ لیکن تم لوگ عرفانی کے بہان کیا پھر تلاش کر رہے تھے؟“

”ایک ایسی پیز جو ایک عذر کے ذریعے عرفانی نکل پہنچی تھی۔ پہاڑیں مل تھا کہ کوئی لسی پھر جو تم سے منتعل ہو“

”لیکن تم اسی پیز کی نوعیت سے واقعہ ہمیں تھے“ فریدی نے پوچھا۔

”ہمیں!“ لیکن میں واقعہ تھا۔ فریدی نے کہا۔

”تمیں اعرفانی تے بتایا ہوگا“

”ہمیں اعرفانی خوبی اس سے کو عمل نہیں کر سکتے تھے اور انہوں نے جس دن

لے ملے بہت زیادہ حضور مسیوس کیا۔ میرے سنتے اُسے محفوظ کر دیا۔“

”کیا پیز تھی؟“

”کیا تم یعنی کرو گے؟“ فریدی مسکرا کر بولے۔

”ہندی میں خود سے سُن رہا ہوں تا۔“

”تعلیمی تاش کے دو پتے جو پر حروف ”ل“ تھے۔ ایک کی پشت پر ایک روکے کی تصویر عجیب اور وہ سر سے کی پشت پر دو فوجوں کی رہائی کا ستر تھا۔“

”بس“ مہیرا لڑکیت سمجھوں۔

”اور ان دونوں کامشوں سے بنا لڑکاں جنکل“

”بنایہو گا“ جو لڑکوں والی سسکھ دوڑا۔ میں کچھ اور سمجھا تھا۔ بعض لڑکاں جنکل کا نام معلوم کر لیتے کی بناء پر تکہ بہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے،“

”ٹشیڈیں ہیں موجود ہوں“ فریدی هنرمند سمجھیں۔

”لیکن تم بہاں دلتے گئے ہوئے؟“

”اگر تمہارا وہ بی ماں ہو شارہ ہوتا تو میں خود پر پہنچ لیا تھا۔“

”ہم نے شروع ہی سے تم پر کہی تظریقی تھی جسکی وجہ سے شتری مسکرا یا۔“

”میں بھی بھی کچھ عسوی کرنے کا تھا اگر اچانک اس طرح نہ پہنچتا تو فرستہ میں دوسری بھی تکمیریں تھیں؟“

”ہوں! اور اب تم سچی سوچا ہے“ جیرالٹا نے تھیک ایز لیجے میں پوچھا۔

”بھی کہ اس گردہ کا خاتمہ کرنا پڑے گا“ فریدی لاپرواٹی سے بولے۔

”میں تمہاری دلیری کی بھی قدر کرتا ہوں“ جیرالٹا نے زم بھی میں کہا۔ میں نے شیخعت اور ذہانت کو ایک ساتھ بہت کم دیکھا۔

”تکریہ! میں اس تعریف کے صلکے میں تمہاری قبر پر پھول مزدور چڑھوں گا“

”جیرالٹا جستے تھا۔“

”جید کو اپ پھر اس کا چہرہ پہنچی ہی کی طرح خوفناک معلوم ہو رہا تھا۔“

”اوہ!“ جیرالٹا نے جید کو جی خوب کر کے کہا۔ تمہارے کندھ پر جو سائل ہی ہے“

”عکس ہے کہ اگر وہ اچھی ہو تو وہ کچل کی چوتاہ جمید نے ہنس کر کہا: ”یکوں آپستہ افر  
بھروسی خرت افر ای کیوں فرانی میں قورنیا کا دیوبند ترین آدمی ہوں؟“  
”میں ایسا نہیں سمجھتا۔ میں تھاری بھی قدر کرتا ہوں مگر  
”ایکان زایو پیتا یعنے کہ مری صوت کب آئے گی“ جس نے اس کی طرف اپنا ٹھوٹ  
ٹھوٹتے ہوئے کہا:  
”تم دلوں کی ترنگی مشروط ہے“  
”اونے بات بھی ہے“ فریدی نے کہا۔ وہ بُنے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔  
”تمہاری بے جایی پر مجھے خرت ہے“ بھرالہ بولا۔ تم بے جیں عظم نہیں فریدی کہتا  
ہوں۔ تم ان دو گوں کے سبق جان دیتے ہو تو تم پر اختاد نہیں کر سکتے۔ بھرالہ ایک دن اسی  
شکایت پر تھا۔ الحسنوس اجارت ہر قصوخ ہو گیا پسکار بھی کوئی کوئی کو دیکھ کر  
”ہوں! تو پھر!“

”خوت، ٹھرت، دو لہ دیقیں میرے بھی دھاتم موئے راستہ پر ٹھگی۔ ہم اس بات  
میں بیٹھی رکھتے ہیں کہ دنیا میں صرف انہیں تنہ رہتے کا حق ہے جو برخلاف سے حاقدوں بولنا  
”خیال بنا نہیں۔ — پھر!“

”پھر ہی کام۔ تم عمل مند ہو۔“ تمہیں چارے ساتھ سب کچھ نہیں کرے۔ میں تے دنیا کے  
ہر ہتر میا مارغ ناکھا کئے ہیں اور وہ دنیا کے کوئے کوئے میں پیش کر دیں۔ میں ایک اشکسے  
کی ہڑوڑت ہے اس کے بعد صاریع دینا پر چاری حکومت ہو جاتے کی۔“

”ٹیچھے چل کیا گلزاری میں کیا کہتے ہیں وہ مجھ سے فریدی کی طرف ملکیتی سمجھ دی جسے بھروسی  
” تو ہجوت سمجھتے ہو۔“ بھرالہ نیک میک بگدا گیا۔ میک بگدا گیا۔ میک بگدا گیا۔ میک بگدا گیا۔  
کے تھے خمرت الگز نہیں۔ لا۔ خینا کے کسی کو شے سے ایک بھی لا۔ وو۔ لا۔ کو گے!“  
”نہیں شناسری اude لیکنیا خمرت الگز نہیں۔ مجھدا جھنی ہے۔“ فریدی نے کہا۔

”اگر تم ان کی پیڈانا کا طریقہ دکھو تو عشقی عشق کر اٹھو گے“ جو رالٹ نے کہا۔ وہ عمل  
بخار لفڑ کے ذریعے صدد پریس میں ہوتا ہے اسے ہم چند سی لفڑوں میں کر لیتے ہیں۔ چند  
لفڑوں میں حد ہاسال آگے جست،  
”وہ کس طرح؟“

”سب دیکھو گے“ جو رالٹ نے کا کر بولا۔ اور یہ بھجو در کھو کر کہیاں سے خود تا قیامت  
نہیں تھل سکو گے جیسے تھک کہ میں نہ چاہوں۔ اتنی نندگی کی میری نظر وہ میں کوئی قوت  
نہیں۔ تم نے دیکھا جو حرف، اس کی پوچی اور پر تارڈ لکھن آسافی سے سمر کر کے  
ہیں۔ تم نے سب کچھ دیکھا اور سمجھا ہے۔ فریدی نے بیخدگی سے کہا۔ بُر تارڈ کی وجہ  
حالانکہ میرے سامنے نہیں واقع ہوتی۔ لیکن میں اس کا طریقہ بھی کچھ کہا جوں۔  
”دیکھا!“

”بُر تارڈ کی ماں کی اُس نوئی میں نہیں تھا جو در کاں جھل سے روائہ ہوئی تھی۔“ فریدی  
سکار کا کش دے کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ تم اُس سے اس نے سخون کرنا چاہئے تھے کہ اس سے جید کے علاطے  
میں ایک حاصلت سرزد ہوئی تھی۔ لیکن اگر وہ نہ بھی سرزد ہوئی تو بن رائے کے خلاف ہر سے  
یا اس کا کافی صواں موجود تھا۔ یہ سیکی موت اُسی کے ہاتھوں واقع ہوئی تھی۔ میں نے اسے اس کی  
راہ میں تھری یا سوئی جھاٹکے کو تھا۔ بُر تارڈ کو بیسہے ہوتی ہے پس پاں  
روک رکھا تھا اور کسی بہت سے اسے بن مانن کی بحال پہنچا دی تھی۔ جیسے ہی تھاری اگر کے  
مطابق دوسرے بھی ماں تھا۔ رہے مکان میں داخل ہو کر کھبڑے بناروں کو گلیاں باروی۔ اس طرح  
اُس کا تھری بھی یا کہ ہو گیا اور دسی طرف تھے پویس کی قلعوں میں اپنی پوری اسی بھی صاف کر  
دی۔ لیکن تم نہ اسی پوری کے لئے اگر اُسے بھی بھال کرئے گئے تو وہ اس طرح پہنچاتے کہ  
کشم پر کوئی پھر خالی نہ جاتا تو اس حرم پر بھی پورہ پر مسکتا تھا۔

”خوب!“ میک جو رالٹ نے ایک بار پھر تھاری دہشت کی تعریفہ کرتا ہوں۔“

”لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ سکا ہوں کہ تمہارے کچھ بھائی خود کوں ہجتیں“  
”یہ بات اس وقت تک تماری کچھ میں نہیں آئے گی جب تک کوئی نہ پیش نہ کیا جائے و  
جہاڑا پورا فریدی صاحب بودنہ سرقودوں کا ”جمدیانی آستین پڑھانا ہوا بولدا۔“  
”آنکے نسل کے چار سو پاس ایکھاتے ہیں جنہیں سمح منجی میں زیادہ چاہا سکتا ہے۔ اسی تو انکی  
کو بعد افتاب اور اسکے استعمال کو زینا کا سب سے بڑا کاروبار کیا جاسکتے ہے لیکن کی تم اسے  
جید کرہ سکتے ہو کیا یہ خیال نیا ہے میرے درستہ اس خیال سے حضرت علیؑ سے پہنچ جو تم نیا  
تمدن کیا اپنے دلکش کے ذرا قلی نظر سکھاتے ہیں میں خود وہ اپنی دیافت کی جویں نہیں ملتی۔  
لیکن ہم پسٹھٹھانے میں جدید ترین ہیں ہم نے وقتِ حیات و نمرپر قابو پا لیا ہے مفرید کے  
کاندھوں پر رکھتی جوئی چوہا منشوں میں خروکوش کے لیا ہے ہر سکتی ہے۔“

۱۵۰) ”فریدی حضرت سے اپنے پوتہ سکون کر رہے گیا۔  
”ہمارے پاس ایک نہیں درجنوں ایسی اسجا دات ہیں: جہاڑا سے کہما، دندن کچھ د  
جاو، اسی کرے کرے کرے وہیں میں تم مقیم ہو کیا تم کو کہہ سکتے ہو کہ تم کسی زمین دوڑ کر رہے ہیں، یعنی  
وہ بہاں نہ کوئی کھڑکی ہے اور نہ کوئی کوئی روشنائی پر چڑھی چھین ٹھکن نہیں عسوں کوئی ہے۔ ان  
زیں دندن عارقوں کا سلسہ دوہیں کھدیتے ہیں چھلا جو اپنے یہاں کیا نہیں ہے۔“  
”ہمارا گروہ ہمارے ہاتھ میں کب سے کام کر رہا ہے؟“ فریدی نے پوچھا۔  
”آج کی بات نہیں ہے ہم نے پہلی جنگ عظیم کے بعد ہی سچا پتا پیدا کو اڑھا کر رہا تھا،“  
”الا مقصود کیا ہے؟“ فریدی نے پوچھا۔

”ساری دنیا پر حکومتہ کفر دینوں کو توی اکیوں کے زرگیں لانایے جو وہی  
کوئی ریختہ ہوئے کیروں کا نظام یکھتے ہیں۔“  
”بادل نجیب بچتے ہیں اپنے جمیل سخیدگی سے بولائیں یہی بھی بھتھا ہوں۔“  
”جب کم جملہ کی بچتے ہو تو ہماری تحریک سے قبیل پوری پوری ہمدردی کی جوئی چاہتے۔“

”میں نہایت بخوبی سے اپنی تحریک کی حمایت کر رہوں“  
”میں بچتے ہو“ فریدی نے اسے ڈانتا۔

”قیز سے فریدی صاحب بودنہ سرقودوں کا“ جمدیانی آستین پڑھانا ہوا بولدا۔  
”ہوشی میں ہو یا نہیں؟“ فریدی کو اچانک غصہ آگیا۔

”میں پوری طرح جو حق میں ہوں، تم اپنی جزو و جسد سے کہہ، آج پہلی بار مجھے ایک  
سمجح ادمی ملے ہے کیا دیا ہے میری ترقیات کو اسے رکھتے رہے۔ آج تک میری  
شادی نہ ہوئی دی ویژہ و ویژہ۔“

”اوپر اڑانے کی ضرورت نہیں۔“ بھرالہ آن کے درمیان میں آگلہ پھر وہ جمد کا  
اٹھوپکر کو لایا۔ مراجحت تھیں اگر میں کفر دنوت ہے میرے ساتھ چھو۔ اور فریدی  
میں نہیں سچے کافی موقع دینا ہوں۔ شروع ہی سے تم میری نظروں میں تھے اور یہیں کی تباہی کی  
کی تکالیف میں تھا اگر میں تھیں تم کو زانی پاہنا تو شہر ہی کا فریک پرینیک کام انجام پا جائے۔“  
”میرے خیال سے اسے ختم ہی کر دیجئے“ جیدہ لولا! اس سے تبادہ ہست و حرم  
اکوی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔“

بھرالہ کچھ بچتے ہی فرید کو ساختوں کی چلا گیا۔ کرے کی، حدود سے نکلتے ہی پھر دیوار  
کھڑکھڑا تی ہوئی اپنی ٹکڑے پر آگئی۔

## (۱۴)

آج شاہزادگی میں پہلی بار تحریک کے ساتھ اتنی لشکھی سے پیش آیا تھا مزاہجی  
لیکن اسی نے تھی بے شکنی کا مقابلہ ہیں کیا تھا وہ فریدی کو جھوڑتا تھی رہتا تھا سرگاہی انداز  
میں جیسے اکثر شرمند پیچے پیشہ ہو گئوں سے خوش قیلیں کرتے ہیں۔ مگر آج اس کا انداز کچھ  
اور ہی تھا۔ وہ ضرورت مدد زیادہ گتاخ تھا اور تھا۔  
بہترانی آج فریدی جید کے اس رویت پر تھیں کی سے خود کردہ تھا۔ اس سے اس نے

دیکھ کر کچھ بچے کے بغیر بچھے اٹاگ پڑیں ۔

”چھا دست میں ہمیں آنے والوں کا“ جیر الدین کر پڑا۔

”جس وقت دل چاہے“

”کیا تم فریدی کو اپنے ہاتھ سے قتل کر سکو گے“

”بیس پہنچتے تب میں اُسکی بڑیاں نیچنا پاہتا ہوں۔ اُسی کی بروتیں اپنکی ہی کانوچی رہیں“

”خرا— خرا پس پوچھے“

”میں شراب بنیں دیتا ہوں“

”کیا تم فریدی کو سمجھا کہ اہ راست پر نہیں لسکتے“

”دنیا ممکن ہے جذاب— وہ مر جائے کا لیکن اپنے کی بات ہمیں مانے گا“

”اور اگر میں منوں تو“

”جس اسے دنیا کا عظیم ترین کاروان سمجھوں گا“ جیسے نہ بیندگی سے کہا۔

”چھاؤ تم اس معاملوں میں بھی بیری قوت کا اندازہ کا سکو گے“ جیر الدین نہیں کر کہا۔

(۲۳)

”وہ سری صحیح فریدی کو ایک بہت بڑے کر سے ہیں بیجا گا۔ اُسے کرے کے علاوہ اور

کیا کی جاسکتا ہے اُس کی ساخت بھی ایسی بھی جو جیسا اُس کرے کی تھی جس میں فریدی ہو رہ تھی

بزرگ پڑھا تھا بہر جعل اُسکے کو ہمیں کہا جاسکتا تھا خواہ اُس کی ملساں اور چڑائی ایک فرلاں کی کہیں

تربی ہو جہاں بھی بھی زیوریں نہیں نصب تھیں اور ہماں کی دیواریں دعاوں سے غصہ نہیں تھیں۔

جیر الدین ساتھیوں سے دہاں بچھے ہی سے موجود تھا لیکن اُن میں جیسے نہیں تھا۔

”جیر الدین بسے پتاک کے ساتھ فریدی کا جیر ستم کیا۔

اچانک فریدی کی نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی بھے دلان دیکھ کر اُسے بڑی حرمت

ہوتی۔ وہ گراندی احمد قاسم تھا۔ قاسم خود علی فریدی کو دیکھ کر تھیج تھا۔

ہیئت اسی حکتوں اگری شریخ کی حکتوں سے نیادہ اہمیت تری ہے تھی۔ اور اُسے آج کوئی ایسا موافق ہی باہر نہ تھا جب حیثیتے اس سے آتی تھرہ بھری اور یہ وفا تی کا ہر تراویک ہو اُس کے دردیتے تھے۔

معظم ہوتا تھا یہ وہ اُس سچھڑا ہماں کی تھنکی میں کوہ جیا ہمکاری کیا رہے۔ سچھڑے جو جرالہ سے تباہی ملعوب ہو گیا تھا اس کی محض سی جھنی و پڑی انخلوں سے اسے مجھ سلا دیا۔

جیسے اپنے تھغڑا کو واقع پر جی گا مکا ملا جو تھیں پھر راتھا اور اکثر خود کو موت کے متین ڈال کر اُس کی جان بچا کی تھی۔ پھر یہ بیک اسکے کیا ہو گی۔

فریدی نے ایک سکار سلا یا اور سیچنی سے چھٹے لگکر آج شاید نہ کہ میں پہلی بار دو رنگیہ نظر آ رہا تھا۔

(۲۴)

سر جنت جیسے چاروں طرف نظر دو گھنیں نہ کرہ بھی دیں ہی تھا۔ یہنک اکا سازوں میں فراشتاہ قسم کا تھا۔

”میں پہلی بار علاحدہ میں آپ سمجھ بہت زیادہ ستار پر اتھا“ ہی سچھڑے کے پہلو دیکھ لائیں میں شراب اٹھیں رہا تھا۔

”تم پیچے پر وفات کو شیش بارہ سے ہو۔ میرے دوست ہاؤہ جیہد کی طرف مُرکب ہو لے۔

”وہ سچھڑے جذاب ہے، جیہتے زیل یعنی بولا دیں ایسے اُرموں پر بخت ہو جیہتے بولا ہو۔ وہ سری نہیں سچھڑے کریں۔ فریدی سے میں عرصہ سے نعمت کرتا تھا اور سچھڑے کمی میں سب سے موقع کی

سماں تھی اتفاق سے آج وہ میرے لائق ایک

”تم فریدی سے لفڑت کیوں کرتے تھے؟“

”محض اس لئے کہ وہ سچھڑے اخناد جوںی کرتا تھا۔“ سچھڑے کیجی اپنی کوئی اسکم تھیں تباہی تھا۔ اس کا کیا مطلب ہوں ہمیں تباہی سے سچھڑے اخناد نہیں تھا۔ اب الی رات ہی کا معاملہ ہے۔ یعنی۔ ہم دونوں ساتھیوں سے بچھے ہیں لیکن وہ ہمیں ماشوں کو اپنے کے مکان میں داخل ہوتے

وہ چھٹتہ بوا فریدی کے پاس پہنچا۔ جیرالد شاید اپنے آدمی کو کچی قسم کی ہدایات  
و سنبھل میں مشغول ہو گیا تھا۔

«فف... رکی... دی... صاحب! قاسم بہلایا۔

«تم یہاں کیسے؟

«جو کشی صاحب! یہاں لائے ہیں بہت اچھے آدمی ہیں اور یہ ہستہڑ سے بھروسہ۔  
وہ مکاروں کی کس طرح؟»

«جی!» قائم اپنی انگلی مژو رتا جواہر ناکر بولا: انہوں نے مجھ سے وحدو کہا  
کہ میرے لئے ایک بہت سگدھی کی خورت بنا دیں گے۔ میرے ہمی فیل ڈول والی!

«بنتا رہے گا؟»

«جی ہاں! ہور کیا اودہ! بڑی طرفت اوپنے معقول سے بندروں کی ماں بنا دیتے ہیں:  
اوہ! فریدی کسی سوچ میں پا گیا۔

«ہمہاں بہت سی روکیاں ہیں، تاکہ مانند از از بچے میں بول۔

«تمہیں یہاں تک پہنچے کارا ستریا ہے!»

«ہمیں تو۔ میں نے اپنی بیوی دکھل جیری داستان نہیں کی اس پر انہوں نے اپنی  
روحانی طاقت سے ٹھیک یہاں بیلا یا!»

«روحانی طاقت سے!»

«جی ہاں! میں اپنے ایک منے والے سڑپنڈ کے یہاں چاہئے پل رہا تھا...  
جبکہ سلکھ کھل کوئی نہ ٹھوک یہاں دیکھ جو کشی صاحب نے سڑپنڈ کی لادکی روزا کو

بھی میں بلایا ہے۔ وہ... اسے میرے سے سگدھی بنا دیں گے!»

«جید سے طاقت ہوئی!»

«کہاں؟ اک دن بھی آتے ہیں!»

“ہاں!”

«اچھا تو میک ہے... مزہ رہے گا!»

جیرالد ان کی طرف آ رہا تھا۔

«کیا آپ لوگ ایک درمرے سے واقع ہیں؟ اُس نے فریدی سے پوچھ  
ہاں۔ میں انہیں جانتا ہوں: فریدی نے خلک بچے میں کہا۔

«وہیں۔ جید جھاتی! قائم ہاٹ کر جید کی طرف دھڑا جا ایک درمرے سے مدد اف

ہیں اس کی قوت سے حشرہ چاہا ہوں: جیرالد فریدی سے کہہ دعا تھا تھا ہے  
میں مارسوں کی رہنمائی کرنے کے قابل ہے!»

فریدی کچھ نہ بولا۔ جید کو گھوڑا تھا اور جید اُسے گھوڑا تھا۔

انتے میں جیرالد کے آدمی دو طکڑے آموں کو دیاں نے آئے اُن دو نوں کی

حالت پھر ہی تھی کہ وہ پھر کے فٹ پا تھوڑے جیکٹ ملکے رہے چول گئے۔

چھراہیں ایک میں کے بہت پرے دوڑ میں ڈال دیا گی جاہڑ سے گھوکھے

وہ تھب اسکا دوانہ بند کی جا رہا تھا تو فریدی اپنے اختیار بیوی پر ایک تھا جاد

کچھ نہیں میں رکھتے جاؤ: جیرالد سکرا یا یہ صحت منہ بہر کر لکھیں گے جیرا میک

میں کا دوڑ گھوکھا گیا یہ دوڑ آٹا گا یہ نہ کہہ دعا کھڑا ہوا تھا اور اسکا

چالیں فٹ سے کسی طرح کم نہ رہا ہو گا، اس کے اندر متعدد خانے لئے آرے تھے

چھر ایک محفل ساینڈر لایا گی جسے خود جیرالد نے اُسی دوار کے ایک خانے میں

اس کے بعد دو توں شیشیں چل پڑیں۔ دو توں کے دو مرغی سکر گوش کر چھتے

کے شوکے باوجود جیرالد کی تیز افواز کہتے سنائے دئے بھی تھی: دو یا تیج آموں سے  
ایک طاقتور جاؤ بہر ہے دو توں اپا رچ ایک طاقتور بی ماں کی جھیکن کریجے

اکن کی پڑیاں اوساں کا گوشت ایک حیرت انگریز چافوس کی مکل میں تبدیل ہو رہے ہیں

”کیا کر رہے ہو تم؟“ فریدی پتھر کر جیرالڈ کی طرف بھیٹا۔

دوسری طرف سے جیسے ایک ہوتی سی وہے کل سلاخ اٹھاتی ہوئے گدش  
ہیتا اور ہجھتا ہوا فریدی کی طرف بڑھا؛ اگر تم نے شامتری کی شان میں کتابخانی کی تو  
میں تھا رامسر عبادت ہوں گا!“

قریب تھا کہ جیمیڈ فریدی پر چکم کر دینے کی توجیہ توگ دریان میں آگئے۔ جیرالڈ کا قہقہہ  
مشینوں کے شور پر ہمارا تھا۔ اُس نے ملند آوارہ میں کہا: طاقتمند برایان لاو فریدی  
چھپا راستہ تھا ہے بہتر ہے!“

فریدی اپنی جگہ پر کھڑا خون کے گھوٹ پل رہا تھا وہ کہی کیا سکتا ہے فریدی کی وجہ  
کا درست بھی توہین معلوم تھا وہ سوچ رہا تھا کہ اسی حالت میں تھے کو قابوی میں رکھنا زیادہ  
بہتر ہے کہ جیرالڈ اسراہی وہی کئے تھے ایک بہت بڑا خطرہ ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مستحبوں کو عقی  
چاہیہ ہناتے ہیں کا سایہ ہو جائے پھر کیا ہو گا بتاہی۔ بربادی۔ وہ ان جنگ بازوں سے  
بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکاتے جو اسے دن ایک دن سے کوئی بھکیاں دیتے رہتھیں۔  
فریدی طرح طرح کے خیالات میں انجمنار پتھر تھوڑی دیر بعد وہ مشین مک گیس اور رضاپر  
کافی چاہا رہی تھا اس تما جھٹ بھوگیا۔ ایک لمحے کیستے ایسی معلوم ہوا جیسے زیمی کی گردش ہو  
گئی ہوا درکی دوسرا بیت رہا اس سے کرانے کے لئے تیری سے بڑھتا آ رہا ہو۔

”رہ دیکھو فریدی۔“ جیرالڈ اسے خاطب کیا: یہ اُن آدمیوں کا فضیلہ ہے!  
فریدی نے مشین کیچھے ایک شب میں سید رنگ کا کاڑھا سیال دیکھا جو کوئی رہے شاید تھا۔  
”ایک ست تین کوں رہ جیرالڈ نے قہقہہ لگایا، جو ہماری سڑکوں پر قوہا جاتا ہے پاراج  
آدمیوں کا فضیلہ ہے کہ جھوٹ کا پہنچان حصہ تیر سے ہیں ماشروں کا جو موہن ہو جاتا ہے!“  
”جیرالڈ نے جھیڑ خوش تباہیاں پیٹھے لے گا، تجھے قاسم کے سامنے چار بیانیں تباہ رکھتے ہیں!“  
”تباہ سے پنج ہو سکتے ہیں۔ میں مر جیا ہوں کام تھا رام۔“ قاسم جھٹا کر بولا۔

جیرالڈ نے خاتمے دار بول کا دروازہ کھووا۔ اس کے اندر سامنے ہی ہاتھ میں ایک  
ٹوپی اعتماد بن مانس اوٹھ کر بھاڑک رہا۔ دو آدمیوں نے اسے پڑا کر اندر سے نکلا اور ایک  
اسٹریچر پر ڈال دیا۔ پھر جار آرمی اسٹریچر کو اٹھاتے ہوئے دو اس سے چلے گئے۔  
”اپنے سے دو لفڑت قسم کے اچکشی دیتے چاہیں کے جیرالڈ نے کہا: ”اور وہ بالکل  
فٹ ہو جاتے ہا۔ اور ہاں قم نے ان درندوں کے مغلیق سوال کیا تھا جو خود بخود مر جاتے  
ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان کی لیکیں میں کوئی نہ کوئی خاتمی رہ جاتی ہے مگر جس کی نہاد پر  
وہ زیادہ دیر تک نہیں چلتے!“

”واقعی یہ ایک شاذ اور دیافت چہ اہم آدمیوں سے بگوئی لے دیا جاسکتا ہے فریدی کی وجہ  
”قلعی۔ ان کی تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ جیرالڈ پوڑا میں جیش صاف بات  
کہتا ہوں۔ یہ اپنی قوت ہمیں ہے کہ جسے پڑا اس طریقہ پر تھیری کاموں میں صرف کیا جائے کہ  
میں دین کو دھوکے میں ہرگز نہیں رکھوں گا۔ میں کبھی نہ کہوں گا کہ ان میں اس توں سے  
کھینچتی پاڑی کا کام لیا جائے گا میں اسی کا کام خاتمہ نہیں اڑانا جس کو کیوں نہیں  
یعنی جھرے ہوئے ہوں میں علامینہ کمر و روی کی بتاہی ہوں!“

”یکھے تھماری صفائی پسندی پر جو شی ہے جو فریدی نے کہا۔

”سنصلو شاہستری یا جمیلہ جیسا۔“ کہیں اس کے مکر میں نہ آ جاتا میں اس کی لگ  
لگ سے والفت ہوں!“

فریدی دامت پس کرہ گیا وہ سوچ رہا تھا کہ کیا جیسہ کہ دماغ خراب ہو گیا ہے۔  
”نہیں فریدی صاحب نے پھر بات کی ہے، قائم حکوم تکلی کر جو بڑا بڑا اس  
کا حلوق خشک پورہ تھا۔

”اپ میں قائم کے دل روں کی ایک سورت تیار کروں گا،“ جیرالڈ نے نہیں کہ کہا۔

”مجیا ہاں! مجی!“ قائم حسیدی سے بولا۔ وہی سدا... دنرا!

فریدی گی تھا کہ موافق ملتے پر وہ اُسے اڑپا لئے سے بھی گزرا دیتا۔

دوسری طرف جید فتحی محظوظ ہیں میں علیش کو رہا تھا اُسی جید ترین سائنسی تکنیک خارجی  
و خدا سو رنوش شکل و لیں جس کے متعلق چرالٹ آئے تباہی تھا کہ وہ سب بھی یہ کہ  
تیری خدمتہ نیام رہی میں سوہ دراصل تھر سے فوج انوں کو چھاٹ کر رہا تھا اُسی تھر  
اور وہ بیچارے مختلف قسم کی تجویات کے نزدیک جاتے تھے اور ان کے محض کا پچھا چکی  
حصہ سستہ ترین کو تاریخیں تبدیل کر دیا جاتا تھا۔

فریدی کو ہماری ایسی ایجادات نظر آئیں کہ وہ تحریر کیا تھی تھا وہ لوگ اپنی ایجادات  
کے معاشر یعنی جید ترین تھے۔ چرالٹ پوکوئی غلط تھیں تھا... دو سیل بھی چوڑا ہیں دوز  
دنیا برخلاف اسے چیبھی۔ انہوں نے سختے سختے مصنوعی سوچی میانسے تھے اور چرالٹ کا  
دوسری تھا کہ اُنکی رہائی ہو رہا تھا وہ سارے پھر لی واصاف ہو جو قبیل حادث و موت  
کے سے خود ری ہیں اور خود فردی کو بھی اس کا تحریر ہرگیا تھا۔ ان پھر دنوں کے  
دران میں ایک غرے کے نے بھی اُسے گھٹن کا احساس تھیں ہمارا تھا اور اس کی حدود تھیں  
کہ فرازی تھی۔ اپنی قوتوں میں اُسے کبھی تھوڑا کا احتباط تھیں جسروں ہوا تھا۔

فریدی نے چرالٹ سے پوچھا کہ، تھر اسے قبل از وقت اپنے بھی ماضیوں کی تماشی  
خود رکھوں پیش کی تھی۔ جو کام اُس نے اُن سعیت کے دیا گیوں سے بھی ملا کر تھا  
اس پر اُس نے پھر کہا تھا۔ تھر ہمارا ایک دوسرا بڑا زنجانتے کی کوشش کر رہے ہو  
گئی تھیں۔ تھیں بتاویں کا ہیں جا شاہروں کی باراز اس زیر زمین دن سے واہر تھیں  
جا سکتا۔ سو... وہ ایک طرح کا اشارہ تھا جو اسے عالمی اداروں کے لئے ظاہر ہے۔  
کہ تمہارے یہاں کی خبر سان آنکھیوں نے ان چیزوں مانسوں کی خبر ساری دنیا میں  
پھیلادی ہوئی اور سیری خرپک سکھیا لے اس اشارے کا مطلب یہ کہ اپنے کام میں  
ملکتے ہوں گے اور یہ کام ہے مختلف ممالک کی جتنے بندی ختم کرنا ہم اُن ملکوں کی

چاہوئی دنیا  
”کیا ہے، جید حقیق پھاڑ کر جھکا کوں دوز اپنایا۔“ تھم کہتے۔ میری بھروسہ پر دامت  
لگاتے بیٹھے ہوئے۔

”بہتر سے یا پ کی بھروسہ ہے یا حاکم جھلکا کر دولا۔“

”جسیں میری ہے۔“ شاہزادی میں تھم سے درخواست کرتا ہوں کہ اُس لڑکی پر دوام  
کرو... دوڑتھی خود کیوں گا خصیب خدا کا... وہ پھول سا جنم۔ تھام سچے خدا  
غارت کرے۔“

”تھم کو خود غارت کرے۔“ قائم نے ترکی یہ تکی کہا۔

”میں قائم سے وعدہ کر چکا ہوں یہ چیرالٹ رہا۔“

”اوپر یہ لیکھ رہ رہا اجھائی دس دنیا۔“

”چیرالٹ پر پھر بھی خود کریں گے یہ چرالٹ نے الما کر کہا۔“

”کریما نام نے کر دیا۔“ قائم جید کو گھومند دھا کر دولا۔ ”خدا تھیں فنا کر دے۔“

”فریدی ا... پھر سچے یہ چرالٹ نے فریدی سے کہا۔“

”ہاں میں بھیڈی سے اس پر خود کروں؟“

”اور اپنے بھی مطلب کی سوچوگے یہ چیرالٹ نے لیکھ میں کہا۔“

”وہ چرالٹ اس لٹک ہرام کو میرے ماستے سے ہٹا دو۔“ فریدی کو پھر عذر آگی

”میں کہا رہے جانا سے کے ساتھی ہوں کا یہ جید سے بھیڈی سے کہا۔“

(۵)

فریدی کو زندہ درگر ہوئے پھر اُسی لگنگی قصص۔ ایک بیک اُسے کوئی ایسی تدبیر  
ہبیں سوچی تھیں پری محل کر کے وہ کم از کم اس قید سے توڑا تی پا سکتا صرف یہکہ جھلکتی  
رکھیں اُسے بھی جید کا کام پا دی سچے پڑا پڑا تھا۔ فریدی جب بھی چرالٹ کو زور سے ڈالنے کی  
کوشش کرتا جید سے بھتھے ہے میں اکھاڑ دیتا اور اب جید کے خلاف اُس کا غصہ اُسا

پس پسدار کر چھوٹ ڈیواری کے اُس کے بعد انہیں ایک ایک کر کر کھینچ لینا مشکل نہ ہو گا۔ فریدی اس سکے پر بھی غور کرتا رہا تھا۔ ایک نونک سازش تھی اگر ایسا ہوا تو سادی و نینہ ہجڑنے والے کی پر وادہ نہیں تھی۔ نیکن وہ اُسے جذب آتی بن کر ضمانت بھی نہ کرنا چاہتا تھا۔ درد وہ جس وقت بھی چاہتا۔ جیرالا مسٹر سترٹھا الگ اُس کا یہ فعل غیر افادی ہوتا۔

وہ بڑی درستے اپنے کمرے میں ٹولی رہتا تھا۔ اُس کی بھی بھی نہیں اُرہ تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہتے اُس نے ٹھڑی کی طرف دیکھا کیا رہ بکھر رہے تھے۔

دفعہ اساتھے والی روایا اپنے داہنے چڑک کے پاس مسکھنے لگی اور دوسروے ہی لمحے میں جیسا نہ گھسیں آیا۔ دیوار پر جھر اپنی اصل جگہ پر آگئی۔ جیسے اس طرح اپنے نوٹوں پر اُنگلی رکھ لی جیسے فریدی کو جب کراچا ہتا ہو۔ پھر اُس نے اُسے آنکھوار کر بلند آواز میں کہا۔

خاباً آپ نے شاہزادی صاحب کی یاقوں پر نوکریں ہو گئیں۔

فریدی کو کچھ نہیں بولا۔ وہ حسید کو مجید نظرتوں میں کھو رہا تھا۔ دوسرے لمحے میں حسید نے اپنی جرسی سے ساند کا غذا کا ایک ٹکڑا مانکالا اور بیل سے اُس پر کچھ لختہ لفڑی سا تھوڑے پڑھ رہا تھا جس کو اپنے ہاتھ پر لے لیا۔ بھری نئے یہ لوگ بہت عاقور ہیں۔ وہاں میں بھی شرط طاقت کا ساتھ دیتا چاہتے ہیں۔

اسی طرح دو اور بھی باتیں پہنچ رہا۔ فریدی کی نظریں اُس کا غذہ پر بھی جوئی تھیں جس پر حسید کو رہا تھا۔ اُستاد اس باری میں اُپ رکھنے دے دی۔ خاموش۔۔۔ خاموش کچھ کچھ کی حضورت پہنچی۔ بیہاں کی دیواریں بھی یوں یہیں کئی کسی کمرے کی مرگوں تھیں ابھی ایک شخصیوں کمرے میں لااؤڈا سپیکر کی طرح بھیت پہنچی۔ جیرالا مسٹر سترٹھا کی جیونٹی کی بھی لگندا ہشت سو سکنی۔ نیکن میں نہ اُپ سے بکار رکھ کے اُس کا حکومت رہبہت احتماً حاصل کر دیا ہے۔ اور یہ صرف میرا حصہ ہے۔ اگر آپ ایکیلے ہو ستے تو کچھ کے اُس سے لگرا کر ختم ہو جاتے۔ اُس کی

شہیت واقعی یہ رہت اگرچہ خدا کرے میں اُسے چونا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں میں نہے اُپ کی شان میں جو رکھتے ہیں کی ہیں اُن کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ اُب رادیاں شیرخیں جان ہوں غرامتے ہیں کہیں نہ رعناؤ توڑا ہے وہ میری مموزن ہے کہ میں نے اُسے اُسی شیخیت تحریر سے بچا دیا میں نے اُسے اُس کے باپ کی حوت کی اولاد بھی دیدی ہے جسکا اسے کوئی علم نہیں تھا اب وہ ہیک جو کوئی شیرنی کی طرح اتفاقام کے لئے تھی چھپی ہے اور جس اس سے معاافی چاہتا ہوں کہ میں نے اُپ سے پوری بھی ایغرا اُس کا ایک بوسے لیا جو سر میں اُپ سے معاافی چاہتا ہوں کہ میں نے اُپ سے پوری بھی ایغرا اُس کا ایک بوسے لیا جو سر میں ہوئیں۔ اُپ کو وہاں تھکنے کے راستے سے واقع ہے۔ راستہ دراصل اُس کو دنار تھکنے کی ہوئیں پڑا کر وہاں تھکنے کے راستے سے واقع ہے۔ جسی چیرالا میں تھکنے ہے جو لا کاں سٹنگل والی طرک کے سر سے پورا قاع ہے اور وہ تھکنے کی ہوئی سے تعلق رکھتی ہے اس اسالیہ پیدا ہوتا ہے کہ تمہری بیان سے تکلیں کیونکر۔ اول تو دو دوسرے سے سُکن پرچار ہی سُکن ہو رہا۔ الجھنیخ جنی گئے تو وہاں اُپ فیکری میں دن رات اُدیسوں کی اچھی خاصی تعداد موجود رہتی ہے۔

اسی دروداں میں حسید سا تھری سا تھری بڑا آتا بھی رہا تھا ایسا مسلم یوں رہا تھا جیسے جسے اسی درود کی تعریف میں باقاعدہ نیک پرچھ جھڑاڑا ہو جب وہ خاموش ہوا تو فریدی اُسکر اکر بولا۔ وہی غور کر رہا ہو۔ جیرالا کی شخصیت مجھے پڑھے ہے نیک اسکا طریقہ کارہ بہتی ہے۔

”بہتیجا رہتے ہے۔“

”بہتیجا رہتے ہے۔“ حسید کو کار بولا۔ شاہزادی صاحب مجرور نہیں ہیں وہ سائنسک طور پر بھی اُپ کے خلافات بدلتے ہیں صرف ایک لکھنے بیک ایک میں میں اُپ کی مرتات ہوکی۔ اُس کے بعد اُپ عسوں کرنے میں کے جیسے ابھی ابھی پیدا ہوتے ہوں ہیں نے وہ میں دکھی ہے۔“

”میں عجیب سکھیں میں پڑھا رہوں۔“ فریدی نے بھرا لی آواز میں کہا۔ میں ابھی اور موجود ہو گا پھر قیصر کروں گا۔

وہ سچی اپنی بڑی ثابت چاری رکھے ہوئے ہاں فخر پر لکھنے والا ہش باش بیٹھے جیسا کہ اب تک نہ ہے۔ میں جسے اپنا ولی ہمہ بنا دوں گا بیرے ذہن میں قلبِ محال ایک جو یونیورسیٹی ہے جہاں بعد مجھے بھی ماں توں کی کھالی چین مر جو دہوں الگی انہیں کسی طرح بینا کرو۔ اور پر تکمیلی طبق ستم انہیں بھی کر جو خدا رہ سکیں گے۔ اور یہاں رات کو تو سب سوتے ہی چوں کے انہیں یقین ہے کہ ان کے مغلانہ مادر کوئی عتوں یہاں داخل ہو سکتا ہے اور رہ یہاں سے نکل سکتا ہے۔ اس سمتی میں روز دن سے لختکو کرو۔ میرا خیال ہے کہ وہ رُنگ بھی نیکڑی بی رہتا ہو گا۔ جس میں بن ماں سفر کیا کرتے ہیں؟

فریدی کی دیانتی شخصیتوں پر جیسا کہ بولا تھا اب میرا فیصلہ منصب میں حکمرانی فرمانی میں بھی کام کروں گا اور اسی تسلیم تحریک سے بھی تعلق رکھوں گا۔

”میں ہمارا گلا گھونٹ دوں گا“ فریدی اس کی ہفت جیٹھے جہر دے وہ کاغذ تھہ کر کے فریدی کی چسبیں رکھ دیا اور خود دکتے تھے یہاں میں پڑھیں پڑھیں پڑھیں پڑھیں۔ فریدی اس کے پیشے پر جو لاد بیٹھا اور جیسے حلقوں سے اس طرح کی آغازیں نکلنے کا بھیساں کا گلا گھونٹ جا رہا ہے۔

وہ سوتے ہی ٹھیکیں دیوار پر جگتے سرکی اور دو تین آدمی فریدی پر ٹوٹ پڑتے انہیں نے فریدی کو بکڑیا اور جیسا اس کے پیچے سے نکل کر بھک نکلا۔

(۴)

”اے سری رات چاریں ماں کا استراحت ایک ہلیل اور تم تاریک یا رسیہں بیڈاں رہنے تھے مترجم کہ جسے دلکشی کی روشنی پورے ہیمارے میں پیشی پوئی تھی۔ اور جسے میں پیشہ پڑتے کا امتنان کچھ جیب سی پر اسرار کی قیمت اور قدر پیدا کر رہا تھا۔ پس سے آگے والابن، انس بصرہ تمن کے متاثر ہے میں پستہ قدحعا اور سب سے بیچے والا اتنا طویل القامت تھا کہ دیکھ کر منی آئسی تھی۔

ایک فوج بیٹھے گلیارے کے انتظام پر ہر چیز وہ رک گئے۔ پستہ قربی ماں دیوار پر میں کچھ بول رہا تھا۔ وصفت ایک جیب قسم کا تصور تھا کہ ریا اور ایک بیک پستہ قربی ماں پر بڑی طرح کا پہنچتا تھا۔ اور جھپٹ بھوکیا ہے وہ آہستہ سے بولا۔ جھپڑے کی گھنٹی۔ شاید انہیں پتہ چل گیا۔ میں اسے باپ رہے باپ نہ سیف سے بیان ماقص در طکڑا کر کر کستہ کرتے تھا۔ بچا۔ ”سبھل ڈیورٹ“ ایک دوسرا بن ماں بولا جو سرجنٹ جحمد کے حلاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

”چلتے ہاپ توگ نکل جائیتے“ لہذا بھول میں کچھ در ان سے نہیں کی۔ ”میں بھی کام کروں گا اور اسی تسلیم تحریک سے بھی تعلق رکھوں گا۔“

”بیرے پاں ... میں الور سندھ“ جیسے بڑا ٹایا۔ ”ریکار ہے!“ روز اچھد ہی کا سے، بولی۔ ”ایک بھی گوئی اُن پر فریط ہے کی میہاں مارڈلٹن کے طریقہ دوسرے ہیں“

کہیں دو رقموں کی آہستہ تھی دے رہی تھی۔ وصفتہ انہیں اپنے سروں پر ایک ہلکی سی آفات ستائی دی۔ انہیوں نے چکک کر اپر دلکھا۔ سامنے سے ایک زینہ میوار بول گیا تھا اور ان کے سر سبھ براہیک چھوٹا سا درد انہ تھا۔ شاید رہتا راشن پر اسے میں کا سیاپ ہو گئی تھی۔

انہیوں نے بڑی سرعت سے تریشٹک کئے۔ بدناسب کے تیجے تھی جیسے ہی وہ اپر پہنچے انہیوں نے روزا کی دلخواہ تھی۔ جیسے ترکوں کی طرفہ وازد بند پر چکا تھا۔ اور وہ اپر ہی والی فیکٹری کے گیر رجھیں کھڑے ہوئے تھے۔ ”یکار پھٹا جلدی کرو“ فریدی ایک چھوٹی کی اٹیش و بگی میں بیٹھتا ہوا بول۔

وہاں بیک روک بھی موجود تھا اگر جو کھلا پڑا تھا اور سامنے بخت راست تھا۔ وہ  
سفلی اشیش ویگ پر لد گئے دوازہ پر کھلا اور کئی شکلیں دکھائی دیں۔ اتنی دیر میں  
فریدی اپنی اٹارت کو چلا کھانا لارجیسے ہی آگے بڑھی جیدست کھڑے ہوئے روک کے  
ہمتوں یوتین چار فارگر کیے۔ شاید ایکس یا دو لوگوں سے اس کے ہاتھ نک گیا تھا۔  
”لیکار در ہے جو“ فریدی کہا۔

”شاید میں نے روک کے نا از پھاڑ دیتے ہیں“  
”بیتے رجہ“

وہ مرے لئے میں کار منان مرلک پر اڑاٹ پھر بھی میکن یہ بھنا ان کی حادث  
تھی کہ وہاں صرف وہی ایکلا ٹرک رہ گی تھا جس پر عجیسے کویاں چنانی تھیں فہمکی تھی  
ایک بھی میں آتے ہوئے کے ساری مرلک ایک پتھر قسم کی روشنی میں ہٹا گئی اسی تیز روشنی تھی۔  
کاس و خاتاک میں گری ہوئی ایک سوچ بھی دھونڈی جا سکتی تھی۔

محمد نے پلت کر دیکھا اندھا کی اٹکیں چڑھیا گئیں روشنی ہستی تیزی سے ان  
کی طرف رہیں ابھی تھی۔ شاید وہ کوئی کار تھی جس کے ترے پر ایک یہت زیادہ  
حادث والی سڑی اٹ پسپت تھی۔

”جیسا فریدی نے تو مسون ہجیں کیا ہے وقت آنا نہش کا ہے۔ میں رفتار کم  
کرتا ہوں۔ کو دکو دکر جھلک جھسوٹا۔  
”اڑے یا پا۔“ قائم رکار کرایا۔

سب سے پہلے جیسے کودا۔ قائم کرنے کیتے بھسل گی۔ اس کے بعد فریدی نے بھی  
چھلانگ لگادی اور یعنیوں حادثہ سخت کے گھنے جھلک میں گھٹتے چلے گئے۔  
خوش تھی ہی تھی کہ یعنی اسکے جھلک کر ایک پلکنڈی کی کی اور وہ میدھے اُس پر  
نہ سکتے۔ بلکہ فریدی کو خود تھا کہ گہیں رکاں جھلک میں مٹڑی لگادی گئی پر اگر

ایسا ہوا تو بھی ان کی خیر نہیں کر سکر وہ بھی مفروض کی کھال میں تھے۔ اور انقاٹ سے ایسا  
پیچے رکنے کے سلسلے پر دو فہمیں مل سکے تھے اور بعد سری طرف انکی کھاؤں کو جس  
سے اکٹ کر فٹ کے لئے زکار بھی خطرے سے خالی ہیں تھا۔ خود ہی دیر بعد جھلک  
تا بیرک میں گویاں سناتے گئیں۔

”یکوں نہ کسی درخت پر جا چڑھیں“ فریدی بڑی طریقہ۔

”اٹے پیٹھے درخت پر جو جھٹکا ہیں آتا ہے کم ہضا ہوا ہو۔“

”بس بھاگ کر جلو۔“ فریدی نے کہا۔ یہ ایک اندھی کھال ہے خود کو تقدیر پر چھوڑ  
ان کی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہے کہ پورے جھلک پر چاہا تھا۔  
”ہے۔۔۔ ایک بھنپ چاہتا ہیں گرد“ قائم کو رکر پیدا۔  
”و مرد۔۔۔ کاش تم چوپ ہے ہوتے فا ہمید ستمہ کہا۔“ اڑے۔۔۔ افسوس میری پر  
وہیں رہ گئی۔۔۔

انہیں پڑھی شدت سے گرمی ملک رہی تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنے سر پر  
کھال آئی دی اور یا تو قلن تک ان کے جسم کھل گئے۔  
صحیح ہوتے ہوتے انہوں نے جھلک پار کر لے۔۔۔ اور پھر وہ اپنے جھوٹ پر حصہ کھا۔

آتا ہی سب سے سخت کار انہوں نے ایک تو فناک گھر کھڑا ہٹت تھی زین پٹنے کی اور وہ  
کے بل کر ڈے۔ گھر کھڑا ہٹت کی کوئی کجھ کافی دیر کے قائم رہی۔ وہاں ہڑج یہ رہ  
پر پڑے پڑتے تھے جیسے ان کے جسم کی بذقت سلب ہو گئی ہو۔ دفترا جیسے کے مڑتے  
ہیں۔ وہ اٹکیں پھاڑ سے آسان کی طرف رکھوڑا تھا جہاں کافی پر پڑے بڑ  
درخت کر دی خار کسکہ غزوں میں چکار نہ کرے تھے سوچ کی ہٹتی شعاں  
کے اس طبقاں میں پچپے کر دی گئی تھیں۔۔۔ اور جس دیجیتا ہی صورت تھا۔  
وہ پھر اٹکر جاگے اسے اور کھلے بیدان میں نکتے گئیں ان کی سمجھ میں ہیں۔

اگر ہم تھاں پر کیا ہوا۔

(۲)

لڑکاں جنگل ویک مانگتے ہیں اسی دنیا میں پندرہ میل کے رقبے میں ہر وقت دھوکیں کے یاد میں نہ لائتے رہتے تھے میلوں تک یہ تباہ اسٹان ہوتی ہے گئیں۔ اتنے پڑے جنگل کی آگ پر قابو پاتا آسان ہیں تھا پھر بھی ہر طرح کی تدبیری اختیار کی جاتی رہیں۔ اگر یہ تباہی رہ لے ہوتی تو فردی کے بیان برکتی کو تین ڈگن نہ کر۔ مرجنتھ مجید کا کہنا تھا کہ کرو پاہو ڈس فی چوری بھی ڈی ہوگی۔ درود وہ لوگ استھان احمدیہ ہیں تھے کہ اپنی ان عظیم الشان لیکا دات کو اس طرح تباہ کر دیتے۔

شہر لڑکاں جنگل سے ہیں میل کے فاصلے پر واقع تھا لیکن وہاں بھی زلزلہ کے بعد شہر کے کچھ علاحدہ گھر گراہست کی اولاد نہ یادہ تیر ہیں معلوم ہوتی تھی لیکن پھر بھی دو گھنی کا بیان ہے کہ وہ صورت ہونا کہ تھی اور زمینی سکرپٹ سے اُتے ٹھوس ہوئی تھی۔ جیرالٹ پھر بھی اپنی کو تھی میں نہیں رکھاتی دیتا اس کا لٹکنی کی ایسہ حواست میں لے لیتا۔ گیا تھا لیکن اسکا پھنا تھا کہ وہ ان معاملات کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔

فرجی سکھ بیانات نے صاری دینا میں ہم لکھے چاہیا اور سارے مذاکب کی حکومتیں اپنے یہاں اُس نیاہ کو تحریک کے حامیوں کو محدود کر اُن کے یوں سے نکالتے تھیں مگر وہ میں دھوکیں لڑکاں جنگل کی اُس اب سردوپنچھی پہنچے اتنا اپ وہاں ایک ایسی جنگل دیگی چاکھی ہے جو آن چار میل کے رقبے میں بھی ہوتی پہنچاں کی پھر اُنی ناپتے کی بیجو کوشش کی جا رہی ہے لیکن اپنی تک اتو کامیابی نہیں ہو سکی۔

بخت پڑی کریں وہی جگہ ہے جہاں جیرالٹ اور اس کے ساتھیوں نے کئی حیرت انگریز لیکا دات کا تحریر ہی کیا تھا۔

تمہارہ شہر